فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

اہلِ علم سے سوال کرو اگر تم نہیں جانتے۔ (القرآن)

مجالسِ حبیب الامت حفظہ اللہ

جلد اوّل

یعنی

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی چرتھاولی حفظہ اللہ

خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامت پرنامبٹ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامت جلال آبادی) بانی ومہتمم دار العلوم محمدیہ وخانقاہ رحیمی بنگلور

کے اصلاحی بیانات در مجالسِ رحیمی احاطہ خانقاہِ رحیمی بنگلور

مرتب

مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدار قاسمی

ناظم تعلیمات دار العلوم محمدیہ بنگلور

ناشر

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	: مجالس حبیب الامت حفظہ اللہ (جلد اول)
بیانات	: شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی حفظہ اللہ
مرتب	: مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدار قاسمی
صفحات	232:
کتابت وتزئین	: مولانا فہیم احمد قاسمی سرسی سیتامڑھی، حبان گرافکس بنگلور
قیمت	: ....روپئے
تعداد	: تین ہزار (۳۰۰۰)
ناشر	:

مرتب کا مکمل پتہ

RAHEEMI SHIFA KHANA

#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,
Nayandhalli Post, Maysore Road
BANGALORE - 560039 (INDIA)
Ph.: 080-23180000, 23397836/72
www.raheemishifakhana.com
E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست مضامین

شمار	عناوین	صفحہ
1	ثواب اور انتساب	12
2	عرضِ دلدار	13
3	شکرِ خداوندی	16
	مکہ مکرمہ کا ایک واقعہ	17
	صبر بھی اللہ کی نعمت، شکر بھی اللہ کی نعمت	18
	صبر ایوب علیہ السلام	19
	مقربین کی آزمائش	22
	شکر اپنی زندگی کا معمول بنالیں	23
	حضرت لقمان علیہ السلام کی شکر گذاری	24
	شکر گذار وزیر	25
4	شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے	27
	اپنا ہر کام شریعت کے موافق کریں	28

شمار	عناوین	صفحہ
	شیطان کا جال	30
	خلیفۂ رابع حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح	32
	سادی شادی	33
	شادی محلوں میں ہونے والی خرافات	35
	یوم عاشورا خیر و برکت کا دن	35
	ہمارا کام شریعت کے مطابق ہو	36
5	حضور ﷺ کے اخلاق حسنہ	38
	نرم دلی اور تواضع	40
	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر شبہ کرنے والا مومن نہیں	41
	کرو مہربانی تم اہل زمیں پر	43
	ہمارے نبی ﷺ کی شخصیت آفاقی ہے	44
	پیارے نبی ﷺ عفو و حلم کے پیکر	45
	صلح حدیبیہ اور آپ ﷺ کا تحمل	46
6	حضور ﷺ کے اخلاق عظیمہ	49
	نرمی سے دشمن بھی دوست ہوسکتا ہے	51
	انبیاء علیہم السلام کو سب سے زیادہ قوت و طاقت عطا ہوتی ہے	52
	داعی کے دل میں مخلوق کی خیر خواہی ہونا لازمی ہے	53
	ایک سنت پر عمل کرنے کی وجہ سے ایک کافر مسلمان ہوگیا	54
	سارے اسباب مہیا کر لینے کے بعد اللہ پر توکل کریں	55
	غزوۂ خندق	56
	صحابہ کرام اس امت کی مقدس جماعت	57

7	**صحبت کا اثر**	60
	اپنے بچوں کو بروں کی صحبت سے بچائیں	62
	عقلمند شخص جو آخرت کی فکر کرے	63
	مسلمان کا ہر کام آخرت کے لئے ہونا چاہئے	65
	کیا میں شکر گذار بندہ نہ بنوں؟	66
	صلحاء کی صحبت میں بچوں کو بھیجیں	67
	ہمارا رابطہ شریفوں سے ہونا چاہئے	68
	محبت مجھے ان جوانوں............	68
8	**ہماری بداعمالیاں اور عذاب خداوندی**	70
	طوفان نوح علیہ السلام	71
	لاتور کا زلزلہ	73
	مراقش کا ایک عبرتناک زلزلہ	73
	اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہئے	74
	اڑیسہ کا زلزلہ اور یورپ میں سمندر سے آگ نکلنا	76
	امریکہ میں عذاب	77
	عذاب خداوندی نیک و بد دونوں کو محیط ہوتا ہے	77
	عذاب خداوندی سے عبرت حاصل کریں۔	78
9	**اپنے ہم وطنوں کو اسلام کی دعوت دیں**	80
	اقرار توحید و رسالت ہی انسانیت کا معیار	81
	صرف اسلام ہی مذہب حق ہے	82
	اسلام اپنے بلند اخلاق کی وجہ سے پھیلا	84

	ہدایت اللہ کے ہاتھ میں	85
	امن وامان کی فضا قائم کرنے کے لئے حکمت عملی	87
	بابری مسجد کا فیصلہ مسلمانوں کے حق میں نہیں	87
	مسلم سلاطین کی عدل پروری	89
	ایک واقعہ	90
	ہم غیر مسلموں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئیں	91
10	**کعبۃ اللہ کی عظمت وفضیلت**	93
	محل تو بڑا عالیشان مگر دو عیب	94
	روئے زمین پر سب سے پہلا گھر خانہ کعبہ	96
	مسجد حرام میں لاکھوں آدمی نماز پڑھ سکتے ہیں	96
	تخت سلیمان علیہ السلام	97
	میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند ہیں	99
	خانہ کعبہ کے فضائل	99
11	**قرآن مجید انسانوں کی ہدایت کا بہترین وسیلہ**	102
	ماں کے اثرات اولاد پر مرتب ہوتے ہیں	104
	ہم کو رزق حلال اختیار کرنا چاہئے	105
	ہم تلاوت قرآن سے بہت دور ہوگئے	107
	قیامت میں اولاد کی بابت بھی سوال ہوگا	108
	آج ہماری غیرت مردہ ہو چکی ہے	109
	مسلمان قرآن سے وابستہ ہوں	110
12	**شب قدر کی قدر کریں**	112

	اللہ کی ذات بڑی بے نیاز ہے	113
	ہر چیز پر بادشاہت اللہ کی	115
	اللہ کو پہچاننے کے لئے انسان کی ذات کافی ہے	116
	جو اللہ کا ہوگیا اللہ اس کا ہوگیا	117
	اللہ بندوں پر بڑے مہربان	118
	اللہ کافر اور ظالم کی دعا بھی سنتا ہے	119
	اللہ کی ذات بڑی مستغنی ہے	120
	کسی کو اللہ کی ذات سے مایوس نہیں ہونا چاہئے	121
	امت محمدیہ کی خصوصیت	122
	اس رات بکثرت دعا کریں	123
13	**قرآن محفوظ کر دیا گیا اس میں تحریف ناممکن ہے**	125
	اعتصام بالکتاب والسنۃ	126
	قرآن کے ساتھ ہمارا رویہ	127
	صحابہ کرام کا قرآن کریم سے شغف	128
	مٹ نہیں سکتا کسی آندھی سے	129
	ستاون ہزار علماء کو تختہ دار پر لٹکا دیا گیا	130
	قرآن کی بے حرمتی کا عبرت آمیز واقعہ	131
	صحابیات کو قرآن سے گہرا شغف تھا	132
	اپنے گھر والوں کو پابند شرع بنائیں	134
	مسئلہ	135
14	**قبلۂ اول بیت المقدس کی صورت حال**	136

	خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عدل وانصاف	137
	آج ایک صلاح الدین ایوبی کی ضرورت ہے	139
	اسرائیل کا قیام اسلام اور مسلمانوں کے نقصاندہ	140
	ہر طرف سے مسلمان پر ظلم	141
	مسلم بادشاہوں کی سیکولر ذہنیت	142
	بیت المقدس کی کسم پرسی	143
	حکومت ہند کو فلسطینیوں کی مدد کرنی چاہئے	144
	ہم اپنی فکر خود کریں	144
15	**فضائل رمضان اور نیکیوں کی حفاظت**	146
	بندہ کو بندہ ہی رہنا چاہئے	148
	ایک بزرگ کا واقعہ	149
	کسی کو بھی برا نہیں سمجھنا چاہئے	150
	بنی اسرائیل کی ایک عورت کا واقعہ	151
	گناہ کو ظاہر کرنا بھی بڑا گناہ ہے	152
	روزہ گذشتہ امتوں پر بھی فرض تھا	152
	روزے کا مقصد	153
	روزے کی حفاظت کریں	154
16	**علم حاصل کرنا فرض ہے**	156
	ہر مخلوق اللہ کی تسبیح کرتی ہے	157
	ذکر خداوندی ہی حیات کا ذریعہ	158
	ہم نے جانور کو ذبح کرنا بڑا مشکل بنا دیا	159

علم وقلم اللہ کی عظیم نعمت ہے 160

کیا یہ ترقی ہے؟ 161

ترقی علم ہی کے ذریعہ ممکن ہے 163

میں غلاموں کی بھیک نہیں لیتا 164

ہم کہاں تھے کہاں پہنچ گئے 165

ہم اپنے کو بدلنے کی فکر کریں 166

ہم ہر میدان میں پیچھے ہیں 167

17 **بدگمانی کا انجام دنیا وآخرت میں تباہی** 169

میری آنکھیں جھوٹی ہیں اللہ کا نام سچا ہے 170

کسی گنہگار کو بھی برامت کہو 171

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق کریمہ 172

سوئے ظنی کا ایک واقعہ 173

بدگمانی سے بچو 174

اس کا جھوٹ تمہارے سچ سے بہتر 175

ہمارے لیڈران پر آج بھی غلامی کا احساس ہے 176

زبان کی حفاظت کریں 177

18 **آخرت میں صرف اپنے اعمال ہی کام آئیں گے** 179

وہاں تو نفسی نفسی کا عالم ہوگا 181

فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا 182

حضرت نوح علیہ السلام 184

حضرت لوط علیہ السلام 185

آپ ﷺ کے چچا ابو طالب 186

ہم اپنی فکر کریں 187

19 **قربانیوں ہی سے آدمی کمال کو پہنچتا ہے** 188

جدوجہد اور قربانی ہی رنگ لاتی ہے 189

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پوری زندگی ابتلاء وآزمائش سے پر 190

خواجہ عبد المطلب کی منت 192

مقصود عمل ہے علم تو ذریعہ 193

ماں کے ساتھ کھانا نہ کھانے کی وجہ 194

حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی سخاوت 195

یوم عاشورا کی اہمیت 197

20 **ہر چیز اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے** 199

غرور نہیں کرنا چاہئے 201

کوئی بھی چیز بے فائدہ نہیں 202

مساجد جنت کی کیاریاں ہیں 203

ہندوستان ہمارا آبائی ملک ہے 204

آج باطل مذاہب دم توڑ رہے ہیں 204

مسلمان ہمیشہ ملک کا وفادار رہا 206

دشمنوں نے اسلام کو مٹانے کی ہر ممکن کوشش کی 206

اسلام کا نقصان اپنے ہی کر رہے ہیں 207

ہماری قربانیوں کے کڑوے پھل 208

کیا کانگریس حکومت مسلمانوں کی خیر خواہ ہے؟ 210

	ایسے موقع پر ہمارے نوجوان صبر وضبط سے کام لیں	212
21	اسلام میں نحوست اور توہم پرستی کی گنجائش نہیں	215
	بیماری متعدی نہیں ہوتی	216
	صفر کا مہینہ تو مبارک ہونا چاہئے	218
	لالچ بہت بری چیز ہے	219
	فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا خط دریائے نیل کے نام	221
	مشیت ایزدی کے بغیر زہر بھی اپنا اثر نہیں دکھا سکتا	222
	توہم پرستی عموماً ہر جگہ پائی جاتی ہے	223
	ہمارا دین کامل و مکمل ہے	224

☆☆☆

بحمد اللہ تعالیٰ ''مجالسِ حبیب الامت حفظہ اللہ'' جلد اول کا

ثواب اور انتساب

مرشدی ومولائی عارف باللہ حاذق الامت حکیم زماں حضرت مولانا حکیم زکی الدین احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام معنون کرتا ہوں جو اس دور کے ایسے روحانی ماہر نباض شناس تھے کہ جن کے فیضِ نظر سے ہزاروں بھٹکے ہوئے قلوب کو اللہ رب العزت کے حضور مقام عبدیت عطاء ہوگیا۔ کل تک جو علمی اعتبار سے بے شعور تھے وہ راہِ سلوک کے مسافر بن گئے اور بہت سے طالبین کے لئے ہدایت کا سامان بن گئے۔

اللہ رب العزت میرے پیر ومرشد رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی شایانِ شان اجرِ جزیل عطا فرمائے۔ آمین!

خادم آستانہ حاذق الامتؒ

محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاولی

خانقاہ رحیمی، دار العلوم محمدیہ بنگلور

مؤرخہ ۴؍فروری ۲۰۱۳ء بروز منگل بعد نماز عشاء

عرضِ دلدار

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعدہ

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا شکرو احسان ہے کہ اس نے انسانوں کے لئے اپنے نبی اور رسول بھیجے اور پھر قیامت تک کے لئے نبی آخرالزماں حضرت رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے اور امت کی ہدایت کے لئے ایسی مجرب اور مجرد تعلیم ارشاد فرمائی کہ جو ان تعلیمات پر عمل پیرا ہوگا ہرگز گمراہ نہ ہوگا۔

آپ ﷺ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد زمانہ کے علماء اور مشائخ پر یہ ذمہ داری ڈالی گئی ہے کہ وہ اپنی بات کو دیگر مسلمانوں کیلئے نمونۂ سیرت وکردار بنائیں اور راہِ مستقیم سے سرِ مُو انحراف نہ کریں یعنی خود بھی عمل کریں اور دوسروں کو بھی اعمالِ صالحات کی تلقین کرتے رہیں۔ قرآن کریم نے اس کو صاف طور پر بیان کیا ہے کہ تم سے اک جماعت ایسی (ہمہ وقت) ہونی چاہیئے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں لگی رہے۔ اس جماعت سے مراد علمائے کرام اور مشائخ عظام کی جماعت مراد ہے۔

انبیاء علیہم السلام تو امام الہدیٰ ہیں ان کی اصلاح اللہ رب العزت اس طرح فرمادیتے ہیں کہ انسان ہوتے ہوئے بھی ان سے خطاونسیان کا احتمال نہیں رہتا۔

باقی قطب عالم ہوں، قطبِ مدار ہوں، ابدال ہوں، علمائے کرام اور مشائخ ہوں اور کتنا ہی بڑا داعیٔ اسلام ہو سب کو مرتے دم تک اپنی اصلاح اور اصلاحِ حال واصلاحِ قلب کی فکر رہتی ہے۔ اسی کیلئے علمائے کرام مسندِ درس قرآن وحدیث پر جلوہ افروز رہتے ہیں اور وعظ ونصیحت کے ذریعہ عامۃ المسلمین کو راہِ خدا کی طرف بلاتے ہیں۔

نیز مشائخ عظام خانقاہی ماحول میں رہ کر خود بھی مجاہدات کرتے ہیں اور طالبین کو بھی تزکیۂ نفس کراتے ہیں اور نفسِ امارہ کی کثافت کو لطافت میں بدل دیتے ہیں اور خداوند قدوس کا قرب طالبین کو حاصل ہوجاتا ہے وہ من عرف نفسہٗ فقد عرف ربہٗ کے مقام سے گذر کر اپنے کو فنائیت کے مقام پر پہونچادیتے ہیں پھر وہ امت کی فکر اس طرح کرتے ہیں کہ جس طرح اپنی جان کی فکر ہوتی ہے۔ اسی لئے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ داعی کے اندر جب تک ہمدردی کا جذبہ پیدا نہ ہو داعی نہیں کہلا سکتا۔

غرض مدارسِ اسلامیہ اور خانقاہوں میں مستقل ایسی جماعت تیار کی جاتی ہے جو انبیاء کرام علیہم السلام کی نیابت کا فریضہ انجام دے سکے۔ اسی مبارک سلسلہ کی کڑی خانقاہِ رحیمی بھی ہے جو کئی خانقاہوں کا حسین سنگم ہے۔ شیخِ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا حکیم ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی حفظہ اللہ کو رائے پور کی خانقاہ اور شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کے سلسلۂ مبارک اور خانقاہ اشرفیہ تھانہ بھون سے بھی نسبت حاصل ہے۔ آپ نمونۂ سلف وصالحین ہیں۔ آپ کی مجالس علم وعمل کا حسین نمونہ ہوتی ہیں۔ آپ کو دیکھ کر علمائے کرام اور مشائخ عظام سے بہت زیادہ انسیت اور محبت پیدا ہوجاتی ہے آپ طالبین اور سالکین کے لئے بہترین نمونۂ عمل ہیں، آپ ایک طرف دارالعلوم محمدیہ عربک کالج بنگلور کے بانی تو دوسری طرف صحافتی میدان میں بھی دینی واصلاحی اسلوب کو مدنظر رکھتے ہوئے اٹھارہ سال سے ماہنامہ ’’نقوش عالم‘‘ بنگلور سے پابندی کے ساتھ شائع فرمارہے ہیں۔ اسی طرح خلقِ خدا کی خدمت کے لئے رحیمی شفاخانہ 33

سال سے مایوس مریضوں کی خدمت کا فریضہ آپ کی سیادت میں انجام دیتا آرہا ہے۔

حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ کو بنگلور میں قیام کئے 36 سال سے زائد عرصہ ہوگیا ہے آپ نے اسلام پور کی جامع مسجد، مکہ مسجد گنگا نگر، مسجد سلطان شاہ اولیاء مرکز تبلیغی جماعت اور مسجد یقین شاہ ولی عقب ودھان سودھا بنگلور اور جامع مسجد کاشف العلوم ہوسہلی اور تقریباً 24 سال سے مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ کے محراب وممبر سے وعظ ونصیحت وخطابت کا فریضہ ادا کرنے کے لئے اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہے۔

نمازِ جمعہ کے بعد مرکزی جامع مسجد کے نیچے والے ہال میں پابندی کے ساتھ مجالسِ رحیمی کا انعقاد ہوتا ہے۔ناچیز نے آپ حفظہ اللہ کی مجالس میں شریک ہوکر حضرت والا کے ارشادات کو قلمبند کرنے کی سعی کی، بالآخر میرے پاس مجالس کے مسودات ضخیم مقدار میں جمع ہوگئے۔جنہیں ''مجالسِ حبیب الامت حفظہ اللہ'' کے نام سے موسوم کر کے حضرتِ والا حفظہ اللہ کے سامنے پیش کئے اور اجازت چاہی کہ ان کو شائع کر کے طالبین تک پہونچائیں۔ حضرتِ والا نے مسودہ کو خود ملاحظہ فرمایا، اور اشاعت کی اجازت مرحمت فرمادی۔ یہ ناچیز کی ایک حقیر کوشش ہے جو جلد اول اور جلد دوم پر مشتمل ہے۔

دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کا سایۂ عاطفت تادیر قائم و دائم رکھے اور آپ کے فیوض و برکات سے خواص وعوام مستفیض ہوتے رہیں، دعا ہے کہ اللہ رب العزت مجالس کے ان دونوں مجموعوں کو شرفِ قبولیت عطا فرما کر آخرت کا ذریعہ بنائے، مجالس کی اشاعت کا یہ سلسلہ دراز ہوتا چلا جائے، آمین ثم آمین یارب العالمین!

خادم آستانہ حبیب الامت حفظہ اللہ

محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی

ناظم تعلیمات دارالعلوم محمدیہ وخانقاہ رحیمی بنگلور

مورخہ ۴؍فروری ۲۰۱۳ء بروز منگل

شکرِ خداوندی

مجلس نمبر(۱)

مجلس مبارک ۱۸؍محرم الحرام ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۶ جنوری ۲۰۰۹ء بعد نماز جمعہ

خانقاہ رحیمی دارالعلوم محمدیہ کے ہال میں حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ تشریف فرما تھے۔شہر گلستان بنگلور سے علمائے کرام اور مریدین ومتوسلین کی کثیر تعداد موجود تھی۔جن میں کچھ حضرات دعائے شفا کرانے کیلئے اور کچھ حضرات اپنی پریشانیوں اور تکالیف کے سلسلہ میں مشورہ طلب کرنے کیلئے حاضر ہوئے تھے۔ ذکر بالجہر کے بعد حبیب الامت عمت فیوضھم نے ارشاد فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّانَبِيَّ بَعْدَهٗ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

بزرگان محترم نوجوانان اسلام اور عزیز طلباء! بڑے خوش نصیب ہیں وہ بندے جن کو شکرِ خداوندی کی توفیق مل جائے۔خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک

شخص کو خانہ کعبہ کے دروازے پر دُعا مانگتے ہوئے دیکھا، وہ کہہ رہا تھا اے اللہ! مجھے قلیل لوگوں میں سے بنادے۔ قلیل کے معنی عربی زبان میں تھوڑے اور کم کے آتے ہیں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ دُعا عجیب وغریب معلوم ہوئی، جب وہ شخص دُعا سے فارغ ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا اس کا کیا مطلب! اے اللہ مجھے قلیل لوگوں میں سے بنادے؟ تو اس نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ اور میرے شکر گذار بندے بہت کم ہیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ یہ شکر گذار بندوں میں شامل ہونے کی دُعا کررہا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے کہ شکر ادا کرنے کی توفیق مل جائے اور گویا اللہ تعالیٰ کا خاص بندہ بن جائے، کوئی بھی انسان ہو ہر وقت اللہ کی نعمتیں اس پر برستی رہتی ہیں ورنہ تو انسان بلکہ کوئی بھی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا!۔ ہمارے ہندوستان میں اگر کسی کا حال دریافت کیا جائے کہ بھائی کیا حال ہے؟ تو کہے گا بس کیا کہوں طبیعت ٹھیک نہیں، کاروبار ٹھیک نہیں چل رہا ہے۔ اور اگر دیندار ہے تو بس اتنا کہدے گا کہ بس ٹھیک ہے۔ مگر عربوں میں شکر گذاری کی عادت ہے، وہ ہر بات میں سُبْحَانَ اللّٰهُ، مَاشَاءَ اللّٰهُ، اَلْحَمْدُلِلّٰهُ وغیرہ جیسے جملے زبان زد رکھتے ہیں۔

مکہ مکرمہ کا ایک واقعہ

فرمایا: بیس بائیس سال پہلے کی بات ہے مکہ مکرمہ میں ایک دوکان پر میں عطر خریدنے کیلئے گیا، عطر فروش ایک پاکستانی تھا، اس دوکان پر ایک عرب عورت بھی عطر خریدنے کیلئے آئی تھی، اس نے اچانک صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ (اے اللہ! نبی اکرم ﷺ پر رحمت نازل فرما، اے اللہ! نبی اکرم ﷺ پر رحمت نازل فرما، اے اللہ! نبی اکرم ﷺ پر رحمت نازل فرما) پڑھنے لگی، میں نے

دوکاندار سے پوچھا کہ اس عورت کو کیا ہوگیا؟ اس نے بتایا کہ یہ عطر کا نام بھول گئی ہے اس لئے درود پڑھ رہی ہے۔ میں نے کہا سبحان اللہ ہمارے یہاں اگر کوئی کچھ بھول جائے تو اچھی بات کبھی زبان پر نہیں آئے گی چہ جائیکہ درود شریف؟ ہم میں اور عربوں میں یہ فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ذکر کی توفیق دی ہے، اسی طرح اسلامی رسم ورواج میں بھی وہ ہم سے کہیں زیادہ پابند شرع ہیں۔

جبرئیل امین علیہ السلام نے فرمایا ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے آپ ﷺ کا نام نامی لیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ پڑھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا آمین۔ ایک موقع پر آپ علیہ السلام نے فرمایا بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ اہل عرب میں اور ہم لوگوں میں کافی فرق ہے، ان کو بڑی فضیلتیں حاصل ہیں، وہ نبی کے شہر والے ہیں اور بیت اللہ کے پڑوسی ہیں، ان کو حرم شریف اور مسجد نبوی میں برابر نماز پڑھنے کا موقع میسر ہے، ہم اگر شہر کی جامع مسجد میں نماز پڑھیں تو پانچ سو نمازوں کا ثواب مل جائے گا لیکن مسجد نبوی میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کا ثواب اور حرم شریف میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے، ظاہر ہے ہم اتنی دور ہیں کہ ہم کو بار بار یہ سعادت حاصل نہیں ہوسکتی، جن کو اللہ تعالیٰ نے مال ودولت سے نوازا ہے وہ حج وعمرہ کرسکتے ہیں لیکن اہل عرب تو ہر وقت اسی برکت والی جگہ سے فضائل ومناقب حاصل کررہے ہیں۔

صبر بھی اللہ کی نعمت، شکر بھی اللہ کی نعمت

فرمایا: میں یہ عرض کررہا تھا کہ ہر انسان پر اللہ کی بے شمار نعمتیں ہر وقت برستی رہتی ہیں، مگر شکر ادا کرنے کی توفیق نہیں ملتی ہے اور اگر تھوڑی سی تکلیف بندے کو پہنچ جائے تو واویلا کرتا پھرتا ہے، دنیا میں کوئی آدمی ہم پر تھوڑا سا احسان کردیتا ہے تو ہم اسکا شکر

ادا کرتے ہیں، انسانوں کا بھی شکر ادا کرنا ضروری ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ جس نے انسان کا شکر ادا نہیں کیا اس نے اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا۔ کیونکہ انسان شکر کا محتاج ہے جب اس کا شکر ادا نہیں کر رہا ہے تو اللہ کا شکر کیا ادا کرے گا، جبکہ اللہ تعالیٰ کسی کے شکر کے محتاج نہیں ہیں، اس لئے بندوں کا بھی شکر ادا کریں اور اس خالق کائنات کا بھی جس کے قبضہ قدرت میں دنیا کی ہر ہر چیز ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شکر ادا کرنے کے تین فائدے ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ کا حق ادا ہوتا ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوتے ہیں۔ (۳) شکر ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں بڑھوتری ہوتی ہے۔ قرآن مجید کی سب سے پہلی آیت ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو سارے جہان والوں کا رب ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ زندگی کے ہر شعبہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتے رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ اختیار دیا ہے کہ آپ چاہیں تو نبی اور بادشاہ بن جائیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ! میں نبی اور بندہ بننا پسند کرتا ہوں، جب مجھے نعمتیں میسر ہوں گی تو میں شکر ادا کروں گا اور جب نہیں ہوں گی تو صبر کروں گا۔ تو صبر اور شکر اللہ کی دو عظیم نعمتوں میں سے ہیں۔

صبر ایوب علیہ السلام

حبیب الامت حفظہ اللہ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن اعلان کیا جائے گا میدان حشر میں کہ کہاں ہیں شکر گذار بندے تو ان کی بہت بڑی جماعت کھڑی ہوگی اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ پھر اعلان ہوگا کہاں ہیں میرے صابر بندے پھر صبر کرنے والوں کی ایک بڑی جماعت کھڑی ہوگی اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم بھی بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

حضرت ایوب علیہ السلام کو بڑی آزمائش میں مبتلا کیا گیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ. اور ایوب علیہ السلام کے قصے کا تذکرہ کیجئے جبکہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھ کو یہ تکلیف پہنچ رہی ہے اور آپ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہیں تو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو جو تکلیف تھی اس کو دور کر دیا اور ہم نے ان کو کنبہ عطا فرمایا اور ان کے ساتھ ان کے برابر اور بھی اپنی رحمت خاصہ کے سبب سے اور عبادت کرنے والوں کے لئے ایک یادگار رہنے کے سبب سے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کسی سخت بیماری میں مبتلا ہو گئے اور بجز زبان کے کوئی حصہ بدن ایسا نہیں تھا جہاں بیماری کا اثر نہ ہو تو خاندان کے لوگوں نے ان کو بستی سے باہر ایک کوڑا کچرا ڈالنے کی جگہ پر ڈال دیا، ان کی سات لڑکیاں اور سات لڑکے سب ختم ہو گئے، مال وجائیداد، نوکر چاکر بھی بہت سارے تھے سب ختم ہو گئے، اپنوں اور غیروں نے ساتھ چھوڑ دیا صرف ان کی بیوی جو حضرت یوسف علیہ السلام کی پوتی تھیں لیا بنت منشا بنت یوسف علیہ السلام، بتایا گیا ہے وہی دیکھ بھال کرتی تھیں اور مال وجائیداد تو تھا نہیں اس لئے محنت مزدوری کرکے لاتی تھیں اور کھانے کا بندوبست کرتی تھیں، ایسی حالت میں بھی حضرت ایوب علیہ السلام نے شکوہ نہیں کیا۔

حضرت یزید بن میسرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو مال اور اولاد وغیرہ کی نعمتوں سے خالی کرکے آزمائش فرمائی تو انہوں نے فارغ ہو کر اللہ کی یاد اور عبادت میں اور زیادہ محنت شروع کر دی اور اللہ تعالیٰ سے عرض کیا اے میرے پروردگار! تو نے مجھے مال وجائیداد اور اولاد عطا فرمائی جس کی محبت میرے دل کے ایک جز پر چھا گئی پھر اس پر

تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ تو نے مجھے ان سب چیزوں سے فارغ کر دیا اور اب میرے اور آپ کے درمیان حائل ہونیوالی کوئی چیز باقی نہیں رہی۔

ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب ایوب علیہ السلام کی دُعا قبول ہوئی تو ان کو حکم ہوا کہ زمین پر ایڑی لگائیں جہاں سے صاف پانی کا چشمہ جاری ہوگا اس سے غسل کیجئے اور اس کا پانی پیجئے تو یہ سارا روگ چلا جائے گا، حضرت ایوب علیہ السلام نے اس کے مطابق کیا، تمام بدن زخموں سے چور تھا اور بجز ہڈیوں کے کچھ نہ رہا تھا، اس چشمہ کے پانی سے غسل کیا ہیں، سارا بدن کھال اور بال یکا یک اپنی اصلی حالت پر آ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے جنت سے ایک لباس بھیج دیا، وہ زیب تن ہوئے اور اس کوڑے کچرے سے الگ ہو کر ایک گوشہ میں بیٹھ گئے، زوجہ محترمہ حسب عادت خبر گیری کیلئے آئیں اور ان کو اپنی جگہ پر نہ پا کر رونے لگیں، ایوب علیہ السلام جو ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے تھے ان کو نہیں پہچانا کیونکہ ان کی حالت بالکل بدل چکی تھی، انھیں سے پوچھا کہ اے خدا کے بندے! کیا تمہیں معلوم ہے جو مریض یہاں پڑا رہتا تھا وہ کہاں ہے؟ کیا کتوں اور بھیڑیوں نے اُسے کھا لیا؟ کچھ دیر اسی معاملہ میں انھیں سے گفتگو کرتی رہیں، یہ سب سن کر ایوب علیہ السلام نے ان کو بتلایا کہ میں ہی ایوب ہوں مگر زوجہ محترمہ نے اب تک بھی نہیں پہچانا، کہنے لگیں اللہ کے بندے! کیا آپ میرے ساتھ مذاق کرتے ہیں۔

ایوب علیہ السلام نے فرمایا غور کرو میں ہی ایوب ہوں، اللہ تعالیٰ نے میری دُعا قبول فرمائی اور میرا بدن از سر نو درست فرما دیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کا مال و دولت بھی ان کو واپس کر دیا اور اولاد بھی اور ان کی اولاد کے برابر مزید اولاد بھی۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو جتنا زیادہ اللہ کا مقرب ہوتا ہے دنیا ہی میں آزمائشوں میں مبتلا کیا جاتا ہے۔

مقربین کی آزمائش

آپ نے مسائل کے جواب میں فرمایا: سیدنا حضرت نوح علیہ السلام لوگوں کو دین کی دعوت دیتے تھے مگر ان کی قوم کے لوگ ان کو پتھروں سے مارتے اور اتنا مارتے کہ پتھروں سے ڈھک جاتے پھر آپ کے ہمدرد اور چاہنے والے لوگ پتھروں کو ہٹاتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً الْاَنْبِيَآءِ ثُمَّ الصَّالِحُوْنَ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ سب سے زیادہ سخت بلائیں اور آزمائشیں انبیاء علیہم السلام کو پیش آئی ہیں، ان کے بعد دوسرے صالحین کو درجہ بدرجہ۔ ایک روایت میں ہے کہ ہر انسان کا ابتلاء و آزمائش اس کی دینی صلابت اور مضبوطی کے انداز پر ہوتا ہے، جو دین میں جتنا مضبوط ہوتا ہے اتنی ہی اس کی آزمائش زیادہ ہوتی ہے (تاکہ اسی کے بقدر اس کے درجات بلند ہوں) اور کتنے ہی انبیاء علیہم السلام کو تو راہ خدا میں شہید کر دیا گیا۔

بنی اسرائیل پر جو سخت احکام لگائے گئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کی کئی وجہیں بیان کی ہیں جن میں سے ایک بڑی وجہ نبیوں کا ناحق قتل کرنا بھی تھا وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا. اور ہم نے بنی اسرائیل کے اوپر پہاڑ اٹھایا اقرار لینے کیلئے اور ہم نے ان سے کہا دروازے سے داخل ہو جاؤ سجدہ کرتے ہوئے اور ہم نے ان سے کہا سنیچر کے دن تجاوز مت کرو اور ہم نے ان سے پختہ عہد لیا۔ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ تو (ان پر جو احکام قدیمہ لوگوں کیلئے) ان کی عہد شکنی کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارے دل پردے میں گم ہیں۔

تو کہنے کا حاصل یہ ہے کہ جتنے مقرب بندے ہوتے ہیں اتنا ہی زیادہ ان کو مصائب اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پیغمبر اسلام احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کو اللہ کی راہ میں بڑی تکلیفیں پہنچائی گئیں۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں جتنی تکلیف مجھ کو دی گئی اتنی کسی اور کو نہیں دی گئی۔ طائف کے میدان میں آپ ﷺ کو اتنی تکالیف پہنچائی گئیں کہ ۹ھ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کو زندگی میں سب سے زیادہ تکلیف کب ہوئی؟ تو آپ علیہ السلام نے اسی طائف کا حوالہ دیا کہ طائف میں سب سے زیادہ تکلیفیں پہنچیں۔

شکر اپنی زندگی کا معمول بنالیں

ایک صاحب نے سوال کیا تو فرمایا: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے کون واقف نہیں ہوگا؟ فرماتے ہیں کہ میں نے سو اساتذہ کی خدمت کی اور بہت کڑوی باتیں سنی پڑیں مگر میں نے خوشی خوشی برداشت کیں اور پیشانی پر بل نہیں آنے دیا۔ یہی تو وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وہ مقبولیت عطا کی کہ ان کو وفات پائے ہوئے صدیاں گذر گئیں مگر آج بھی ان کا نام لوگ بڑی محبت وعقیدت کے ساتھ لیتے ہیں۔

درحقیقت مصیبت اسی پر آتی ہے جو اللہ کا محبوب اور پسندیدہ ہوتا ہے اس کو طرح طرح سے آزمایا جاتا ہے اور جتنا آزمایا جاتا ہے اتنا ہی وہ بارگاہ الٰہی میں مقرب ہوتا ہے، جس طرح سونے کو جتنا بھی بھٹی میں تپایا جائے گا اتنا ہی وہ صاف ستھرا ہوگا اور نکھر کر سامنے آئے گا اور غیر مسلم پر جب مصیبت آتی ہے تو وہ ناشکری کرتا ہے اور پھر ناشکری کے بدلے میں اس کی دنیا بھی خراب ہوتی ہے اور آخرت تو ہے ہی خراب، الا یہ کہ ایمان نصیب ہوجائے اس لئے انسان کو ہر وقت اللہ کا شکر ادا کرتے رہنا چاہئے۔ نبی اکرم ﷺ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے تھے۔ حصن

حصین ایک کتاب ہے جس میں آپ علیہ السلام کے شب وروز کی دعائیں ذکر کی گئی ہیں اسی واسطے تو نوائے حمد (تعریف کا جھنڈا) قیامت کے دن آپ علیہ السلام کے دست مبارک میں ہوگا جس کے تلے بشمول حضرت آدم علیہ السلام تمام انبیاء وشہداء وصدیقین اور صالحین اور سارے اہل ایمان ہوں گے، اسی لئے ہم کو بھی چاہئے کہ اللہ کی حمد وثنا اور شکر اپنی زندگی کا معمول بنالیں اور کسی وقت بھی اس سے غفلت نہ برتیں، شکر ادا کرنے سے ہمارا ہی فائدہ ہے اللہ تعالیٰ کی ذات تو سب چیزوں سے مستغنی ہے۔

حضرت لقمان علیہ السلام کی شکرگذاری

حبیب الامت حفظہ اللہ نے شکرگذاری کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

حضرت لقمان علیہ السلام بہت بڑے حکیم تھے، ابتداء میں ایک شخص کے غلام تھے، ان کا آقا بھی ان سے بڑی محبت کرتا تھا، ایک مرتبہ آقا نے بلایا اور خربوزہ کاٹ کر حضرت لقمان علیہ السلام کو کھلانے لگا، خربوزہ کی قاشیں کھاتے جاتے اور سبحان اللہ کہتے جاتے، آقا نے سوچا ایک قاش میں بھی تو کھالوں دیکھوں کتنا شاندار اور میٹھا ہے مگر وہ بڑا ہی کڑوا نکلا تو آقا نے کہا کہ اتنا کڑوا خربوزہ ہے اور اتنی تعریف کر رہے ہو؟ تو لقمان حکیم نے فرمایا کہ آپ کے ہاتھوں سے میں نے کتنی ہی بار میٹھی اور شیریں چیزیں کھائی ہیں ایک بار اگر کوئی کڑوی چیز آپ کھلائیں تو میں ناشکری کروں، یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ بلکہ آپ جو بھی کھلائیں وہ سب شیریں اور میٹھا ہے۔ دوستو! عقلمند کا کام یہ ہے کہ نصیحت کی چیز اگر کہیں مل جائے تو اس کو لے لے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے اَلْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ کہ حکمت مومن کی گم شدہ چیز ہے۔ جہاں وہ پائے مومن اس کا زیادہ حق دار ہے، اسی طرح یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ کہنے والا کون ہے؟ ایک عربی کا مقولہ ہے اُنْظُرُوْا اِلٰی مَاقَالَ وَلَاتَنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ قَالَ جو بات کہی

جائے اس کو دیکھو، یہ مت دیکھو کہ کون کہہ رہا ہے۔اس واقعہ میں ہمارے لئے نصیحت کا سامان ہے کہ ایک انسان کا شکر اس طرح ادا کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر کس طرح ادا کرنا چاہئے جو ہر وقت انسانوں پر بلکہ ہر مخلوق پر اپنی نعمتیں بارش کی طرح برسا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو شکر ادا کرنے اور مصیبتوں پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

شکر گذار وزیر

آپ نے ایک عجیب وغریب واقعہ ارشاد فرمایا: ایک وزیر تھا جو اللہ کا ہر وقت شکر گذار رہتا تھا، اگر کوئی تکلیف اس کو پہنچتی تو اس پر بھی شکر ادا کرتا تھا، ایک مرتبہ بادشاہ کی انگلی کٹ گئی تو وزیر نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے تو بادشاہ کو بڑا غصہ آیا کہ میری تو انگلی کٹ گئی اور یہ شکر ادا کر رہا ہے، ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ یہ افسوس کرتا مگر یہاں اس کی شکر ادا کرنے سے معلوم ہو رہا ہے کہ اس کو خوشی ہوئی ہے اسلئے اس کو جیل میں ڈالا جائے، چنانچہ جیل میں ڈلوادیا گیا، وزیر نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے، کچھ دنوں کے بعد بادشاہ شکار کرنے کیلئے نکلا اور کافی دور چلا گیا جہاں اس کی سلطنت بھی نہیں تھی اور جنگل میں پہنچ گیا، وہاں وحشی لوگ رہا کرتے تھے جب کوئی نووارد آتا تھا تو اس کو ذبح کرتے، خود کھاتے یا اپنے دیوی دیوتاؤں کے نام پر ذبح کر ڈالتے، جب بادشاہ کو دیکھا کہ عمدہ گھوڑے پر سوار ہو کر زرق وبرق لباس میں بڑی شان سے آرہا ہے تو وہ وحشی لوگ بہت خوش ہوئے اور انھوں نے اس کو پکڑ کر باندھ دیا کہ بعد میں اس کو ذبح کریں گے، لیکن ان لوگوں کا دستور تھا کہ ایسے آدمی کو ذبح کرتے تھے جس کے اوپر کوئی عیب نہ ہو، باقاعدہ ننگا کر کے دیکھتے تھے، انہوں نے جب بادشاہ کو دیکھا کہ اس کی ایک انگلی کٹی ہوئی ہے تو اس کو چھوڑ دیا، اب بادشاہ خوشی خوشی واپس ہوا اور سمجھ گیا کہ انگلی کا کٹنا میرے لئے رحمت

تھا، جب دربار میں پہنچا تو شکر گذار وزیر کو بلوایا اور سارا قصہ بیان کیا اور کہا کہ میں سمجھ گیا ہوں کہ ایک انگلی کا کٹنا بھی اللہ کی بہت بڑی نعمت تھی اور اسی وجہ سے میری جان بچ گئی۔ مگر میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ میں نے تجھے جیل میں ڈالنے کا حکم دیا اور تو اس پر بھی شکر ادا کرتا رہا یہ کون سی نعمت ہے؟ تو وزیر نے کہا کہ یہ تو میرے لئے بہت بڑی نعمت ہے اور اسی وجہ سے میری جان بچی، اگر آپ مجھے جیل میں نہ ڈالتے تو میں آپ کے ساتھ شکار کرنے کیلئے جاتا اور میں صحیح سالم اور تندرست تھا اس لئے آپ کی جگہ مجھے وہ لوگ ذبح کر ڈالتے، اسلئے جیل خانہ میں ڈالنا میرے نزدیک اللہ کی بہت بڑی نعمت تھی۔اسلئے دوستو! ہر وقت اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے خواہ کتنی ہی تکلیف کیوں نہ پہنچے نہ معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے اس تکلیف میں کتنی نعمتیں پوشیدہ رکھی ہیں، بندے کو ان سب کا علم نہیں ہے۔دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا شکر گذار بندہ بنائے۔آمین ثم آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے

مجلس نمبر (۲)

مجلس مبارک ۱۷؍صفر المظفر ۱۴۳۰ھ، مطابق ۱۳؍فروری ۲۰۰۹ء بعد نماز جمعہ

نماز جمعہ سے فارغ ہوکر جامع مسجد دار العلوم محمدیہ خانقاہ رحیمی میں حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ تشریف فرما ہوئے۔آج کی مجلس مبارک میں حیدرآباد اور بمبئی سے آنے والے مہمانان کرام بھی حاضر تھے۔شہر گلستاں بنگلور کے ماولی۔کرشنپا گارڈن، شیواجی نگر اور باپوجی نگر سے بھی متعلقین ومتوسلین حاضر خدمت تھے۔شادی کے متعلق اور ایک صاحب نے اپنے کسی کام کے متعلق مشورہ لیا تو حضرت والا نے فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

بزرگان محترم نوجوانان اسلام اور عزیز طلباء! جو آیت میں نے پڑھی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے ’’اے ایمان والو! پورے کے پورے اسلام میں داخل ہوجاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر مت چلو۔ بلاشبہ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ یہودیوں کے بڑے عالم حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔وہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو پہچان لیا کہ یہ کسی جھوٹے شخص کا چہرہ نہیں ہوسکتا ہے اور یہی آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اسلام قبول کرلیا، چونکہ شریعت موسویہ اور شریعت محمدیہ میں بعض احکام میں قدرے تفاوت تھا، اسلام میں جمعہ کے دن کو باعظمت قرار دیا گیا اور شریعت موسوی میں ہفتہ کے دن کی تعظیم تھی، اسی طرح شریعت موسویہ میں اونٹ کا گوشت کھانا حرام تھا اور شریعت محمدیہ میں اونٹ کا گوشت کھانا جائز ہے تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے یہ سوچ کر کہ شریعت محمدیہ میں ہفتہ کی تعظیم سے منع نہیں کیا گیا ہے اس لئے جمعہ کے دن کی بھی تعظیم کروں اور ہفتہ کے دن کی بھی تعظیم کروں، اور شریعت محمدیہ میں اونٹ کا گوشت کھانا فرض نہیں قرار دیا گیا تو اس کی حلت کا اعتقاد رکھتے ہوئے اونٹ کا گوشت نہ کھاؤں، اس طرح دونوں شریعتوں پر عمل ہوجائے گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ اے ایمان والو! پورے کے پورے اسلام میں داخل ہوجاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر مت چلو۔ بلاشبہ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔

اپنا ہر کام شریعت کے موافق کریں

فرمایا: دوستو! اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے، زندگی کے سارے اصول وضوابط اسلام نے بیان کردیئے ہیں اس لئے کسی بھی صاحب ایمان کو اسلام سے باہر کسی چیز کو تلاش کرنے کی بالکل ضرورت نہیں ہے، مسلمان جو کام کرتا ہو شریعت کے دائرے سے ہٹ کر نہ ہو بلکہ سب کے سب اسلام کے بنائے ہوئے اصولوں اور

طریقوں کے مطابق ہی ہوں، اب یہ بات آدمی کی سمجھ میں نہیں آتی کہ سارا کام شریعت کے مطابق کیسے ہوسکتا ہے؟ آدمی نماز پڑھ سکتا ہے، روزے رکھ سکتا ہے، زکوٰۃ دے سکتا ہے، حج کرسکتا ہے بقیہ روزمرہ کے جو ہمارے معمولات ہیں وہ کیسے موافق شرع ہوسکتے ہیں؟ ہماری سمجھ میں اس لئے نہیں آتا کہ ہم غور وفکر نہیں کرتے، جس طرح دنیوی کاموں میں غور وفکر کرتے ہیں، اگر آدمی شادی کررہا ہے اور اس کے اخراجات کیلئے اس کے پاس رقم نہیں ہے تو بیٹھ کر سوچے گا کہ کس طرح شادی ہوگی؟ کہاں سے پیسہ آئے گا؟ انتظامات کیسے ہوں گے؟ دو چار آدمیوں سے رائے مشورے لے گا تب کہیں شادی کرے گا، لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی سوچنا اور غور وفکر کرنا چاہئے کہ شادی کے معاملہ میں شریعت ہم سے کیا کہہ رہی ہے؟ اسلام کا کیا قانون ہے؟

رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام نے شادیاں کس طرح کی ہیں اور ہمارے لئے کیا اسوہ اور نمونہ اپنے عمل وکردار سے بیان کیا ہے **لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ** تمہارے لئے رسول اکرم ﷺ کی زندگی میں بہتر نمونہ اور پیروی ہے۔ ایک موقع پر رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا **اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمْ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ** میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہے جن کی اقتدا اور پیروی تم کروگے کامیاب ہوجاؤ گے۔ جب ہم احکام شرع پر غور وفکر کرکے عمل کریں گے اور یہ سوچیں گے کہ ہمارا ہر کام شرع کے موافق ہو تو ہم کو سمجھ میں آجائے گا اور راستے نکلیں گے اور آسانیاں ہی آسانیاں پیدا ہوں گی، چونکہ ہم نے اپنے آپ کو شریعت کے موافق ڈھالنے کی کوشش نہیں کی اس لئے دسیوں قسم کے تکلفات ہم کو کرنے پڑتے ہیں، اسلام تو بالکل سیدھا سادہ مذہب ہے ہم اس پر عمل کریں تو دنیا کے سارے معاملات میں ہمارے لئے کوئی پریشانی کھڑی نہیں ہوگی اور یہی مطلب ہے مکمل طور پر اسلام میں داخل ہونے کا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک مرتبہ ایک جنگ میں ایک کافر کو پچھاڑ دیا اور اس کے سینے پر قتل کرنے کے لئے چڑھ بیٹھے، کافر نے یہ سوچ کر کہ جلدی قتل کردیں تاکہ زیادہ تکلیف نہ ہو ان کے منہ پر تھوک دیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فوراً اس کو چھوڑ دیا اور سینے سے اتر گئے، اس کو بڑی حیرت ہوئی اور اس نے پوچھا کہ آخر آپ کو تو پوری قدرت حاصل تھی مجھے قتل کرسکتے تھے، میں نے تو آپ کے منہ پر اس لئے تھوک دیا تھا تاکہ غصہ میں آکر آپ مجھے جلدی قتل کردیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارا لڑنا، جہاد کرنا بلکہ سارا ہی کام اللہ کو راضی کرنے کے لئے ہوتا ہے، میں نے جو تمہیں پچھاڑ دیا تو اللہ کے لئے تھا اور اللہ ہی کے لئے تیرا قتل کرنا بھی تھا لیکن جب تم نے میرے منہ پر تھوک دیا تو میرے نفس کو غصہ آگیا تو اب قتل کرنا اللہ کو راضی کرنے کے لئے نہیں بلکہ اپنے نفس کو خوش کرنے کے لئے تھا اس لئے میں نے تمہیں چھوڑ دیا تو اس مشرک نے کہا کہ جس مذہب میں ہر کام اللہ کو راضی کرنے کے لئے کیا جاتا ہے اس سے بہتر کوئی اور مذہب نہیں ہوسکتا، اور یہ کہہ کر فوراً مسلمان ہوگیا۔

شیطان کا جال

حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ نے ارشاد فرمایا: ایک بزرگ تھے وہ ہر کام اللہ کو راضی کرنے کیلئے کیا کرتے تھے، شب وروز کے معمولات میں احکام اسلام پر ہی عمل ہوا کرتا ہے لیکن شیطان تو انسان کا ازلی دشمن ہے ہمیشہ لوگوں کو گمراہ کرنے کی فکر میں لگا رہتا ہے اور جو جتنا بڑا متقی اور پرہیزگار ہوتا ہے اتنا ہی اس کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ واقعہ یوں پیش آیا کہ وہ جس گاؤں میں رہتے تھے وہاں لوگ ایک درخت کی پوجا کرتے تھے، انہوں نے یہ ٹھان لی کہ اس درخت کو کاٹنا ہے تاکہ لوگ کفر وشرک سے باز رہیں کیونکہ یہ درخت لوگوں کی گمراہی اور شرک کا ذریعہ بن رہا ہے،

اس نیت وارادہ سے درخت کو کاٹنے کے لئے کلہاڑی لے کر گھر سے نکلے، راستے میں شیطان انسانی صورت میں آ گیا اور اس نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ اس درخت کو کاٹنے جارہا ہوں جس کی وجہ سے لوگ گمراہ ہو رہے ہیں کیونکہ یہ شرک ہے اور میں شرک برداشت نہیں کرسکتا ہوں ، شیطان نے کہا کہ آپ اس درخت کو نہیں کاٹ سکتے ، دونوں میں تکرار ہوگئی اور تھوڑی دیر میں گتھم گتھا اور لڑائی ہونے لگی، بزرگ نے شیطان کو پچھاڑ دیا اور اس کے سینے پر چڑھ بیٹھے، شیطان تو تھا ہی بڑا مکار، اس نے کہا کہ درخت کو کاٹنے سے کیا فائدہ؟

لوگ دوسرے درخت کی پوجا شروع کردیں گے اسلئے میں آپ کو ایک مشورہ دیتا ہوں جس میں آپ کا فائدہ ہی فائدہ ہے اور وہ یہ ہے کہ میں ہر روز آپ کے تکیے کے نیچے ایک اشرفی رکھ دیا کروں گا اس سے اپنی ضروریات پوری کیجئے اور اللہ کے راستے میں خرچ کیجئے ، انکی سمجھ میں یہ بات آ گئی اور گھر واپس لوٹ گئے جب صبح سو کر اٹھے تو دیکھا واقعی تکیے کے نیچے اشرفی ہے، بڑے خوش ہوئے چند دنوں کے بعد اشرفی بند کردی ان کو بڑا غصہ آیا پھر کلہاڑی لے کر اس درخت کو کاٹنے کیلئے چل دیئے راستہ میں پھر شیطان اسی انسانی شکل میں نمودار ہوا پوچھا کہاں جارہے ہو؟ کہنے لگے اس درخت کو کاٹنے کیلئے جارہا ہوں، شیطان کہنے لگا کہ اس درخت کو تم نہیں کاٹ سکتے ہو پھر دونوں میں لڑائی ہوگئی، اس مرتبہ شیطان نے ان کو پچھاڑ دیا، ان کو بڑا تعجب ہوا اور کہنے لگے کہ دو چار دن پہلے تو میں نے تجھے پچھاڑ دیا تھا آج تجھ میں اتنی طاقت کہاں سے آئی تو شیطان نے کہا کہ اس دن آپ اللہ کو راضی کرنے کیلئے درخت کاٹنے جارہے تھے اسلئے اللہ کی مدد مل جاتی تھی ورنہ مجھ جیسے طاقتور کو پچھاڑنا آسان نہ تھا اور آج آپ اشرفی نہ ملنے کی وجہ سے درخت کو کاٹنے جارہے ہیں اسلئے اللہ کی مدد نہیں ہے اور میں نے آپ کو پچھاڑ دیا۔ اسلئے دوستو! جو کام بھی کریں اللہ کو راضی کرنے کیلئے کریں۔

خلیفۂ رابع حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح

آپ نے فرمایا: جب آدمی کوئی نیک کام کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو سب سے پہلے اس کا نفس رکاوٹ بنتا ہے اور اگر اس پر غالب ہوجاتا ہے تو اس کی بیوی بچے اس میں رکاوٹ بنتے ہیں پھر معاشرہ اور کلچر اس کا مخالف بنتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک آدمی چاہتا ہے کہ شریعت کے موافق شادی کرے جس میں نہ کوئی خرچہ اور نہ کسی طرح کا کوئی تکلف، تو خاندان ومعاشرے کے لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہو جائیں گی حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے جتنی شادیاں کی ہیں خواہ اپنی شادی یا بیٹیوں کی شادی بالکل سادگی کے ساتھ کی، سب سے چھوٹی اور لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں ان کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کیا، آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تذکرہ کیا کہ تمہارا نکاح فاطمہ سے کردوں تمہیں منظور ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قبول کیا پھر ان سے فرمایا کوئی چیز تمہارے پاس ہے؟ تو کہنے لگے کہ تلوار، ڈھال اور زرہ ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ زرہ جاکر بیچ ڈالو، چنانچہ یہ زرہ لے کر بازار میں پہنچے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بازار میں تھے، ان سے پورا واقعہ بیان کیا اور زرہ کو بیچ دیا اور قیمت لے کر واپس چلے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ زرہ بھی واپس کردی، یہ لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچے، آپ علیہ السلام نے اسی میں سے شادی کے کچھ انتظامات کرادیئے اور ان کا نکاح پڑھا دیا اور رات کو اپنی لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچا دیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہ تو نیا لباس زیب تن کیا نہ کوئی خصوصی اہتمام کیا۔ اگر شادی اس طریقے سے کی جائے تو کتنا اچھا ہو، ہمارے پورے معاشرے بلکہ پورے ملک میں بھی کوئی لڑکی بغیر شادی کے نہیں رہے گی، طرح طرح کی بے راہ روی، معاشرے اور کلچر کو تباہ وبرباد کرنیوالے واقعات جو روزمرہ پیش آرہے ہیں وہ ہرگز

پیش نہ آئیں گے۔رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اَعْظَمُ النِّکَاحِ بَرَکَۃً اَیْسَرُہٗ مَؤُنَۃً سب سے زیادہ بابرکت نکاح وہ ہے جس میں خرچ سب سے کم ہو۔صحابہ کرام وتابعین کا معمول یہی تھا کہ وہ شادیاں بالکل سادگی کے ساتھ کرتے تھے، آج شادیوں میں اتنی کثیر رقم خرچ کرڈالتے ہیں کہ متوسط درجہ کا آدمی بھی اپنی بیٹیوں کی شادی کرنے کے لئے سوچ میں پڑ جاتا ہے کہ اتنے پیسے ہم کہاں سے لائیں گے؟ مجبوراً سود وغیرہ کا ناجائز اور مشتبہ مال شادیوں میں خرچ کرکے اپنی عزت بچاتا ہے تاکہ سماج میں برا نہ بنے۔

سادی شادی

دوستو بزرگو! رسول اکرم ﷺ کے دو صحابی آپس میں بات کر رہے تھے ایک صحابی نے کہا کہ سامنے والے گھر میں جو صاحب رہتے ہیں ان کی بیٹی سے میں نکاح کرنا چاہتا ہوں، آپ میرا رشتہ لے کر اس گھر میں جائیں، چنانچہ یہ صحابی اپنے ساتھی کا رشتہ لے کر وہاں گئے اور دوسرے صاحب باہر کھڑے رہے اس انتظار میں کہ رشتہ کی منظوری لے کر ابھی آئیں گے، کافی دیر ہوگئی یہ وہیں کھڑے رہے پھر کیا دیکھتے ہیں کہ وہ صحابی اور ان کے پیچھے ایک لڑکی پردے کے ساتھ چادر میں لپٹی ہوئی آرہی ہے، انھوں نے جب ان کو دیکھا کہ وہیں کھڑے ہیں تو کہنے لگے معاف کرنا میں آپ کا رشتہ لے کر گیا مگر ان لوگوں نے کہا کہ ہم ان سے رشتہ نہیں کریں گے اگر آپ کرنا چاہیں تو آپ سے کردیں گے تو میں نے کہا سبحان اللہ۔فوراً نکاح ہوگیا اور اب اپنی بیوی کو لے کر جارہا ہوں تو یہ صحابی بھی ناراض نہیں ہوئے بلکہ برکت کی دعا دی۔ آج اگر ایسا واقعہ پیش آجائے تو قتل وخونریزی کی نوبت آجائے گی اور زندگی بھر کے لئے تعلقات خراب ہوجائیں گے کہ میری شادی کرنے کیلئے گیا تھا اور اپنی شادی

کرلی، مگر قربان جایئے آپ ﷺ پر کہ اس طرح صحابہ کرام کو مانجھ اور سنوار دیا تھا کہ شریعت کے خلاف کوئی کام کرنے کیلئے تیار نہ تھے، اسی لئے تو رسول اکرم ﷺ نے جہاں اپنی سنت کے اتباع کو لازم اور ضروری قرار دیا اسی طرح صحابہ کرام کی سنت کے اتباع کو بھی لازم اور ضروری قرار دیا ہے۔ عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃُ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ میرے طریقے کو لازم پکڑو اور خلفائے راشدین کے طریقے کو لازم پکڑو جو ہدایت یافتہ ہیں۔

دین کو ہم تک پہنچانے والے بالواسطہ صحابہ کرام ہیں اس لئے ان کی عظمت وبڑائی ہمارے دلوں میں رہنی چاہئے، یہ افراد امت کی برگزیدہ ہستیاں ہیں، ہم صحیح راستے پر اسی وقت قائم رہ سکتے ہیں جب کہ ہم صحابہ کرام کو اپنا رہنما ورہبر سمجھیں اور جس طرح ان حضرات نے احیائے دین اور اشاعت اسلام کے لئے قربانیاں دیں ہم بھی اپنے آپ کو انھیں کے طریقے پر ڈھالیں، ان کی سادگی ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے اور اس میں ہم کو سکون واطمینان نصیب ہوسکتا ہے، صحابہ کرام کے واقعات کو دیکھ کر ہم کہتے ہیں کہ یہ پہلے کے لوگ تھے اب کہاں ایسے لوگ ہیں اور کیسے ان کے طریقوں پر عمل ہوسکتا ہے؟ لیکن یہ نہ کرنے کے لئے بہانے ہیں، جب آدمی کرنے پر آئے تو کوئی چیز مشکل نہیں ہے۔

کافی عرصہ پہلے کی بات ہے میں دیوبند گیا ہوا تھا اور دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا محمد سالم دامت برکاتہم سے ملاقات کرنی تھی میں نے معلوم کیا کہ مولانا ہیں؟ تو کسی نے بتایا کہ مولانا اپنے بیٹے کی شادی کرنے کیلئے بمبئی گئے ہوئے ہیں، میں نے پوچھا کہ کتنے آدمی گئے ہوئے ہیں؟ تو بتایا کہ تین آدمی ہیں ایک تو مولانا، ایک ان کا لڑکا جس کی شادی تھی اور ایک دوسرے صاحبزادے، پھر شادی کرکے آئے اور دوسرے دن ولیمہ کی دعوت کی سبحان اللہ یہ کتنا سادہ طریقہ ہے۔

شادی محلوں میں ہونے والی خرافات

ارشاد فرمایا: آج کل شادی محلوں میں شادیاں ہو رہی ہیں جس میں طرح طرح کے خرافات ہو رہے ہیں۔ اولاً تو اس میں فضول خرچی اتنی زیادہ ہو رہی ہے جس کیلئے آدمی جائز و ناجائز اور حلال و حرام کی تمیز کئے بغیر ہر طرح کے پیسوں کو استعمال کر رہا ہے۔

دوسرے عورتوں اور مردوں کا اختلاط ہے کہ ایک ہی ہال میں عورتیں بیٹھی ہیں اور ایک ہی ہال میں مرد بیٹھے ہیں اور پھر معانقہ چل رہا ہے، مصافحے ہو رہے ہیں، گویا نظروں کا زنا، ہاتھ کا زنا، دل کا زنا، پاؤں کا زنا سارا کا سارا زنا ہو رہا ہے یہاں تک کہ ناک کا زنا ہو رہا ہے نامحرموں کے کپڑوں سے آئی ہوئی خوشبو کو سونگھا جا رہا ہے، یہ سارے زنا کے اقسام ہیں جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کئے ہیں، اگر ان خرافات کو باقی رکھتے ہوئے شادی ہوتی ہے تو ظاہر بات ہے کہ پیدا ہونے والے بچے عبدالقادر جیلانی نہیں بن سکتے، امام غزالی نہیں بن سکتے، مولانا گنگوہی نہیں بن سکتے، اس لئے کہ ان کے طریقے پر ہم نے عمل نہیں کیا ہے۔

یوم عاشورا خیر و برکت کا دن

ارشاد فرمایا: دس محرم الحرام میں نکاح کرنے کو کوئی تیار نہیں چاہے گھر والے تیار نہیں۔ نہیں جی، آج یہ قتل والے دن، غم والے دن کیسے نکاح ہو سکتا ہے؟ لیکن قربان جایئے ہمارے پاس مثالیں موجود ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے حضرت حسن کے بیٹے حضرت قاسم کا نکاح تو محرم الحرام میں ہوا تھا، رات کے وقت میدان کربلا میں، صبح کو لڑائی ہونے جا رہی ہے اور رات میں نکاح ہو رہا ہے اور صبح کو وہ شہید بھی ہو جاتے ہیں۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیٹی کا نکاح دس محرم الحرام کو

جمعہ کے دن کیا، جمعہ کی نماز کے بعد فرمایا کہ دس محرم الحرام سوگ کا مہینہ نہیں ہے، یہ سوگ کا دن نہیں ہے بلکہ یہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور اسلام کو مضبوط بنانے کا دن ہے، اس دن اپنی بیٹی کا نکاح کیا۔

ہمارا ہر کام شریعت کے مطابق ہو

میں نے آپ کے سامنے قرآن کریم کی آیت تلاوت کی یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً اے ایمان والو! تم پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ اس سے مراد یہی ہے کہ آپ کا کوئی کام شریعت کے دائرے سے باہر نہ ہو، آپ کاروبار کر رہے ہیں اس کے اندر کوئی نقص ہے، کوئی عیب ہے، آپ اس کو بیان نہیں کر رہے ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نوکر سے فرمایا کہ یہ تھان لے جاؤ، ان کو بیچ کر آؤ اور ایک تھان میں عیب ہے وہ بتا دینا۔ نوکر بیچ آیا، وہ بھول گیا، بیچنے والے کو بتا نہیں سکا کہ اس میں عیب ہے۔ آپ نے پوچھا کہ کتنے پیسے کا بکا؟ کہا کہ پچیس ہزار درہم کا کپڑا فروخت ہوا ہے۔ فرمایا کہ تم نے نقص بتا دیا تھا؟ نوکر نے کہا کہ معاف کیجئے میں بھول گیا تھا۔ فرمایا کہ اس کا کھانا میرے لئے جائز نہیں ہے اور پھر سارے تھان کا روپیہ اللہ کی راہ میں فقراء و مساکین اور حاجت مندوں کو دیدیا۔ آج مسلمان ہے اس طرح کا ہم میں؟ جب تک یہ جذبات پیدا نہیں ہوں گے، اور ہماری اپنی طبیعت کے اندر اور ہمارے اپنے مزاج کے اندر جب تک اسلام داخل نہیں ہوگا، اور شریعت کے احکام سے جب تک ہم کو محبت نہیں ہوگی، بھلے ہی کتنا نقصان ہو جائے، تعلقات ٹوٹ جائیں، رشتہ دار ٹوٹ جائیں، دوستیاں ختم ہو جائیں لیکن دوستو! کبھی اللہ اور اس کے رسول کے احکام نہ ٹوٹیں، جب تک ہم میں یہ جذبہ پیدا نہیں ہوگا خدا کی قسم اس آیت پر عمل کرنے والے نہیں بنیں گے۔ قرآن کریم میں

اسی لئے فرمایا: وَلاَ تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ اور تم شیطان کے راستہ پر مت چلو اس کی پیروی مت کرو۔ اِنَّہٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔ وہ تمہیں پٹّی پڑھاتا ہے، وہ تمہیں سبق سکھاتا ہے۔ کیا کریں حضرت! شریعت پر عمل کرنے کو بہت دل چاہتا ہے لیکن ہماری جورو نہیں مانتی، ہمارا بیٹا نہیں مانتا، ہمارے داماد ناراض ہوگئے، وہ شریک نہیں ہورہے ہیں، اگر ایسا نہیں کیا تو ہمارے محلّہ میں معاشرے میں کیا عزت رہے گی؟ تو گویا آدمی جب شریعت کے مقابلہ میں ان کو اہمیت دے گا خدا کی قسم اس کے کاموں میں برکت نہیں رہے گی، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر معاملے کو شریعت کے سپرد کریں اور پھر ماحول کتنا ہی آپ کے خلاف ہو انشاء اللہ تعالیٰ انجام اور رزلٹ آپ کے مفاد میں نکلے گا۔

بہر حال تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آج ہمارے مزاج میں جو فرق آچکا ہے کہ شریعت پر چلنے کو دل چاہتا ہے لیکن کوئی رکاوٹ آئی ہوئی ہے تو ہم اس رکاوٹ کو قبول کرلیتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے اپنے قدم مزید شریعت کی طرف نہیں بڑھتے۔ اس لئے دعا کرنی چاہئے اللہ تعالیٰ سے کہ ہمیں شریعت مطہرہ پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق صالحات عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ حسنہ

مجلس نمبر (۳)

مجلس مبارک ۸/ربیع الاول ۱۴۳۰ھ، مطابق ۶/مارچ ۲۰۰۹ء بعد نماز جمعہ

بحمد اللہ تعالیٰ آج کی نورانی مجلس میں کثیر تعداد میں حاضرین موجود تھے۔ طلباء کی جماعت بھی آئی ہوئی تھی اور شہر بنگلور سے عربک کالج، گووند پور، گردھلی، چامراج پیٹ، آزاد نگر کے علاوہ کچھ حضرات علاج کی غرض سے میسور سے بھی آئے تھے۔ (ان کو معلوم نہیں تھا کہ جمعہ کے دن رحیمی شفاخانہ بند رہتا ہے) حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ نے اخلاق حسنہ پر گفتگو فرمائی۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّانَبِيَّ بَعْدَهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْلَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ.

بزرگان محترم نوجوانان اسلام اور عزیز طلباء! اللہ رب العزت نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو اخلاق عظیمہ کا نمونہ اور پیکر بنا کر دنیا میں مبعوث فرمایا اور آپ علیہ السلام کے اخلاق سے بڑھ کر دنیا میں کسی اور کا اخلاق ہو ہی نہیں سکتا۔ قرآن کریم اور احادیث نبویہ اس بات پر شاہد اور دال ہیں۔ سورۂ قلم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ اور بے شک آپ اخلاق کے اعلیٰ معیار پر ہیں۔ جگہ جگہ اللہ رب العزت حضور ﷺ کا ذکر فرماتے ہیں اور بڑے پیارے پیارے الفاظ سے خطاب فرمایا جا رہا ہے، کہیں فرمایا جا رہا ہے۔ یٰۤاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ (اے کملی میں لپٹنے والے) کہیں فرمایا جا رہا ہے یٰۤاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ (اے چادر میں لپٹنے والے) اور قبل از نبوت ہی حضور ﷺ کے اخلاق بڑے ہی بلند اور اعلیٰ تھے، جب پہلی وحی کا نزول ہوتا ہے اور حضور ﷺ پریشان ہوتے ہیں اور اپنی شریک حیات ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے فرماتے ہیں کہ مجھے تو اپنی جان کا اندیشہ ہے تو خدیجۃ الطاہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہرگز اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں کرے گا، آپ تو غریبوں، یتیموں اور محتاجوں کی مدد کرتے ہیں، ان کے لئے دردمندی رکھتے ہیں۔

آپ علیہ السلام قوم میں صادق اور امین کے لقب سے پکارے جاتے، جن لوگوں کا بھی آپ ﷺ سے واسطہ پڑا ہر ایک نے آپ ﷺ کے اخلاق عظیمہ کا مشاہدہ کیا۔ خادم رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دس سال تک آپ ﷺ کی خدمت میں رہا مگر کبھی آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ کام تم نے کیوں نہیں کیا اور نہ کبھی یہ فرمایا کہ یہ کام کیوں کیا؟ یعنی ذاتی معاملات میں اور گھر کے کام کاج میں کوئی کمی بیشی ہوتی تو ڈانٹ ڈپٹ اور غصہ نہیں فرماتے اور کبھی آپ ﷺ نے اپنی ذات کیلئے کسی سے بدلہ نہیں لیا، کسی عورت کسی غلام اور خادم حتیٰ کہ کسی جانور کو بھی آپ ﷺ نے کبھی نہیں مارا، اس سے بڑا اخلاق اور کیا ہو سکتا ہے کہ آپ نے دس سال تک اپنے خادم کو

کبھی اُف تک نہ کہا۔ آپ ﷺ کو رہتی دنیا تک کیلئے رسول بنا کر بھیجا ہے، رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا ہے اسلئے آپ علیہ السلام کے اخلاق سب سے بلند اور معیاری ہونے ہی تھے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی آپ ﷺ خواہش نفس سے کوئی بات نہیں فرماتے ہیں بلکہ جو کچھ کہتے ہیں وہ وحی الٰہی ہے۔

نرم دلی اور تواضع

ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے اخلاق کریمہ کا ذکر فرما رہے ہیں فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَھُمْ آپ اللہ کے فضل سے ان کے لئے دل نرم ہو گئے۔ وَلَوْ کُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِکَ اور اگر آپ سخت دل ہوتے تو یہ لوگ کبھی بھی آپ کے پاس نہ ٹھہرتے۔ آپ ﷺ بے حد نرم دل تھے، کتنی تکلیفیں پہنچائی گئیں، کس قدر آپ علیہ السلام کو ستایا گیا، پورے خاندان کا مقاطعہ اور بائیکاٹ کیا گیا اور بعد میں قدرت و اختیار کے باوجود کبھی بھی آپ علیہ السلام نے کسی سے کوئی بدلہ نہیں لیا۔ ؎

ظالم سے لیا ظلم کا بدلہ نہ کبھی بھی
مارا بھی تو اخلاق کی تلوار سے مارا

بعض دفعہ آدمی کی نرم دلی کی وجہ سے لوگ ڈھیٹ ہو جاتے ہیں اور ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں، الحمد للہ آپ علیہ السلام کے تربیت یافتہ صحابہ کرام میں ایسی کوئی نظیر نہیں ملتی ہے البتہ بعض اِکا دُکا واقعہ جو ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے تھے اور دیہات کے باشندے تھے انھیں لوگوں سے کچھ ایسی باتیں سامنے آئی ہیں۔ ایک دفعہ ایک بدو نے آ کر کہا کہ اے محمد ﷺ! یہ مال نہ تیرا ہے نہ تیرے باپ کا، میرے اونٹ کو کھجور سے لاد دے، آپ علیہ السلام نے اس کے اونٹ کو جو اور کھجور سے لاد دیا اور اس کے کہنے کا برا نہ مانا۔

مجھے ایک واقعہ یاد آرہا ہے ہارون رشید کے بیٹے مامون رشید کا، ہارون رشید کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا مامون رشید خلیفہ بنا، ایک دفعہ مامون الرشید کے پاس اس زمانے کے قاضی القضاۃ یعنی چیف جسٹس مہمان کی حیثیت سے آئے ہوئے تھے، رات میں پیاس لگی، اٹھ کر بیٹھ گئے، دیکھنے لگے پانی کہاں ہے؟ چونکہ معلوم بھی نہیں تھا اگر تلاش کریں تو بادشاہ بھی پریشان ہو کہ پتہ نہیں کیا چیز تلاش کر رہے ہیں اور بدگمانی ہو جائے، اس کشش وپنج میں تھے کہ بادشاہ کی نیند کھل گئی اور پوچھا کہ قاضی صاحب کیا ضرورت ہے؟ کہا کہ پانی چاہئے۔ بادشاہ نے کہا کہ میں لا رہا ہوں۔ یہ ہیں اعلیٰ اخلاق کہ اتنا بڑا بادشاہ پانی خود لانے کو کہہ رہا ہے۔ قاضی صاحب نے کہا کہ برابر کے کمرے میں آپ کے غلام اور نوکر سو رہے ہیں ان میں سے کسی کو بیدار کر کے منگا لیجئے بادشاہ نے ایک نوکر کو اٹھایا، نوکر نے بڑبڑانا شروع کر دیا کہ دن بھر تو ہم لوگ کام کرتے ہی ہیں اور رات میں بھی چین سے سونے نہیں دیتے۔ قاضی صاحب کو بڑا تعجب ہوا کہ معمولی سا نوکر بادشاہ سے اس طرح کلام کر رہا ہے، خیر پانی پی لیا پھر انہوں نے بادشاہ سے کہا کہ آپ سے اس طرح بدتمیزی سے یہ نوکر پیش آتے ہیں اور آپ ان کو تنبیہ بھی نہیں کرتے؟ ان کی سرزنش بھی نہیں کرتے۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ لوگ میری نرمی سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں اور ان کی بداخلاقی کی وجہ سے میں بداخلاق نہیں ہو جاؤں گا میں تو اخلاق سے ہی پیش آؤں گا۔ اس زمانے کے بادشاہوں کا حال تھا اور آج معمولی سے معمولی آدمی کی بھی حیثیت ہونی چاہئے، اس کی عزت ہونی چاہئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر شبہ کرنے والا مومن نہیں

ارشاد فرمایا: آپ ﷺ کو طرح طرح سے ذہنی اذیتیں اور تکلیفیں پہنچائی گئیں مگر آپ ﷺ نے ہر وقت صبر سے کام لیا، آپ ﷺ کی چہیتی اور ہر دل عزیز بیوی ام

المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو محدثہ جلیلہ ہیں، علوم نبوی کا وافر حصہ اپنے سینے میں جمع کئے ہوئے ہیں اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے زیادہ حدیثیں انہیں کو یاد تھیں، ان کی روایتوں کی تعداد تقریباً ڈھائی ہزار ہے، بڑے بڑے صحابہ کرام کو جب کوئی مسئلہ پیش آتا تھا اور آپس میں حل نہ ہوتا تھا تو اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاتے تھے اور وہاں ان کو تشفی بخش جواب ملتا تھا، ایسی عظیم عورت پر منافقین نے تہمت لگائی (نعوذ باللہ) لمبا واقعہ ہے۔

اس واقعہ سے آپ ﷺ کو بھی صدمہ ہوا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں اور ایک مہینہ اسی حالت میں گذر گیا، پھر اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت نازل فرمائی اور ان کی عفت و پاکدامنی کو قرآن کا حصہ قرار دیا اور رہتی دنیا تک کے انسانوں کو یہ بتا دیا گیا کہ نبی کی بیوی پر کسی طرح کی تہمت ایمان کے منافی ہے، اگر آج کوئی شخص حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے تعلق سے بدگمان ہے تو وہ شخص کافر اور خارج از اسلام ہے، اسلئے کہ اس کو قرآن کے قرآن ہونے میں شک وشبہ ہو گیا، جب اللہ رب العزت نے دو رکوع حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت میں نازل فرما دیئے تو اب کسی کو بھی یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پاکدامن اور علوم نبوت کی محافظ اور امین پر کسی طرح کا شک وشبہ کرے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے مَا بَغَتْ اِمْرَأَةُ نَبِيٍّ قَطُّ کسی نبی کی بیوی نے کبھی بدکاری نہیں کی وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ پاکباز عورتیں پاکباز مردوں کیلئے ہیں اور پاکباز مرد پاکباز عورتوں کے لئے ہیں۔

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر

بزرگو دوستو! حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ چونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے والد محترم تھے، اس لئے فطری طور پر انھیں بھی بڑی تکلیف ہوئی اور ان کے بعض رشتہ داروں نے بھی جن کی وہ کفالت کیا کرتے تھے تہمت لگائی، اس لئے انہوں نے قسم کھالی کہ اب میں کبھی بھی ان کو ماہانہ نہیں دوں گا، میں تو ان کی کفالت کروں اور ان کا خیال رکھوں اور وہ میری بیٹی پر تہمت لگائیں، مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ تو بہت بلند تھا، نبی کے بعد سب سے بڑا درجہ صدیق ہی کا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْآ اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور جو لوگ تم میں وسعت والے ہیں وہ اہل قرابت کو اور مساکین کو اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے سے قسم نہ کھا بیٹھیں اور چاہیے کہ معاف کریں اور درگذر کریں، کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف کرے اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے اور بڑے مہربان ہیں۔

حضرت مسطح رضی اللہ عنہ جو بدری صحابی ہیں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نزدیک کے رشتہ دار بھی ہیں، مسکین بھی ہیں اور مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لائے چونکہ یہ بھی اس تہمت میں مبتلا ہوگئے تھے اس لئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قسم کھالی کہ میں اب ان پر خرچ نہیں کروں گا مگر جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو پہلے سے بھی زیادہ ان پر خرچ کرنے لگے۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت آفاقی ہے

ہمارے ایک مولانا صاحب عیسائیوں کے ایک چرچ میں گئے ان کو بائیبل میں کچھ دیکھنا تھا وہاں چرچ میں ایک راہبہ تھی، مولانا نے کہا کہ ہمیں بائبل دیدو، کچھ دیکھنا ہے تو راہبہ نے کہا کہ مولانا کیا کریں گے بائبل؟ عیسائیت کو قبول کرلو، مولانا نے کہا کہ میں مسلمان ہوں اور ایک عالم دین، میں کیسے عیسائیت کو قبول کرسکتا ہوں؟ اس راہبہ نے کہا کہ ہمارے نبی کے اخلاق اور تعلیمات تمہارے نبی کے اخلاق اور تعلیمات سے بڑھ کر ہیں۔ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہتے ہیں اور ہم اللہ کا نبی اور برگزیدہ انسان سمجھتے ہیں اور ہم تو تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان لاتے ہیں کیونکہ جب تک کوئی شخص تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان نہیں لاتا اس وقت تک وہ مومن اور مسلمان نہیں ہوسکتا۔ الغرض اس راہبہ نے کہا کہ ہمارے نبی کے اخلاق تمہارے نبی کے اخلاق سے بہتر ہیں اس لئے کہ آپ کے نبی تو یہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص تم کو ایک طمانچہ ماردے تو تم بھی اس سے بدلہ لینے کے لئے ایک طمانچہ ماردو اور ہمارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تمہیں کوئی ایک طمانچہ ماردے تو تم دوسرا گال بھی پیش کردو کہ لو ادھر بھی مارلو، تو مولانا نے فرمایا کہ بہت اچھا ہے اگر تمہارے ایک بیٹے کو کوئی قتل کردے تو تم دوسرے بیٹے کو بھی پیش کردوگی کہ لو اس کو بھی قتل کردو؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں بہت زیادہ نرمی تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ صرف ایک مخصوص طبقہ کے لئے نبی اور رسول بناکر بھیجے گئے تھے لیکن نبی آخر الزماں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری دنیا کے لئے نبی و رسول بناکر بھیجا گیا تھا اس لئے ضروری تھا کہ ہر قوم کے مزاج کی رعایت کی جائے، مذہب اسلام میں ایسا نہیں کہ اگر کوئی شخص آپ کو تکلیف پہنچائے تو اس کو بھی تکلیف پہنچانا ضروری ہے بلکہ تین

شکلیں ہیں، آپ بدلہ کے طور پر اس کو تکلیف پہنچا سکتے ہیں مگر اتنا ہی جتنا کہ اس نے تکلیف پہنچائی ہے، اگر کچھ بھی زیادہ ہو تو ظلم ہو جائے گا، دوسری شکل یہ ہے کہ آپ اس کو معاف کر دیں اور تیسری شکل یہ ہے کہ صرف معاف ہی نہ کریں بلکہ احسان بھی کریں۔ اب آپ اندازہ لگائیے کہ اس سے بہتر تعلیم اور کس مذہب میں ہو سکتی ہے؟

پیارے نبی ﷺ عفو و حلم کے پیکر

میرے پیارے بھائیو! پیغمبر اسلام علیہ السلام کے اخلاق سے عمدہ اور بہتر کس کے اخلاق ہو سکتے ہیں؟ میں کسی نبی کی تنقیص نہیں کرتا ہوں بلکہ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ یہ رسول ہیں ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فوقیت عطا فرمائی۔ تمام انبیاء علیہم السلام کو جو اخلاق و اوصاف عطا کئے گئے تھے وہ سب مجموعی طور پر آپ ﷺ کو عطا کئے گئے اور آپ ﷺ نے باوجود قوت و استطاعت اور قدرت و اختیار کے عفو و درگذر اور نرمی کا جو نمونہ پیش کیا ہے وہ تو کسی میں بھی نہیں ہو سکتا۔ نبی اکرم ﷺ خواب دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام کے ساتھ عمرہ فرما رہے ہیں، کوئی حلق کرا رہا ہے کوئی قصر کرا رہا ہے، صبح کو صحابہ کرام سے تذکرہ فرماتے ہیں، چونکہ نبی کا خواب ہمیشہ سچ ہی ہوتا ہے تو صحابہ کرام بہت خوش ہوئے کہ اب وطن عزیز مکۃ المکرّمہ چلیں گے، چونکہ کئی سال ہو گئے تھے، وطن کو چھوڑے ہوئے، اس لئے مزید اشتیاق بڑھ گیا اور چودہ سو صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت عمرہ کیلئے تیار ہوئی مگر جب کفار مکہ کو پتہ چلا کہ اتنے سارے صحابہ کرام مکہ مکرمہ آ رہے ہیں تو چونکہ یہ بہت بڑی جماعت تھی کیونکہ پورے مدینہ کی آبادی کل دس ہزار تھی جس میں تین ساڑھے تین ہزار تو عورتیں ہی ہوں گی اور اس میں بہت سے نابالغ بچے، کچھ مجبور اور معذورین بھی ہوں گے تو اس لحاظ سے چودہ سو کی جماعت بہت بڑی جماعت ہے اس لئے کفار مکہ نے ڈر کی وجہ

سے یہ تہیہ کر لیا کہ ہم مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے، اس لئے مکہ سے باہر حدیبیہ میں جہاں آپ علیہ السلام اپنے صحابہ کرام کے ساتھ مقیم تھے قریش مکہ نے وہاں ایک ایلچی بھیجا، اس سے بات چیت ہوئی اور بالآخر مصالحت پر بات ختم ہوئی جب صلح نامہ لکھا جانے لگا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لکھا ''یہ معاہدہ محمد رسول اللہ اور کفار مکہ کے درمیان ہے'' تو اس ایلچی نے کہا کہ محمد رسول اللہ نہیں بلکہ محمد بن عبداللہ لکھو، ہماری اور آپ کی لڑائی تو صرف اسی بنیاد پر ہے کہ آپ کو ہم رسول نہیں مانتے ہیں، اگر ہم رسول مان لیں تو لڑائی کہاں رہ جائے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تو ہرگز نہیں مٹا سکتا ہوں، آپ ﷺ نے مسکرا کر فرمایا کہ کوئی بات نہیں لاؤ میں ہی مٹا دیتا ہوں، چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت علی کے ہاتھ سے صلح نامہ لے کر اپنے دست مبارک سے اس کو مٹا دیا اور محمد رسول اللہ کی جگہ محمد بن عبداللہ لکھ دیا، نبی برحق ہیں، خاتم النبیین ہیں لیکن فتنے کو دبانے کے لئے آپ علیہ السلام نے محمد رسول اللہ مٹا کر محمد بن عبداللہ لکھ دیا اور ارشاد فرمایا کہ اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو حق بات کو دبا دو۔ مگر ہمارا حال یہ ہے کہ اپنی ناک کو اونچی کرنے کے لئے ناجائز اور حرام کام کے ارتکاب سے بھی نہیں رکتے ہیں۔

صلح حدیبیہ اور آپ ﷺ کا تحمل

میرے عزیز نوجوانو! جب صلح نامہ لکھ کر تیار ہو گیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جو بڑے ہی جلالی اور بہادر آدمی تھے جن کے نام کو سن کر بڑے بڑے سورماؤں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس راستے سے عمر جاتے ہیں اس راستہ سے شیطان نہیں جاتا۔ جب صلح نامہ لکھ کر تیار ہو گیا اور کفار کی ساری شرطیں منظور کر لی گئیں اور بظاہر دب کر صلح ہوئی منجملہ شرطوں کے ایک شرط یہ بھی تھی کہ اگر کفار کا کوئی آدمی مسلمانوں کے پاس جائے تو واپس کر دیا جائے اور اگر

مسلمانوں کا کوئی آدمی کفار کے پاس جائے تو واپس نہیں کیا جائے گا، اسی طرح اس سال تم عمرہ نہیں کر سکتے، اگلے سال آ کر عمرہ کرنا، تو اس قسم کی شرطیں سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جلال میں آ گئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمانے لگے کہ آپ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ کا سچا نبی ہوں پھر پوچھا کیا اسلام سچا مذہب نہیں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام سچا مذہب ہے تو حضرت عمر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر دب کر صلح کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دب کر صلح نہیں کر رہا ہوں، اللہ تعالیٰ اس صلح کے بدلہ آسمان سے جو نازل فرمائیں گے وہ میں دیکھ رہا ہوں، آپ علیہ السلام نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس طرح سمجھا بجھا کر خاموش کیا، آپ علیہ السلام بڑی محبت کے ساتھ بڑے سے بڑے اور سخت سے سخت مسائل کو حل فرما دیا کرتے، جب معاہدہ مکمل ہو چکا اور یہ طے ہو گیا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جاں نثار صحابہ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہو سکیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ احرام کھول کر اور حجامت بنوالو مگر صحابہ کرام اس قدر غمزدہ تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنی ان سنی کر دی، آپ علیہ السلام کو بڑا غم ہوا، خیمہ میں تشریف لے گئے تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا بات ہے؟ آپ بہت غمگین ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے سب لوگوں سے کہا کہ احرام کھول دو اور حجامت بنوالو مگر کوئی نہیں مان رہا ہے، صحابہ کرام جو آپ علیہ السلام کی ایک ایک بات پر جان دینے کے لئے تیار رہتے تھے آج وہ اس قدر غمزدہ ہیں کہ آپ علیہ السلام بار بار فرما رہے ہیں مگر کوئی نہیں سن رہا ہے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! صحابہ کرام بہت خوش تھے کہ اس سال عمرہ کریں گے اور خانہ کعبہ کی زیارت کریں گے مگر ان کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی اور جو معاہدہ ہوا وہ بھی بظاہر دب کر ہوا اس لئے ان کو بڑا غم لاحق ہے، سب سے پہلے آپ ہی سر منڈا کر احرام کھول دیں تو

آپ کی اقتداء میں سارے صحابہ سر منڈا دیں گے اور احرام کھول دیں گے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے اور حجام کو بلوا کر سر منڈایا اور احرام کھول دیا، سارے صحابہ کرام نے سر منڈا دیا اور احرام کھولنے لگے۔ اس لئے کبھی کبھی عورتوں سے بھی مشورہ کر لینا چاہئے، اس میں خیر ہے۔ بہرحال آپ علیہ السلام کے اخلاق اتنے اونچے ہیں کہ کڑے سے کڑے وقت میں بگڑے سے بگڑے ماحول کو سدھار دیتے ہیں، ماحول کو بگاڑ دینا تو بہت آسان ہے مگر بگڑے ہوئے ماحول کو سدھارنا اور سنوارنا بہت ہی مشکل ہے، کسی بھی وقت آدمی کو غصہ میں آ کر آپے سے باہر نہیں ہو جانا چاہئے اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کے اخلاق عالیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: **فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ.** تو اللہ کے فضل و کرم سے آپ ان کے لئے نرم دل ہو گئے اور اگر آپ تند خو سخت دل ہوتے تو یہ درشت مزاج عرب آپ کے پاس نہ ٹھہرتے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیرت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عظیمہ

مجلس نمبر (۴)

مجلس مبارک ۱۵ / ربیع الاول ۱۴۳۰ھ، مطابق ۱۳ / مارچ ۲۰۰۹ء بعد نماز جمعہ

بحمد اللہ تعالیٰ آج کی مجلس میں اساتذۂ کرام دار العلوم محمدیہ اور طلبائے عزیز کے علاوہ دار العلوم محمدیہ کے اراکین حضرات اور پاکستان کراچی سے آنے والے مہمانان کرام بھی موجود تھے۔ حضرت حبیب الامت عمت فیوضھم نے ارشاد فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ کُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِکَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

بزرگان محترم نوجوانان اسلام اور عزیز طلباء! گذشتہ مجلس میں بھی یہی آیت کریمہ تلاوت کی تھی جو آج تلاوت کی، اس میں محسن کائنات، مجسم پیکر اخلاص احمد

مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ کا ذکر فرمایا گیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام و مرتبہ اور آپ علیہ السلام ہی کی شان ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مخاطب فرمائیں اور تعلیم دیں، اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہادی اور مہدی بنا کر مبعوث فرمایا، انسانوں کی ہدایت کیلئے جو بھی تعلیمات ضروری ہیں آپ علیہ السلام اس کے امین و محافظ اور نقیب ہیں، اللہ تعالیٰ جو کتاب نازل فرماتے ہیں تو اس کے ساتھ ایک معلم بھی نبی و رسول کی شکل میں مبعوث فرماتے ہیں، ان آیات کریمہ میں ان صفات و عادات کا ذکر کیا گیا جو عام انسانوں میں پائی جاتی ہیں اور ان عادات و صفات کی وجہ سے ایک اچھے انسان کو تکلیف ہوتی ہے، یہی حال تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا، جس دور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھیں کھولی ہیں اس دور میں بھی لوگوں میں سیکڑوں قسم کی برائیاں تھیں۔

بہر حال وہ لوگ بھی انسان ہی تھے اور انسان کی فطرت میں خیر و شر دونوں چیزیں ودیعت کی گئی ہیں، جب شر پر محنت ہوتی ہے تو شر پھیلتا ہے اور جب خیر پر محنت ہوتی ہے تو خیر پھیلتا ہے البتہ انبیاء علیہم السلام صرف خیر و خوبی کا منبع اور سرچشمہ ہوا کرتے ہیں، منجانب اللہ نبیوں کی حفاظت ہوا کرتی ہے اس لئے کوئی گناہ ان سے سرزد نہیں ہوسکتا، لیکن کیسا ہی ماحول ہو کیسے ہی اخلاق ہوں ہر ایک کیساتھ اچھے اخلاق سے ہی پیش آتے ہیں۔

ایک مرتبہ ایک یہودی آپ علیہ السلام کے پاس آرہا تھا جو اپنے قبیلہ کا برے اخلاق والا آدمی تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ یہ آدمی بڑا ہی بدترین ہے پھر جب آپ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو آپ عمدہ اخلاق سے پیش آئے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یا رسول اللہ! آپ تو فرمارہے تھے کہ یہ آدمی ایسا ہے ویسا ہے مگر آپ خود ہی عمدہ اخلاق سے پیش آئے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عائشہ! بڑا بدترین ہے وہ آدمی کہ اس کی بداخلاقی کی وجہ سے لوگ اس سے دور رہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کے اخلاق کوذکر کرتے ہوئے فرمایا: اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ بے شک آپ اخلاق کے اعلیٰ معیار پر فائز ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کے اخلاق بے انتہا اعلیٰ وارفع ہیں۔

نرمی سے دشمن بھی دوست ہوسکتا ہے

ارشادفرمایا: گذشتہ مجلس میں میں نے اس آیت کریمہ کا کچھ حصہ ذکر کیا تھا آج پھر اجمالاً اس کا تذکرہ کیئے دیتا ہوں، اللہ تعالیٰ ارشادفرماتے ہیں: فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ اے ہمارے حبیب! آپ اللہ کے فضل سے ان کورحم دل مل گئے۔ دعوت دینے والا جوداعی ہوتا ہے اسکے اندر کچھ صفات ہوتی ہیں سب سے بڑی صفت یہ ہے کہ نرم مزاج ہو، نرم دل ہو، رقیق القلب ہو، اس کے مزاج میں درشتی اور سختی نہ ہو، وہ کسی کو اپنا دشمن نہ سمجھے، کسی کی طرف سے اس کے دل میں بغض وعداوت اور برائی نہ ہو، اور جو برے آدمی ہیں ان کو بھی برا نہ سمجھے بلکہ ان کی ہدایت کیلئے دعائیں کرتا رہے اور راہ راست پر لانے کیلئے کوششیں کرتا رہے، اچھے اور برے ہر ایک کا اکرام کرے، جس طرح اچھے لوگوں کو دیکھ کر ان سے خوش ہوتا ہے اور اچھے اخلاق سے پیش آتا ہے اسی طرح برے لوگوں کو بھی انکی برائیاں جاننے کے باوجود اچھے اخلاق سے ملے، انبیاء علیہم السلام کا یہی طریقہ تھا۔

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتے ہیں: وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ. اور اگر آپ تندخو اور سخت دل ہوتے تو یہ درشت مزاج عرب کبھی بھی آپ کے گرد جمع نہیں ہوسکتے تھے بلکہ سب کے سب آپ کے پاس سے منتشر ہوجاتے اور بھڑک اٹھتے۔ جب کسی سے کوئی بات منوانی ہو، اپنا پیغام کسی کو پہنچانا ہوتو ضروری ہے کہ نرمی اختیار کی جائے، سختی سے کلی اجتناب کیا جائے، سختی کی وجہ سے بنا بنایا کام خراب ہوجاتا ہے اور نرمی کی وجہ سے بگڑا ہوا کام بھی بن جاتا ہے، جب اللہ تعالیٰ نے

موسیٰ وہارون علیہما السلام کوفرعون کے پاس بھیجا تو فرمایا۔ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى فرعون سے نرمی سے بات کرنا، ہوسکتا ہے کہ نصیحت قبول کرے یا ڈرے۔

ایک دفعہ ہارون رشید طواف کررہے تھے ایک عالم دین جو شیخ وقت بھی تھے وہ بھی طواف کررہے تھے، آمنا سامنا ہوگیا، ان کی عبا پر ہارون رشید کا پاؤں پڑ گیا اور وہ عبا کھنچ گئی تو وہ صاحب بادشاہ کو بڑی سختی سے نصیحت کرنے لگے، ہارون رشید نے کہا کہ شیخ جو بھی نصیحت آپ فرمائیں نرمی سے فرمائیں، نرمی کا اثر بہت زیادہ ہوتا ہے پھر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے بدتر آدمی کے پاس آپ سے بہتر آدمی کو بھیجا، یعنی فرعون کے پاس موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا تو فرمایا کہ نرمی سے کلام کرنا۔ تو داعی کیلئے اہم اور ضروری چیز یہ ہے کہ نرمی سے بات کرے، ہر ایک کو اپنا دوست سمجھے، کسی کو اپنا دشمن اور مخالف نہ سمجھے۔

انبیاء علیہم السلام کو سب سے زیادہ قوت وطاقت عطا ہوتی ہے

ارشادفرمایا: رسول اکرم ﷺ کو کس قدر تکلیفیں پہنچائی گئیں، کتنا ستایا گیا، کیسے کیسے حالات سے آپ ﷺ گذرے لیکن سب برداشت کرتے گئے اور اللہ کے پیغام بندوں تک پہنچاتے گئے، لوگوں نے آپ ﷺ کو کاہن کہا، شاعر کہا، مجنون کہا اور نہ جانے کیا کیا اور کیسے کیسے گندے الفاظ اس مقدس ومعصوم اور پاکیزہ ہستی کیلئے استعمال کیئے مگر قربان جایئے آپ ﷺ کے صبر وتحمل پر کہ سب کچھ برداشت کرلیا مگر ترکی بہ ترکی جواب کبھی نہ دیا، آپ علیہ السلام نے سب کو معاف فرمادیا اور سب کیلئے ہدایت کی دعائیں کیں، اگر آپ ﷺ چاہتے تو اچھی طرح بدلہ لے سکتے تھے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ایک نبی کو ستر مردوں کی طاقت عطا فرماتا ہے، جب غزوۂ حنین کے موقع پر کافروں نے چھپ کر تیر چلائے تو یکبارگی اور اچانک حملہ سے کچھ مسلمان اِدھر اُدھر ہوگئے سوائے چند صحابہ کرام کے اور کوئی آپ علیہ السلام کے ساتھ نہ تھا، ایسے موقع پر آپ

ﷺ گھوڑے سے نیچے اتر جاتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں **اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ** میں نبی ہوں، جھوٹ نہیں، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

ایک مرتبہ مدینہ میں کسی نے افواہ پھیلا دی کہ باہر سے کوئی لشکر آ رہا ہے اور مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے قریب ہی پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے، لوگوں میں بڑی بے چینی تھی اور خوف وہراس کا عالم تھا، آپ ﷺ نے ایک صحابی کا گھوڑا لیا اور تن تنہا اس پر سوار ہوکر مدینہ کے اطراف میں جا کر دیکھا، پھر آ کر صحابہ کرام سے فرمایا کہ کچھ نہیں ہے، میں نے ہر طرف دیکھ لیا۔ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو سب سے زیادہ قوت وطاقت عطا فرماتے ہیں مگر انبیاء علیہم السلام اپنی پوری طاقت کا استعمال نہیں فرماتے ہیں۔

داعی کے دل میں مخلوق کی خیر خواہی ہونا لازمی ہے

حضرت والا نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا وصف عظیم یہ بیان کیا کہ آپ لوگوں کے لئے نرم دل ہوگئے، اگر آپ سخت دل ہوتے تو یہ درشت مزاج عرب کبھی بھی آپ کے پاس نہ ٹھہرتے۔ پھر آگے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں **فَاعْفُ عَنْهُمْ** چونکہ ان کے مزاج میں درشتی اور سختی ہے اگر آپ کے مزاج کے خلاف کوئی کام کریں جس سے آپ کو ناگواری اور تکلیف ہورہی ہو تو آپ ان کے اخلاق کی طرف نظر نہ کرکے ان کی غلطیوں کو نظر انداز کریں اور معاف کریں **وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ** اور یہی نہیں بلکہ ان کی غلطیوں اور گناہوں کی معافی کے لئے ہم سے درخواست کریں۔ داعی کے لئے یہ ضروری ہے کہ جب وہ دعوت دینے کے لئے جائے تو اس کے دل کے اندر ایک تڑپ ہو، ایک فکر اور سوز دروں ہو وہ ان کی سختیوں کو برداشت کرے، ان کی بدکلامی کو نظر انداز کرے، اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرے اور ان کے لئے استغفار کرے، یہی انبیاء علیہم السلام کی سنت اور طریقہ رہا ہے، اسلام جو اتنی قلیل مدت

میں دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلا ہے وہ صرف اخلاق ہی کی بنیاد پر پھیلا ہے، آدمی اچھے اخلاق سے دلوں کو فتح کرسکتا ہے، آپ ﷺ علیہ السلام کی شان میں یہ کیا ہی عمدہ شعر ہے جو کسی اردو شاعر نے کہا ہے۔

ظالم سے لیا ظلم کا بدلہ نہ کبھی بھی
مارا بھی تو اخلاق کی تلوار سے مارا

ایک سنت پر عمل کرنے کی وجہ سے ایک کافر مسلمان ہوگیا

حضرت مولانا انعام الحسن رحمۃ اللہ علیہ حضرت جی نمبر ۳، ۱۹۷۰ء میں لندن کے ایک اجتماع میں تشریف لے گئے، حضرت کو جس بلڈنگ میں ٹھہرایا گیا اس کے مقابل روم میں ایک عیسائی پادری ٹھہرا ہوا تھا، اس کو معلوم ہوا کہ انڈیا کا کوئی مسلمان عالم دعوت اسلام کے لئے یہاں آئے ہوئے ہیں، تو اسے بڑی ناگواری ہوئی، کسی نے حضرت کو اطلاع کردی کہ سامنے جو روم ہے اس میں ایک پادری ہے وہ آپ سے خفا ہے، تو حضرت نے کچھ پھل فروٹ منگا کر اس کو قاعدے سے سجا کر اسے پیش کئے، یہ حضور اکرم ﷺ کی سنت ہے، جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ فلاں یہودی آپ علیہ السلام کو گالی دے رہا ہے اور برا بھلا کہہ رہا ہے تو کچھ عمدہ کھجوریں منگا کر اس یہودی کے پاس بھیج دی اور کہا کہ بتا دو محمد ﷺ نے تمہارے لئے ہدیہ بھیجا ہے، جب اس یہودی نے آپ علیہ السلام کا یہ اخلاق دیکھا تو مسلمان ہوگیا۔

یہ ہے آپ علیہ السلام کا طریقہ اور سنت، اس سنت پر عمل کرتے ہوئے حضرت جی مولانا انعام الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے اس پادری کو تحفہ پیش کیا تو پادری نے کہا کہ میں نے اسلامی ہسٹری میں پڑھا ہے کہ اسلام کے پیغمبر محمد صاحب بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے، چلو ہم بھی ان سے ملیں گے، اس معمولی اخلاق سے پادری اتنا متأثر ہوا کہ وہیں

مسلمان ہوگیا۔ یہ ہیں داعیانہ صفات، ایک آدمی ہم کو برا کہتا ہے، ہماری جماعت کو برا کہتا ہے تو ہم اس کو برا نہ کہیں بلکہ اس کی اچھائیوں اور خوبیوں کو سامنے رکھ کر کام کرتے رہیں، حضور اکرم ﷺ نے طائف کے سفر میں کیا کیا؟ جن لوگوں نے آپ ﷺ کو تکلیفیں پہنچائیں، پتھر برسائے، جسم مبارک لہولہان کر دیا، پہاڑوں کا فرشتہ حاضر ہوا کہ اگر آپ حکم کریں تو پہاڑوں کے درمیان میں طائف کو پیس کر رکھ دوں لیکن آپ ﷺ نے فرمایا میں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں، اگر یہ لوگ ایمان نہیں لا رہے ہیں تو ہوسکتا ہے کہ ان کی نسل کے لوگ اسلام قبول کریں۔ ہم کو بھی یہی صفات اپنانی چاہئیں، اس کے بغیر دین و مذہب کی خدمت نہیں کر سکتے ہیں، صبر و تحمل، تڑپ اور سوز دروں ہونا چاہئے تب جا کر لوگ اسلام کی طرف مائل ہوں گے۔

سارے اسباب مہیا کر لینے کے بعد اللہ پر توکل کریں

دوستو بزرگو! بہرحال اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو فرمایا کہ لوگوں کو معاف فرمائیں، ان کیلئے استغفار کریں، مزید صحابہ کرام کی دلجوئی کیلئے فرمایا وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ اور کاموں میں ان سے مشورہ بھی لیا کریں۔ آپ ﷺ سے زیادہ صاحب الرائے کون ہوسکتا ہے؟ لیکن اس کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کو یہ حکم دیا جا رہا ہے کہ اپنے صحابہ سے مشورہ کیا کرو۔ ایک دوسرے موقع پر مشورہ کی اہمیت کو بتلاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ اور ان کا کام آپس میں مشورہ سے ہوتا ہے۔ جب بھی کوئی اہم کام پیش آئے تو اپنے بڑوں سے بھی مشورہ کریں اور چھوٹوں سے بھی مشورہ کریں فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ پھر جب پختہ ارادہ اور عزم کر لو تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو۔ ایک صحابی حضور ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنی اونٹنی باہر اللہ کے

توکل پر چھوڑ کر آپ کی خدمت میں آیا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ غلط ہے پہلے کھونٹا گاڑو اور اونٹنی کی رسی اس میں باندھو پھر کہو کہ اللہ کے بھروسہ پر چھوڑتا ہوں، اس کو توکل کہتے ہیں اور یہ ہے انبیاء کرام علیہم السلام کا توکل۔ کھانے پینے کا کوئی بندوبست اور نظم نہیں اور کہیں کہ اللہ پر بھروسہ ہے، غلط ہے جتنے اسباب ہیں وہ سب اختیار کر لیں پھر کہیں کہ اللہ پر توکل ہے۔ جماعت میں جا رہے ہیں تو پہلے گھر والوں کے لئے کھانے پینے اور دیگر اخراجات کا پورا نظم کریں پھر جائیں۔ ایک آدمی علم دین حاصل کرنے کیلئے جا رہا ہے حالانکہ اس کے والدین اس کی خدمت کے محتاج ہیں، کوئی دوسرا دیکھنے والا نہیں ہے تو اگر وہ کہے کہ اللہ کے توکل پر چھوڑ کر جا رہا ہوں، یہ بھی غلط، گھر رہ کر ماں باپ کی خدمت کرے، اس میں زیادہ ثواب ہے، جماعت میں جائیں، کسی اور کام کے لئے جائیں یا حج اور عمرہ کرنے کے لئے یقیناً یہ سب ثواب کے کام ہیں، عبادت ہے لیکن یہ عبادتیں کارآمد اور مفید اسی وقت ہوسکتی ہیں جبکہ بیوی بچوں اور والدین کے لئے پورے اخراجات کا نظم و نسق کریں جب سارے اسباب مہیا کر لیں تو کہیں کہ اللہ پر توکل ہے۔

غزوۂ خندق

میرے نوجوان بھائیو! غزوۂ خندق کے موقع پر کیا ہوا؟ کیا آپ ﷺ اور صحابہ کرام توکل کر کے گھر میں بیٹھے رہے؟ مسلمانوں کی تعداد قلیل، ہتھیار اور اسلحہ کی کمی، آس پاس کے لوگ دشمن اور کفار مکہ بہت سارے قبائل کے ساتھ دس ہزار کا لشکر جرار لے کر اسلام کی بیخ اکھاڑ پھینکنے کیلئے مدینہ منورہ پر حملہ کرنے چلے، ایسے نازک وقت میں آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے مشورہ طلب کیا کہ کیا کرنا چاہئے؟ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ خندق کھودی جائے اس لئے کہ ہمارے فارس میں

جب کوئی بڑا لشکر حملہ کرنے کیلئے آتا ہے تو خندق کھودتے ہیں تاکہ آسانی سے مقابلہ کیا جاسکے، آپ ﷺ نے اس رائے کو پسند کیا اور خندق کھودنا طے پایا۔ وہ دور آج کی طرح سائنس اور مشنری کا دور نہیں تھا، بلڈوزر اور دیگر آلات نہیں تھے بلکہ پھاوڑے ہی سے خندق کھودی جاتی تھی، بیس فٹ چوڑی اور دس بارہ فٹ گہری خندق کھودی گئی، آپ ﷺ نے اس کو صحابہ کرام کے درمیان تقسیم کردیا، صحابہ کرام بھوکے پیاسے خندق کھودتے تھے اور آپ ﷺ بنفس نفیس شریک رہا کرتے تھے، پھاوڑا چلاتے، مٹی اٹھاتے، بعض دفعہ بڑی چٹانیں آتیں جو صحابہ کرام سے نہ ٹوٹتی تھیں تو آپ ﷺ سے آکر عرض کرتے پھر آپ ﷺ اپنے دست مبارک میں کدال اٹھاتے اور چٹان پر مارتے تو چٹان چور چور ہوجاتی، جب خندق مکمل کھد گئی اور گویا کہ سارے اسباب جتنے ہوسکتے تھے اختیار کرلئے گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ میں اہل مدینہ کو آپ کے سپرد کرتا ہوں، حفاظت فرما۔

اس کو کہتے ہیں توکل، اپنے اختیار میں جتنی چیزیں ہیں ان کو پوری کرلی جائیں پھر اللہ سے دعا کی جائے اور پھر اللہ پر بھروسہ کیا جائے، جتنی بھی ضرورت ہوئی آپ ﷺ نے صرف دعا پر توکل نہیں کیا، غزوۂ بدر، غزوۂ احد، غزوۂ تبوک میں سخت گرمی اور سردی کو برداشت کرکے دور دراز کا سفر کیا اور دین کو پھیلانے کی خاطر سخت تکلیفیں برداشت کیں مگر کبھی بھی آپ ﷺ اور صحابہ کرام صرف دعا پر اکتفا کرکے گھر میں نہیں بیٹھے رہے اسلئے دوستو! اسباب کا اختیار کرنا بہت ضروری ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔ جو آدمی اللہ پر توکل اور بھروسہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے توکل کو ضائع اور رائیگاں نہیں کرتے، جب آدمی گھر چھوڑ کر کہیں سفر پر جاتا ہے تو گھر والوں کو یوں ہی نہیں چھوڑتا بلکہ روپئے پیسے بھی دیتا ہے اور دیگر سامان بھی دے کر جاتا ہے اور کہتا

ہے خدا حافظ یعنی اللہ تمہاری حفاظت کرے۔ یہی اسلامی طریقہ ہے اس طریقہ کو اپنانا چاہئے، آپ ﷺ اور صحابہ کرام کی زندگیوں کا مطالعہ کرنے سے بھی یہی بات سامنے آتی ہے بغیر اسباب کو اختیار کئے ہوئے توکل کرنا یہ جاہلوں کا توکل ہے۔

آیت کریمہ کی تفسیر کرنے کی کوشش کی گئی تھی اب اخیر میں ایک بات عرض کرکے اپنی بات ختم کردیتا ہوں۔

صحابہ کرام اس امت کی مقدس جماعت

رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے فرمائے ہوئے اصول وضوابط کی روشنی میں دعوت وتبلیغ کا کام شروع کیا جس کے نتیجے میں چند ہی سالوں میں وہ حیرت انگیز کامیابی حاصل ہوئی جس کی نظیر اقوام وملل کی تواریخ میں نہیں ملتی، آپ علیہ السلام کو چالیس سال کی عمر میں نبوت عطا ہوئی اس کے بعد تیرہ سالہ مکی دور جو ظلم وستم اور جفاکشی کا دور تھا پھر دس سالہ مدنی دور جس میں بکثرت اسلام پھیلا لیکن بڑی بڑی مشکلات بھی پیش آئیں بالآخر تریسٹھ سال کی عمر میں آپ علیہ السلام دنیا سے پردہ فرماتے ہیں لیکن حجۃ الوداع کے موقع پر ایک لاکھ سے زائد پروانوں کا ہجوم رہتا ہے جو آپ علیہ السلام کی ایک ایک نقل وحرکت کے امین ومحافظ ہیں، پھر یہی تربیت یافتہ صحابہ کرام ہی دین کو ہم تک پہنچانے والے ہیں اسلئے اس امت پر آپ ﷺ کے اور سب سے زیادہ احسانات اسی مقدس جماعت یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہے، جنھوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرکے دین کو صحیح سالم ہم تک پہنچایا اسلئے کسی بھی صحابی کو برا بھلا کہہ کر کبھی بھی اپنی عاقبت خراب نہ کریں، اگر ہم صحابہ کرام کو برا بھلا کہہ رہے ہیں تو دوسرے الفاظ میں دین کو ہی برا بھلا کہہ رہے ہیں کیونکہ جب صحابہ کرام ہی مطعون ہوگئے تو ان کے ذریعہ جو دین ہم تک پہنچے گا وہ کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں صاف طور پر صحابہ

کرام کو اپنی رضا مندی کا پروانہ عطا کر دیا رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ اللہ صحابہ کرام سے راضی وہ اللہ سے راضی۔ اور زبان نبوت سے کئی موقع پر صحابہ کرام کی عظمت واحترام کا تاکیدی حکم فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

☆☆☆

صحبت کا اثر

مجلس نمبر (۵)

مجلس مبارک ۱۳؍ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ، مطابق ۱۰؍اپریل ۲۰۰۹ء بعد نماز جمعہ

بحمد اللہ تعالیٰ۔ آج سرکاری تعطیل ہونے کی وجہ سے حاضرین کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ حیدرآباد۔ کرنول۔ تمل ناڈو کے شہر ویلور سے معزز حضرات تشریف فرما تھے۔ شہر گلستاں بنگلور بسونگڈھی۔ آرٹی نگر۔ کورمنگلا سے بھی کچھ حضرات مجلس میں موجود تھے۔ ذکر بالجہر کے بعد اجتماعی دعا سے فارغ ہو کر حضرت والا حاضرین کرام کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَحۡدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنۡ لَّانَبِیَّ بَعۡدَہٗ. اَمَّا بَعۡدُ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ. بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ. یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ.

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

بزرگان محترم نوجوانان اسلام! دنیا میں جو بچہ پیدا ہوتا ہے فطرت اسلام پر ہی پیدا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فِطۡرَۃَ اللّٰہِ الَّتِیۡ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیۡھَا اللہ کی دی

ہوئی قابلیت کا اتباع کرو، جس قابلیت پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا۔ اس آیت کریمہ میں فطرت سے مراد جمہور علماء کے نزدیک اسلام ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو فطرت اور جبلت کے اعتبار سے مسلمان پیدا کیا ہے، اگر اس کو گردوپیش کے ماحول میں کوئی خراب کرنے والا خراب نہ کرے تو ہر پیدا ہونے والا بچہ مسلمان ہی ہوگا مگر عادۃً ہوتا یہ ہے کہ ماں باپ اس کو بعض اوقات اسلام کے خلاف چیزیں سکھادیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ اسلام پر قائم نہیں رہتا، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے: **كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلٰى فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْيُنَصِّرَانِهٖ اَوْيُمَجِّسَانِهٖ** ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔ یعنی جیسی بچہ صحبت پاتا ہے اسی طریقے کو اختیار کرتا ہے، چونکہ والدین کافر ومشرک اور یہودی ہیں اس لئے بچہ بھی والدین کے دین ومذہب کو اختیار کرلیتا ہے ورنہ انسان ہی کیا دنیا کی ہر چیز اللہ کی وحدانیت کی قائل ہے حتیٰ کہ نباتات وجمادات بھی اللہ کو پہچانتے اور اللہ کا ذکر کرتے ہیں، ایک فارسی شاعر کہتا ہے۔

ہر گیاہے کہ از زمیں روید　　وحدہٗ لا شریک لہٗ گوید

جو گھاس بھی زمین سے اُگتی ہے وہ اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ اللہ کی ذات اکیلی ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ تو میں یہ عرض کررہا تھا کہ ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا کیا گیا پھر گردوپیش کے حالات اس کو خراب کردیتے ہیں، آدمی جیسے لوگوں کی صحبت اختیار کرے گا اسی جیسی صفات اسکے اندر پیدا ہوں گی، اگر آپ لوہے کو آگ کی بھٹی میں ڈالدیں تو تھوڑی دیر کے بعد وہ بھی آگ کی شکل اختیار کرلے گا اور آگ کا ایک ٹکڑا نظر آئے گا حالانکہ آگ کو لوہے سے کیا مناسبت ہے؟ لیکن تھوڑی دیر کی صحبت نے اس کو اپنا جیسا بنالیا ہے۔

اپنے بچوں کو بُروں کی صحبت سے بچائیں

دوستو اور بزرگو! ساؤتھ افریقہ میں میں نے دیکھا کہ شیرنی کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو بکریوں کے ریوڑ میں ڈال دیتے ہیں، وہ شیر کا بچہ اپنے آپ کو بکری کا بچہ ہی تصور کرتا ہے اور چیر پھاڑ جو اس کا فطری عمل ہے اس کو یکسر فراموش کردیتا ہے۔ اگر کوئی شخص عطر فروش کی دوکان پر بیٹھے گا تو خوشبو کا اثر اس کے اوپر آئے گا، یہ مثال ہے نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنے کی، اور اگر کوئی شخص لوہار کی بھٹی کے پاس بیٹھے گا تو اس کا اثر ضرور اس کو پہنچ کر رہے گا یا تو آگ کی چنگاری سے اس کے کپڑے جلیں گے یا دھوئیں سے اس کے کپڑے خراب ہوں گے، یہی مثال ہے برے لوگوں کی صحبت کی۔ آج ہمارے معاشرے میں سب سے بڑا بگاڑ اور سب سے بڑی خرابی یہی ہے کہ ہم اپنے بچوں کی صحت کا خیال رکھتے ہیں، اسکے لباس کا خیال رکھتے ہیں کہ اچھے سے اچھا لباس ہو، عمدہ سے عمدہ کھانا ہو اور اگر کبھی تھوڑی سی تکلیف پہنچ جاتی ہے تو بے قرار ہوجاتے ہیں اور کبھی بیمار ہوجاتا ہے تو فوراً ڈاکٹروں کے پاس لے جاتے ہیں، خدانخواستہ اگر ایک ڈاکٹر کے پاس ٹھیک نہیں ہوا تو دوسرے ڈاکٹروں کے پاس لے جاتے ہیں تاکہ بچہ جلد صحت یاب ہوجائے یہ سب بہت اچھی چیزیں ہیں، ہماری ذمہ داریاں ہیں ان کو ادا کرنا ہم پر فرض ہے لیکن اسی کے ساتھ بچوں کی تربیت کا خیال رکھتے ہوئے اچھے لوگوں کی صحبت میں بھیجیں، بچہ صبح سے شام تک کہاں رہتا ہے اس کی نگرانی ہونی چاہئے، اس کے دوست احباب کیسے ہیں؟ اسکے اخلاق وعادات کیسے ہیں؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ برے لڑکوں کیساتھ آپ کے بچوں کی نشست وبرخاست ہو، ان کے ساتھ کھانا پینا اور لین دین ہو، اگر ایسا ہے تو جلد اس کی جدائیگی کی فکر کریں تاکہ آپ کو قیامت کے دن رسوائی کا سامنا نہ کرنا پڑے، ایک فارسی کا

جملہ ہے ''تاثیر صحبت لازم است وصحبت بد زود اثر کند'' صحبت کا اثر لازم ہے اور برے کی صحبت جلد اثر کرتی ہے۔ برائی کے اندر ظاہری طور پر لذت ہوتی ہے جو درحقیقت گناہ اور معصیت ہے، اس بنیاد پر آدمی کی طبیعت اس کی طرف مائل ہوجاتی ہے مگر اس کا انجام نہ تو دنیا میں اچھا ہوتا ہے اور نہ آخرت میں، اس کے لئے کوئی خیر نہیں ہوتی، اسی لئے رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرو ان کی صحبت سے تمہارے دلوں کا زنگ دور ہوجائے گا۔ حدیث شریف میں آتا ہے اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس نے محبت کی ہوگی، اگر دنیا میں نیکوں کی صحبت میں رہے گا تو مرنے کے بعد نیکوں کی صحبت ملے گی اور اگر بروں کی صحبت میں رہے گا تو مرنے کے بعد بروں کی صحبت ملے گی۔

عقلمند شخص جو آخرت کی فکر کرے

میرے پیارے بھائیو! آج ہمارا حال یہ ہے کہ دین کے بارے میں کوئی نصیحت نہیں کرتے، نہ اپنے بچوں کی فکر کرتے ہیں اور نہ اپنی عورتوں کی فکر ہوتی ہے، جب عورتیں نیک اور صالح ہوں گی تو اولاد بھی نیک اور صالح پیدا ہوں گی پھر ہمارا معاشرہ، ہمارا کلچر درست ہوجائے گا، آج ہمارے پاس وہ فکر حقیقی نہیں رہی جو ایک مسلمان کے پاس ہونی چاہئے تھی، یہ دنیا تو مسافر خانہ ہے ہمیشہ رہنے کی جگہ تو آخرت ہے اس لئے دنیا میں رہتے ہوئے ہمیشہ آخرت کی فکر کرنی چاہئے اور آخرت میں کام آنے والے اعمال کرنے چاہئیں، رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَہٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَہٗ ھَوَاھَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰہِ عقلمند و دانا ہے وہ شخص جس نے اپنے نفس کو تابع کرلیا اور ایسے اعمال کئے جو مرنے کے بعد کام آنے والے ہیں اور نادان و بیوقوف ہے وہ شخص جس

نے نفس کو اس کی خواہشات کے تابع کردیا اور اللہ تعالیٰ سے آرزو اور تمنا کو قائم رکھا۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ نفس کی ہر خواہش کو پورا نہ کیا جائے کیونکہ نفس تو برائیوں کا ہی حکم کرتا ہے کوئی شخص دنیا میں ہمیشہ رہنے کیلئے نہیں آیا، ایک حدیث میں آتا ہے: اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اسلئے دنیا میں جیسا بیج ڈالوگے ویسا ہی پھل کاٹوگے، اگر اللہ کی مرضیات پر زندگی گذاروگے تو مرنے کے بعد عیش وآرام کی زندگی بسر کروگے اور اگر اللہ کی ناراضگی اور رسول اکرم ﷺ کی سنتوں کو پامال کرکے زندگی گذاروگے تو مرنے کے بعد پھر کبھی چین وسکون کی زندگی نہ ملے گی اور ہمیشہ ہمیش کیلئے پچھتاوا اور افسوس ہوگا لیکن وہاں پچھتانے اور افسوس کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا، رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ دنیا مومن کیلئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت ہے۔ آدمی جیل میں رہتے ہوئے بھی سارے کام کرتا ہے مگر اس کو ہمیشہ فکر دامن گیر رہتی ہے کہ کب میں اپنے گھر والوں میں پہنچوں، اسی طرح ایک مومن کو دنیا میں رہتے ہوئے ہمیشہ آخرت کی فکر کرنی چاہئے اور وہاں کی دوامی اور نہ ختم ہونے والی زندگی کے لئے سامان فراہم کرلینا چاہئے۔ ایک حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْہُ عَمَلُہٗ اِلَّامِنْ ثَلَاثَۃٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَۃٍ جَارِیَۃٍ اَوْ عِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِہٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُوْ لَہٗ جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ بھی منقطع اور بند ہوجاتا ہے مگر تین چیزوں کا ثواب اس کو مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے ایک تو صدقہ جاریہ کوئی مسجد تعمیر کرادی، کوئی مدرسہ بنوادیا یا کوئی ایک کمرہ ہی تعمیر کرادیا یا اور کوئی رفاہی کام کرادیا تو اس کا ثواب ملتا رہے گا دوسرے علم جس سے لوگ منتفع ہو رہے ہوں، جیسے کوئی کتاب لکھوادی، علم دین پڑھتا رہا اور بہت سے شاگردوں کو تیار کیا اس کی وجہ سے بھی اس کو ثواب ملتا رہے گا، تیسرے نیک

اولاد جو والدین کیلئے دعا کرے، اس لئے اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ مرنے کے بعد بھی ہم کو ثواب ملتا رہے تو ان تینوں میں کوئی ایک کام تو ضرور کریں اور یہ سب چیزیں اسی وقت حاصل ہو سکتی ہیں جبکہ ہم دین کی خدمت میں لگے رہیں اور اگر ہمارے پاس وقت کی قلت ہے تو تھوڑی دیر ہی سہی بزرگوں کی صحبت میں بیٹھیں اور ان سے دین کی باتیں سیکھیں، اپنی آخرت کی فکر کریں اور اپنے بچوں کو بھی اس کی تاکید کریں۔

مسلمان کا ہر کام آخرت کیلئے ہونا چاہئے

میرے بھولے بھالے نوجوانو! تو ہمیں اسلئے بھیجا گیا ہے کہ ہم آخرت کی تیاری کریں، ہمارا سونا جاگنا، اٹھنا بیٹھنا ہمارے سارے کاروبار آخرت کی تیاری کیلئے ہوں مومن کیلئے اللہ تعالیٰ نے عجیب وغریب نظام بنایا ہے کہ مومن جو کچھ بھی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر اجر دیتے ہیں، آدمی جب سے پیدا ہوتا ہے اور جب تک مرتا ہے اگر وہ ایمان والا ہے تو جتنا بھی وہ کام کر رہا ہے سب آخرت کی تیاری کیلئے کر رہا ہے اگر وہ والدین کی اطاعت کر رہا ہے یہ بھی آخرت کی تیاری ہے، حلال کما رہا ہے یہ بھی آخرت کی تیاری ہے، حلال کھا رہا ہے یہ بھی آخرت کی تیاری ہے، اگر وہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کر رہا ہے یہ بھی آخرت کی تیاری ہے، گناہوں سے بچ رہا ہے یہ بھی آخرت کی تیاری ہے یہاں تک کہ اگر وہ اپنے بھائی بہنوں پر خرچ کر رہا ہے یہ بھی آخرت کی تیاری ہے اس کا بھی آخرت میں اجر ہے اور اگر شادی کر رہا ہے اپنی یہ بھی آخرت کی تیاری ہے اسلئے کہ شادی کرنا بھی خود عبادت ہے اور شادی کے بعد بیوی کا خرچ اٹھا رہا ہے یہ بھی آخرت کی تیاری ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر بھی آخرت میں اجر رکھا ہے تو گویا مسلمان کا کوئی کام ایسا نہیں جس کا آخرت میں اجر نہ ہو، سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ ہم نے آخرت کو بھلا دیا ہے اور ہم یہ سوچ رہے

ہیں کہ ہماری جتنی بھی سرگرمیاں ہیں وہ سب ہمارے لئے ہے اور یہ دنیا کیلئے ہے لیکن دوستو! مسلمانوں کا ایک ایک لمحہ نہایت قیمتی ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ مومن کا ہنسنا بھی عبادت ہے اور مومن کا رونا بھی عبادت ہے یہاں تک کہ ارشاد فرمایا کہ اولاد کو مار رہے ہو، پیٹ رہے ہو وہ بھی اللہ کیلئے ہو، اس کی اصلاح کیلئے ہو تو وہ بھی عبادت ہے، کسی سے دشمنی ہو جائے وہ بھی اللہ کیلئے ہو تو یہ بھی عبادت ہے، ہر عمل سے انسان یہ دیکھے کہ اس عمل سے اللہ تعالیٰ راضی ہے یا نہیں؟ جب ہمارا یہ عمل سامنے ہوگا اور جب ہم اسکی فکر کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے اندر آخرت کی فکر بھی پیدا ہوگی اور غیر ایمان والے کا اثر ہمارے اوپر نہیں پڑے گا لیکن جب ہماری فکر دنیا کیلئے ہو اور ہم یہ سوچیں کہ ہم کو جو کچھ بھی کرنا ہے وہ سب دنیا ہی کیلئے کرنا ہے اور آخرت کے تعلق سے ہماری سوچ نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے یہاں بھی یہ فیصلہ ہے کہ آخرت میں اسکا کوئی حصہ نہیں ہے، جو آدمی اس نیت سے عمل کرے گا کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کا بدلہ دیں گے تو یقیناً اس کا اجر اسکو ملے گا اور اگر دنیا کی فکر کیساتھ کوئی کام کرے گا تو اس کو دنیا ہی میں ملے گا اور آخرت میں اسکا کوئی حصہ نہیں۔

کیا میں شکر گذار بندہ نہ بنوں؟

اس لئے دوستو! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ نے بخشا بخشایا بنایا تھا یعنی آپ کی مغفرت کی اللہ تعالیٰ نے دنیا ہی میں خوشخبری دیدی، اے ہمارے محبوب! تم بخشے بخشائے ہو، تم سے آخرت میں کوئی سوال نہیں کیا جائے گا۔ قربان جایئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر انہوں نے پوچھا اے میرے سرتاج اے میرے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو خوشخبری دیدی کہ آپ بخشے بخشائے ہیں، آپ سے کوئی گناہ دنیا میں نہیں ہوگا اور آپ بالکل معصوم ہیں، آخرت میں کوئی پوچھ نہیں ہوگی، آپ سے

کوئی حساب کتاب نہیں ہوگا تو پھر آپ یہ لمبی لمبی نمازیں کیوں پڑھتے ہیں کہ آپ کے پاؤں ورم کر جاتے ہیں، سوجن آجاتی ہے، آپ اتنا کیوں روتے ہیں کہ آپ کے سینے سے ایسی آواز آتی ہے جیسے کوئی ہانڈی ابل رہی ہو؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کا بہت پیارا جواب دیتے ہیں، فرماتے ہیں کہ اے عائشہ! جس اللہ رب العزت نے ہم پر یہ کرم کیا اور یہ فضل فرمایا کہ اس نے دنیا ہی میں میری بخشش کی اور جنت کی خوشخبری دیدی کیا میں اس رب کا شکر گذار بندہ نہ بنوں؟

صلحاء کی صحبت میں بچوں کو بھیجیں

دوستو، بزرگو اور بھائیو! ہمارا نوجوان آج کہاں جا رہا ہے؟ اس کے تعلق سے آج اپنے والدین کو سوچنا ہے کہ اس کی صبح کہاں ہوتی ہے، شام کہاں ہوتی ہے اور دن میں وہ کیسے لوگوں کے ساتھ رہتا ہے، اسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم ایک عالم کی صحبت اختیار کرو تو وہ ایسا ہے جیسا کہ میری صحبت اختیار کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کسی عالم، کسی بزرگ، کسی اللہ والے کی خدمت میں بیٹھ گئے تو گویا وہ ساعت، وہ وقت میری خدمت میں گذری۔ کتنا بہترین راستہ ہے اولیاء کی صحبت، نیک لوگوں کی صحبت، اس کا معیار مقرر کیا گیا ہے کہ ایسے لوگوں کی پہچان کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے محبوب نے فرمایا کہ اس کی پہچان یہ ہے کہ جب تم اس کے پاس بیٹھو تو اللہ تعالیٰ کی یاد تمہارے دل میں پیدا ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی محبت اور اس کی رضا اور اس کی خوشنودی کا جذبہ تمہارے اندر پیدا ہو جائے۔ یہ نیک انسان کی صحبت کا اثر ہوتا ہے، نیک صحبت سے نیک فطرت پیدا ہوتی ہے، اچھائیاں آتی ہیں، برائیوں سے انسان محفوظ ہو جاتا ہے اور اگر یہ نہیں تو پھر یہ ہے جیسے لوہار بھٹی دھونک رہا ہے، آگ جلا رہا ہے مگر اس کے اندر سے دھواں نکل رہا ہے تم نے اس سے کوئی کام نہیں کرایا،

کوئی اوزار نہیں بنوایا لیکن وہ نکلنے والا دھواں تمہارے کپڑے پر ضرور لگے گا اور تمہارے کپڑے ضرور سیاہ ہوں گے، تو یہ برے لوگوں کی مثال ہے۔

ہمارا رابطہ شریفوں سے ہونا چاہئے

تو آج ہمیں اپنی فکر کے ساتھ اپنی اولاد کی فکر کرنا ہے، آج جگہ جگہ قحبہ خانے اور فواحشات کے اڈے قائم ہیں اور یہ بھی کچھ نہیں تو اوباش قسم کے لڑکے غلط حرکتوں میں مبتلا ہیں اور وہ اچھے بچوں کو بھی اس میں پھنسا کر خراب کر دیتے ہیں اس لئے ہمیں اپنی اولاد کی فکر کرنا ہے، جب ہم ان کی صحت کی فکر کرتے ہیں، ان کے کھانے کی فکر کرتے ہیں، ان کے لباس کی فکر کرتے ہیں تو ان کے عقائد اور ان کی سوسائٹی کی بھی ہمیں فکر کرنی چاہئے، انسان جس سوسائٹی میں بیٹھتا ہے اور جس نظریہ کے لوگوں کے پاس بیٹھتا ہے وہی نظریات قبول کرتا ہے، نظریات آسمان سے نہیں اترتے اور نہ زمین سے نکلتے ہیں بلکہ وہ انسان کے دلوں سے نکلتے ہیں اور دوسرے انسان کے دل میں بستے ہیں تو ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی اچھے لوگوں کے پاس بٹھائیں، ہمارا رابطہ معاشرے کے پڑھے لکھے اور شریف لوگوں سے ہو، ہمارا رابطہ ایسے لوگوں سے ہو جو انسانوں کی بھلائی کیلئے کام کرتے ہوں۔

دوستو! آج اس فکر کے ساتھ جینا ہے اگر یہی فکر ہمارے اندر آجائے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے نوجوان نیک ہو سکتے ہیں۔

محبت مجھے ان جوانوں ....

دوستو! ہماری کامیابی اسی میں مضمر ہے کہ ہم نوجوانوں کو کامیاب بنائیں، ان کی اصلاح و تربیت کا بیڑہ اٹھائیں، نوجوان ہی قوم کا سرمایہ ہوا کرتے ہیں، نوجوانوں

کے عزائم بلند ہوتے ہیں، ان کی سوچ اونچی ہوتی ہے اور ان میں جوانی کا جوش بھی ہوتا ہے اس لئے ان کی اصلاح کی بہت سخت ضرورت بھی ہوتی ہے تاکہ ملک وقوم ترقی کرے، علامہ اقبال نے کیا ہی خوب کہا ہے۔ ؎

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے
جو ستاروں پہ ڈالتے ہیں کمند

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جوانی کو غنیمت سمجھ بڑھاپے سے پہلے۔ کیونکہ بڑھاپے میں انسانی قویٰ مضمحل ہوتے ہیں، طاقت جواب دے جاتی ہے اور بسا اوقات انسان دوسرے کا محتاج بن جاتا ہے اسلئے جوانی کو غنیمت سمجھ بڑھاپے سے پہلے۔ اگر آپ غور سے دیکھیں تو سب سے کاہل وسست اور بے کار بیٹھنے والے مسلمان نوجوان ہی ہیں، ہم نہ دنیوی تعلیم حاصل کرنے کیلئے کوشاں ہیں اور نہ دینی تعلیم میں ہمارا کوئی قابل ذکر انہماک ہے، اقبال مرحوم نے اس کا رونا رویا ہے۔ ؎

سوئی ہوئی قومیں جاگ اٹھیں بیدار مسلماں سوتا ہے
گہوارۂ قلب مومن میں اب جذبۂ ایماں سوتا ہے

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم دنیوی واخروی تعلیم حاصل کریں اور کسی کے دست نگر بن کر زندگی نہ گذاریں اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب ہم اپنی فکر خود کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

ہماری بداعمالیاں اور عذاب خداوندی

مجلس نمبر(۶)

مجلس مبارک ۱۹؍جمادی الاول ۱۴۳۰ھ، مطابق ۱۵؍مئی ۲۰۰۹ء بعد نماز جمعہ

بحمداللہ تعالیٰ۔ آج کی مبارک اور نورانی مجلس میں کلکتہ ویسٹ بنگال سے آنے والے علمائے کرام موجود تھے۔ شہر بنگلور کے چک بٹ ہلی۔ یلہنکا، سٹی مارکیٹ اور وجے نگر سے متعلقین حاضر تھے۔ نماز جمعہ کے بعد حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ تشریف لائے۔ ذکر بالجہر اور اجتماعی دعا کے بعد حاضرین میں ایک صاحب نے سوال کیا: حضرت! آج کل ہر جانب آسمانی آفات کا سلسلہ نظر آرہا ہے یکے بعد دیگرے ہلاکتیں اور تباہیاں ظہور پذیر ہورہی ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت والا نے درج بالا آیات مبارکہ تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّانَبِيَّ بَعْدَهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَآقَّةُ مَا الْحَآقَّةُ وَمَا اَدْرٰكَ مَا الْحَآقَّةُ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

بزرگانِ محترم نوجوانانِ اسلام حضرات اساتذۂ کرام اور عزیز طلباء! جب روئے زمین پر معاصی اور گناہ بکثرت ہونے لگتے ہیں، کمزوروں بیکسوں اور بیواؤں پر ظلم وستم ہوتا ہے، یتیموں کا مال ہڑپ کرلیا جاتا ہے، احکام شرع کی بجا آوری میں کاہلی اور سستی پیدا ہونے لگتی ہے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنی نیکیوں کے حکم اور برائیوں کے منع کرنے سے لوگ روگردانی اختیار کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ لوگوں کی تنبیہ کیلئے مختلف طرح کے عذاب بھیجتے ہیں، کبھی آندھی کی شکل میں، کبھی طوفان اور سیلاب کی شکل میں، کبھی قحط سالی اور زلزلے کی شکل میں، پھر اس کے اثرات صرف زمین پر بسنے والے انسانوں پر ہی نہیں بلکہ دریائی اور سمندری جانوروں کو بھی اس کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔ **ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ** خشکی اور تری یعنی پوری دنیا کے اندر لوگوں کے (برے) اعمال کی وجہ سے فساد پھیل گیا تاکہ اللہ تعالیٰ انکے بعض اعمال کی سزا ان کو دیں تاکہ وہ لوگ باز آئیں۔ جب گناہ انفرادی ہوتا ہے، عیب چھپا کر ہوتا ہے تو اسکی سزا بھی اسی طرح ملتی ہے لیکن جب گناہ کھلم کھلا اور اعلانیہ ہوا کرتا ہے تو اللہ کا عذاب بھی عمومی ہوتا ہے جس میں پوری کی پوری بستی تباہ وبرباد ہوجاتی ہے، کوئی ایک بھی متنفس اور ذی روح باقی نہیں بچتا مگر اللہ جس پر رحم کرے اور اس کو بستی سے باہر کردے اور پھر سوائے کھنڈرات کے اور کچھ باقی نہیں رہتا۔

طوفانِ نوح

میرے بھائیو! حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کو ساڑھے نوسو سال تک دعوت دیتے رہے اور اللہ کے دین کی طرف بلاتے رہے، دعوت وتبلیغ کے سارے اصولوں کو اپنایا، ان کو خوشخبریاں دیں کہ اگر تم ایمان لے آؤ تو تمہاری عورتیں جو بانجھ ہوچکی ہیں وہ

بیٹے جنیں گی، اللہ تعالیٰ تمہارے لئے باغات اور نہریں عطا فرمائیں گے اور قحط سالی کی وجہ سے جو کھیتیاں خشک ہوگئی ہیں وہ سب ہری بھری ہوجائیں گی اور اگر ایمان نہیں لاتے ہو تو اللہ کا عذاب بہت سخت ہے، غرض ہر طرح سے ان کو دعوت دی، کھلم کھلا مجلسوں میں جا کر، پوشیدہ طور بھی مگر قوم نے مان کر نہیں دیا بلکہ وہ بار بار عذاب کی فرمائش کرتے رہے تو حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عذاب کی درخواست کی دعا قبول ہوئی اور حکم خداوندی ہوا کہ ایک کشتی تیار کرو، چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے ایک بڑی کشتی تیار کرلی جس میں ہر جانور کا ایک ایک جوڑا رکھ لیا پھر اللہ کا عذاب آیا اور قرآن واحادیث اور تواریخ کی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ اس طوفان نوح سے بڑا کوئی عذاب روئے زمین پر نہیں آیا، پوری دنیا کے اندر یہ عذاب آیا، پورا آسمان جھرنا ہوگیا اور پوری زمین ہی چشمہ بن گئی، اس طوفان میں وہی لوگ باقی بچے جو کشتی نوح میں سوار ہوتے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں ایک بڑھیا تھی جو مسلمان ہوچکی تھی جب حضرت نوح علیہ السلام نے عذاب کا تذکرہ کیا تو اس نے کہا جب عذاب آئے تو مجھے بھی بتادیں تاکہ میں بھی آپ کیساتھ ہوجاؤں اور عذاب الٰہی سے بچ جاؤں، لیکن طوفان آیا اور چلا بھی گیا مگر حضرت نوح علیہ السلام کو یاد نہیں رہا، ہزاروں لاکھوں افراد ہلاک ہوگئے اور جب پانی خشک ہوگیا اور نوح علیہ السلام کو وہ بڑھیا یاد آئی تو خیال آیا کہ چلو دیکھیں اس بڑھیا کا کیا حال ہوا؟ چنانچہ نوح علیہ السلام اس بڑھیا کی جھونپڑی کے پاس گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بڑھیا بھی محفوظ ہے اور اس کی جھونپڑی بھی محفوظ ہے، بڑھیا نے کہا کہ حضرت آپ فرمارہے تھے کہ اللہ کا عذاب آنے والا ہے، وہ کب آئے گا؟ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا اللہ کی بندی وہ عذاب آیا اور چلا بھی گیا اور دنیا کا کوئی حصہ ایسا نہیں جہاں پانی نہ پہنچا ہو سوائے تیری جھونپڑی کے۔ اللہ نے تیری جھونپڑی کو باقی رکھا اللہ جس کو چاہیں جب چاہیں ہلاک کردیں اور جب چاہیں بچالیں۔

لاتور کا زلزلہ

مزید ارشاد فرمایا: ۱۹۹۰ء یعنی بیس سال پہلے کی بات ہے مہاراشٹر کے لاتور ضلع میں ایک بڑا ہی بھیانک زلزلہ آیا جس میں ایک لاکھ چوالیس ہزار افراد ہلاک ہوگئے، ساری بستی میں کوئی ایسا مکان نہیں تھا جو زمین بوس نہ ہوا ہو، بڑی سے بڑی بلڈنگ اور چھوٹے سے چھوٹا مکان تباہ ہوگیا، لیکن ایک مسجد جوں کی توں محفوظ رہی، اس زمانے میں لاتور سے ایک جماعت بنگلور آئی ہوئی تھی میں نے ان لوگوں سے وہاں کے زلزلے کے بارے میں تفصیلات معلوم کیں تو انہوں نے بتایا کہ سارے مکان گر گئے البتہ مسجد کو کوئی نقصان نہیں پہنچا حتیٰ کہ کوئی شگاف اور دراڑ بھی پیدا نہیں ہوئی۔ یہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ ہے جب چاہتے ہیں دکھاتے رہتے ہیں۔

مراقش کا ایک عبرتناک زلزلہ

سائل کے دریافت کرنے پر ارشاد فرمایا: ۱۹۷۵ء میں مراقش میں ایک زلزلہ آیا تھا، لوگ جمعہ کی نماز پڑھ رہے تھے، زلزلہ آیا اور پوری مسجد نمازیوں سمیت زمین میں سما گئی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ رکھے۔ آج بھی اس زلزلہ کے شواہد موجود ہیں، اللہ کی ذات بڑی بے نیاز ہے، ہم یہ سوچتے ہیں کہ ہم نمازی ہیں، عالم دین ہیں، مفتی ہیں، حافظ اور قاری ہیں، حاجی اور داعی ہیں، جب اللہ ناراض ہوتے ہیں تو کسی کی پرواہ نہیں کرتے۔ ابھی پانچ چھ سال پہلے جو سونامی زلزلہ آیا تین لاکھ کی آبادی والا ملیشیا کا ایک اہم شہر زمین میں دھنس گیا اور ایک بھی متنفس نہیں بچا اور ہزاروں مسجدیں تھیں سب گر گئیں لیکن ایک مسجد پھر بھی باقی رہ گئی، اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ بتلا دیا کہ ہم اگر کوئی چیز باقی اور محفوظ رکھنا چاہیں تو کسی بھی حالت میں محفوظ رکھ سکتے ہیں۔

اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہئے

دوستو! اللہ کے عذاب سے ہر وقت ڈرتے رہنا چاہئے۔ رسول اکرم ﷺ کا معمول تھا کہ جب ہوا ذرا تیز ہوتی اور بارش کے آثار نظر آتے تو فوراً مسجد کا رخ کرتے تھے نہ معلوم ان ہواؤں اور بارشوں میں کیا ہے، گذشتہ قومیں اسی طرح کے عذاب سے ہلاک ہوگئی تھیں، قوم صالح زور کی آواز کے ذریعہ ہلاک کی گئی اور قوم ثمود سخت ٹھنڈی ہوا کے ذریعہ ہلاک کی گئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے كَذَّبَتْ ثَمُودُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ فَأَمَّا ثَمُودُ فَأُهْلِكُوا بِالطَّاغِيَةِ وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ قوم ثمود و عاد نے کھڑکھڑانے والی چیز یعنی قیامت کی تکذیب کی اور اس کو جھٹلایا سو قوم ثمود زور کی آواز کے ذریعہ ہلاک کر دیئے گئے اور عاد جو تھے سو وہ ایک تند ہوا کے ذریعہ ہلاک کر دیئے گئے۔ ہم کو اپنے متعلق سوچنا ہے کہ ان ہواؤں اور بارشوں کے وقت ہماری کیا حالت ہوتی ہے؟ آج ہمارے دل اتنے سخت ہو چکے ہیں کہ بڑی بڑی تباہیاں، بڑی بڑی آفتیں اور آلام و مصائب دنیا میں آتے ہیں لیکن پھر بھی اپنے اعمال اور اپنے احوال کو درست کرنے کی ذرا بھی فکر نہیں ہوتی ہے، سعودی میں نہایت مقدس بابرکت شہر مکہ مکرمہ ہے جس کو بلد امین کہتے ہیں یعنی مامون شہر، اللہ تعالیٰ نے اس شہر کی قسم کھائی ہے وَهٰذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ اور قسم امن والے شہر مکہ مکرمہ کی۔ اور بڑے فضائل و مناقب اس شہر کے حجاج کرام بتاتے ہیں کہ ۱۹۴۰ء میں جب مکہ مکرمہ میں طوفان آیا تو کعبۃ اللہ کے دروازے تک پانی پہنچ گیا جبکہ کعبۃ اللہ کا دروازہ اتنا اونچا ہے کہ اگر آدمی کھڑا ہو کر ہاتھ لگائے تو اس کی چوکھٹ کو چھو سکتا ہے اس کثرت سے سیلاب آیا کہ جو حاجی جہاں تھا وہیں غرق ہوگیا، بہت سے لوگ بیت الخلاء میں تھے ان کا وہیں انتقال ہوگیا، مرنے والے حجاج کرام کے جب

پاسپورٹ جمع کئے گئے تو بڑے بڑے پانچ گٹھڑ بنے، اتنے سارے حجاج شہید ہوگئے، اللہ تعالیٰ کی ذات بڑی بے نیاز ہے ابھی ۲۰۰۶ء میں سعودی میں جو بارش ہوئی آسمان سے ایک ایک کلو کے برف کے ٹکڑے گرے، بڑی بڑی بلڈنگوں کے بڑے بڑے شیشے ٹوٹ کر گر گئے، اللہ تعالیٰ یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ ہمارے نظام کو کوئی طاقت بدل نہیں سکتی، ہم جو چاہیں کر سکتے ہیں، ہم احکم الحاکمین ہیں، دنیا کے بڑے بڑے سائنٹسٹ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے سب کچھ پتہ لگالیا، آسمان کے اوپر کیا ہے، زمین کے نیچے کیا ہے، بادلوں کے اوپر کیا ہے اور خلاء میں کیا ہے؟ حالانکہ یہ محض ان کے دعوے ہیں اللہ تعالیٰ کے ایسے خزانے ہیں کہ دنیا بھر کے سائنٹسٹ (یہ تو ساٹھ ستر سال اور سو سال کی تحقیق ان کے پاس ہے) ایک ہزار سال بھی جستجو کرتے رہیں گے تو بھی اللہ تعالیٰ کے رموز و اسرار جو اس نے کائنات میں رکھے ہیں وہ ذرہ برابر بھی معلوم نہیں کر سکتے ہیں، یہ بڑے بڑے مغربی ممالک کے سائنٹسٹ جو بادلوں اور آسمانوں کی سیر کرتے ہیں اور کئی مرتبہ چاند کے اوپر جا چکے ہیں، انھیں مغربی ممالک میں ایک ڈنمارک بھی ہے جس نے پچھلے چار سال پہلے رسول اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کی اور بڑے بڑے کارٹون شائع کئے، اللہ تعالیٰ نے اس کارٹون بنانے والے کو تباہ و برباد کر دیا، وہ جس کمرے میں سو رہا تھا خود بخود آگ لگ گئی اور وہ ہلاک ہوگیا، ساری دنیا میں احتجاج ہوا لیکن ان شیطانوں پر اور ان لیڈروں کے کانوں پر جو تک نہیں ریں گی تو اللہ تعالیٰ نے خود بدلہ لے لیا، ڈنمارک میں کہیں بارش بھی نہیں، بارش کے آثار بھی نہیں، لوگ بتاتے ہیں کہ تیس تیس اور پینتیس پینتیس کلو کی وزنی برف کی سلیں آسمان سے برسیں، کہیں گاڑیاں تباہ ہوگئیں اور کہیں کچھ اور تباہ ہو گیا، اللہ تعالیٰ نے بتادیا کہ ہم چاہیں تو بغیر بادل اور بغیر بارش کے بھی پتھر برسا سکتے ہیں، اب سائنٹسٹ پتہ لگانے کے لئے آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں۔

اڑیسہ کا زلزلہ اور یورپ میں سمندر سے آگ نکلنا

میرے مسلم نوجوانو! ۱۹۸۵ء میں اڑیسہ میں ہوا کی شکل میں ایک بڑا طوفان آیا تھا، ہوا کی رفتار دو سو اسی میٹر (۲۸۰) فی گھنٹہ تھی، اس طوفان میں ہوا کے اندر اس قدر زبردست چیخ و پکار تھی کہ بہت سارے بچے بوڑھے اور عورتوں کے دل اور گردے اس کی آواز سے پھٹ گئے اور وہ ختم ہوگئے اور راستے میں جو بھی آئے سب موت کے گھاٹ اتر گئے، بڑے بڑے مکانات زمیں بوس ہوگئے، بڑے بڑے جانور ہواؤں میں اڑ گئے، یہ کوئی افسانہ نہیں بلکہ مبنی بر حقیقت ہے۔

آج دنیا میں اللہ تعالیٰ دکھا رہے ہیں اور بتا رہے ہیں کہ ہم تمہاری نافرمانیوں کو ناپسند کرتے ہیں اور اس ناپسندیدگی کی وجہ سے انسان اللہ کے عذاب سے دوچار ہو رہا ہے۔ ساری دنیا پر حکومت کا خواب دیکھنے والے یورپ کے سربراہان پچھلے پندرہ دنوں سے عجیب وغریب حالات سے دوچار ہیں، پانی جس کے اندر آگ بجھانے کی صلاحیت ہے اسی پانی سے اللہ تعالیٰ نے آگ نکال کر دکھادی، سمندر کی تہہ سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے اور یہ ایک دو دن نہیں بلکہ پندرہ بیس دن تک نکلتے رہے۔

سمندر کے اندر آگ کا ایک پہاڑ تھا وہ پھٹ پڑا، اس کو بجھانے کے لئے انسانوں کے پاس کوئی مشینری اور کسی قسم کا کوئی انتظام نہیں تھا اور اسکی راکھ آسمانوں پر جو اُڑی تو سیکڑوں فٹ موٹی راکھ آسمان پر چھا گئی، ہندوستان اور دوسرے ممالک میں آنے والی جتنی فلائٹیں تھیں سب کی سب آٹھ دس دن بند رہیں، دنیا میں کوئی جہاز بھی انگلینڈ سے نہیں اُڑ سکا، کہاں گئیں وہ مشینریاں اور کہاں گیا وہ سائنس؟ کہاں گئی وہ مادی طاقت اور کہاں گئیں وہ حکومتیں اور حکومتوں کے انتظامات؟ وَلِلّٰهِ مُلْكُ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيهِنَّ آسمانوں اورزمین اوروہ تمام چیزیں جواس میں ہیں وہ سب اللہ ہی کے لئے ہیں اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں۔

امریکہ میں عذاب

بزرگو دوستو! پچھلے مہینے جو امریکہ پر عذاب آیا زمین کے اندر جو الکٹرک لائنیں بچھی ہوئی تھیں سب تباہ ہوگئیں، اتنا شدید سیلاب آیا کہ کئی بڑے شہر سیلاب کی زد میں آگئے اور وہائٹ ہاؤس جس پر امریکہ کے لیڈروں کو بڑا ناز ہے کہ ہم یہاں بیٹھ کر ساری دنیا کو دیکھ سکتے ہیں مکمل ایک ہفتے تک اندھیرے میں ڈوبا رہا، بجلی کا سارا نظام ٹھپ ہوگیا، اوباما کو زمین دوز کردیا گیا اور ایک ہفتہ تک باہر نہیں نکالا گیا، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہلاک ہوجائے اور پانی کے اندر غرق ہوجائے، یہ تو اللہ تعالیٰ کے چھوٹے چھوٹے عذاب ہیں۔ ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ نے ایک بستی پر عذاب نازل فرمانا چاہا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ جبرئیل! ہم اس بستی پر ایسا عذاب نازل کرتے ہیں جاؤ اس کام کو انجام دو تو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا اے اللہ! میں اس بستی کی طرف طوفانی ہواؤں کا جو ذخیرہ محفوظ ہے اس میں تھوڑا سوراخ کردیتا ہوں، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سوراخ کیا تو اس کے مقابل میں جتنے مکانات، جانور اور آدمی تھے سب ہواؤں میں اُڑ گئے، ایک معمولی سے سوراخ کا یہ حال ہے۔

عذاب خداوندی نیک وبد دونوں کو محیط ہوتا ہے

ابھی حال ہی میں آٹھ دن پہلے مغربی بنگال اور شمالی بہار میں جو طوفان آیا ہے وہ معمولی نوعیت کا نہیں، ایک سو پچیس کلومیٹر فی گھنٹہ کی

رفتار تھی، بائیس ہزار ایکڑ زمین کی فصل تباہ ہوگئی اور کئی لاکھ آدمی بے گھر ہوگئے، بجلی کے تار، کھمبے سب اکھڑ کر تباہ ہوگئے، گائے اور بیل جو کھونٹوں سے بندھے ہوئے تھے وہ ہواؤں میں اُڑ گئے۔ پرسوں یہاں تھوڑی سی آندھی آئی تو دل لرز گیا، جہاں ایسے عذاب اور ایسی آندھی برابر آتی ہو وہاں کیا حال ہوگا؟ چھوٹے چھوٹے معصوم بچے بھی ہیں، عورتیں بھی ہیں، بوڑھے اور سفید داڑھی والے لوگ بھی ہیں، ان میں اولیاء اللہ بھی ہیں، علماء اور صلحاء بھی ہیں لیکن جب اللہ کا عذاب آتا ہے تو کسی کو نہیں چھوڑتا، ہر ایک کو اپنے لپیٹ میں لے لیتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا اے اللہ! پوری بستی میں ایک دو آدمی خراب ہوتے ہیں لیکن سب پر کیوں عذاب آتا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا بعد میں کبھی تم سمجھ جاؤ گے۔ ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام درخت کے نیچے بڑی میٹھی نیند سو رہے تھے، ایک چیونٹی نے کاٹ لیا، ان کی نیند اُچٹ گئی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ بہت ساری چیونٹیاں ادھر اُدھر پھر رہی ہیں تبھی اپنا جوتا نکالا اور سب کو رگڑ دیا، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ! چیونٹی تو ایک تھی جس نے آپ کو کاٹا لیکن آپ نے کیوں بہت ساری چیونٹیوں کو مار ڈالا؟ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے اللہ! مجھے غصہ آگیا اس لئے میں نے بہت ساری چیونٹیوں کو مار ڈالا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمارا غصہ اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔

عذاب خداوندی سے عبرت حاصل کریں

دوستو! سارے احوال کے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنی تمام عبادات اور معاملات کو درست کریں۔ ابھی چار سال پہلے ہمارے شہر بنگلور کا واقعہ ہے طوفانی

بارش ہوئی جیسے مسجد کے پیچھے نالہ ہے، بنگلور میں تو ایسے بہت سارے نالے ہیں ان نالوں میں کتنے ہی بچے اور کتنے ہی بڑے بوڑھے اور جوان بہہ گئے کسی کا کچھ پتہ نہیں چلا، اللہ کی ذات بڑی بے نیاز ہے، اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہئے اور استغفار کرتے رہنا چاہئے نہیں معلوم کس وقت کیا ہوجائے؟ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ دکھاتے رہتے ہیں کہ اگر تم اپنے حالات درست نہیں کرتے تو پھر ہم اپنی لاٹھی سے تم کو درست کرسکتے ہیں اور اللہ کی لاٹھی ایسی نہیں جیسی ہمارے پاس ہے، آسمانوں پر جب بجلی کڑکتی ہے تو انسانوں کے کلیجے دہل جاتے ہیں، یہ بجلی جو آسمانوں پر ہے اس کے تعلق سے آتا ہے کہ زمین پر ایک سکنڈ کے سو حصے کئے جائیں اور اس میں سے ایک حصہ کے بقدر زمین پر رہ جائے تو زمین پر گھاس پھونس اور دانہ نہ اُگے، بجلی زمین پر گرتی ہے اور فوراً اٹھ جاتی ہے یعنی آدمی تصور نہیں کرسکتا، پلک جھپکنے سے پہلے اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ چالیس ہزار فرشتے اس بجلی کو تھامے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ کو جہاں منظور ہوتا ہے وہاں یہ گرتی ہے۔ یہ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ کی ان نشانیوں میں سے ہیں جس کو ہم سمجھ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے حاکم و مالک ہیں۔

الحمدللہ! ہمارا ملک بہت محفوظ ہے، سری لنکا میں ایک سال میں پانچ سو سے زیادہ مرتبہ بجلی گرتی ہے، چھوٹا سا ملک ہے ہمارے اس پورے ملک پر اللہ تعالیٰ نے رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائی ہیں، ہم کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے رہنا چاہئے اور شریعت مطہرہ پر عمل کرنا چاہئے، قرآن مجید کی تلاوت، نمازوں کی پابندی، حلال وحرام کی تمیز ہونی چاہئے، کسی کا حق نہ ماریں، کسی پر ظلم نہ کریں، کسی کے ساتھ ناجائز طور پر پیش نہ آئیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

اپنے ہم وطنوں کو اسلام کی دعوت دیں

مجلس نمبر(۷)

مجلس مبارک ۱۸/ جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ، مطابق ۱۲/ جون ۲۰۰۹ء بعد نماز جمعہ

بحمد اللہ تعالیٰ۔ آج کی اس نورانی اور عرفانی مجلس میں کچھ سیاسی حضرات بھی موجود تھے۔ جنھوں نے ملک کے حالات کی ابتری پر بات کی اور بابری مسجد کی شہادت کا بھی ذکر کیا۔ اس کے متعلق حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ نے گفتگو فرمائی۔

(نوٹ: اس مجلس میں ایسے ارشادات بھی شامل کردیئے گئے جو درج بالا تاریخ میں ارشاد نہیں فرمائے گئے بلکہ کسی اور موقع کی گفتگو کو بھی افادۂ عام کی غرض سے شامل کرلیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین!)

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترم سامعین عظام، بزرگو اور بھائیو!

دنیا میں جتنے بھی واقعات وحادثات رونما ہوتے ہیں یہ سب منجانب اللہ ہوتے ہیں، اللہ کی مرضی ومشیت کے بغیر کوئی پتہ بھی نہیں ہل سکتا، اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں سب کچھ لکھ دیا ہے، کتنے زلزلے آئیں گے، کتنی بارشیں ہوں گی، کتنے لوگ پیدا ہوں گے اور کس کس طرح سے لوگوں کی موت آئے گی اور کیسے کیسے لوگ مختلف فرقوں اور مختلف گروہوں میں بٹ جائیں گے، کون اسلام قبول کرے گا اور کون اسلام کا مخالف اور دشمن ہوگا، جو کچھ تقدیر میں لکھا جاچکا ہے اس کے ذرا بھی خلاف کچھ نہیں ہوسکتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ تو ان لوگوں نے اپنا دین اپنے طریق الگ الگ کر کے اختلاف پیدا کرلیا، ہر گروہ کے پاس جو دین یعنی اپنایا ہوا طریقہ ہے وہ اسی پر مگن اور خوش ہے اس کے باطل ہونے کے باوجود اس کو حق سمجھتا ہے۔ آپ دیکھیں لوگوں کو مختلف مذاہب کو ماننے والے ملیں گے قطع نظر اس سے کہ ان کا مذہب صحیح ہے یا غلط مگر پھر بھی ہر شخص اپنے مذہب کو حق اور صحیح سمجھ کر اس کی اتباع وپیروی کررہا ہے۔

اقرارِ توحید ورسالت ہی انسانیت کا معیار

پیارے نوجوان دوستو!

اس دنیا میں سب سے پہلے تشریف لانے والے انسان حضرت آدم علیہ السلام ہیں جو سارے انسانوں کے باپ ہیں، وہ بھی توحید کا عقیدہ لے کر ہی اس دنیا میں آئے اور لوگوں کو توحید ورسالت کی تعلیم فرمائی، توحید ورسالت کے بغیر کوئی نبی اور کوئی رسول دنیا میں نہیں آیا ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک انسانیت کا معیار، اس کی قدروقیمت، اس کی تعظیم واحترام اسی وقت ہے جبکہ وہ اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرے اور پیغمبر پر ایمان لائے، اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کو انسانوں کی رشد وہدایت اور

فلاح وبہبودی کے لئے بھیجا، ہر ایک نے وحدانیت ہی کی دعوت دی لیکن نبی کے دنیا سے پردہ فرماجانے کے بعد لوگوں کے احوال میں کافی تغیرات آگئے، اپنے نبی کی تعلیمات کو اپنے سینوں میں محفوظ نہیں رکھا اور اس پر عمل نہیں کیا، البتہ صحابہ نے آپ علیہ السلام کی ایک ایک سنت، ایک ایک نقل وحرکت کو اپنی جانوں سے زیادہ محفوظ کرنے کی کوشش کی، یہی وجہ ہے کہ آج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت کھلی کتاب کی طرح دنیا کے سامنے موجود ہے، کوئی چیز زیر پردہ مخفی نہیں ہے، چونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ دین ہمیشہ ہمیش کے لئے باقی رکھنا تھا اس لئے اسلام کی ایک ایک چیز کو محفوظ رکھنے کے لئے وسائل وذرائع پیدا فرمادیئے اور صحابہ وتابعین اور بعد کے اکابر علماء نے انتھک کوششیں کیں اور اشاعت دین اور احیائے اسلام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کردیں تبھی تو اسلام آج صحیح اور اصل شکل وصورت میں ہمارے سامنے موجود ہے۔

صرف اسلام ہی مذہب حق ہے

آپ سے گذارش ہے کہ آپ دیگر آسمانی مذاہب پر ایک نظر ڈالیں، یہود جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہیں انھوں نے اپنی نبی کی تعلیمات کو محفوظ نہیں کیا اور نہ تعلیمات نبوی کی حفاظت کی، انہوں نے اللہ کی کتاب بھی محفوظ نہ رکھی بلکہ اس میں تحریف وتبدیلی کرڈالی اور کچھ لوگوں نے تو وحدانیت کو بھی خیر باد کہہ دیا اور حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بنالیا، اسی طرح عیسائی بھی اپنے سچے دین ومذہب پر نہیں اور سچ تو یہ ہے کہ وہ نہ توحید کے قائل رہے اور نہ ہی اپنے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی باتوں کو ماننے والے، یہ عقیدۂ تثلیث کے قائل ہوگئے یعنی تین خدا تسلیم کرلئے، اللہ، عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہودیوں اور نصرانیوں کے اس قول کی تردید کرتے ہوئے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے اور عزیر علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں فرمایا وَقَالَتِ

الۡیَھُوۡدُ عُزَیۡرُ ابۡنُ اللّٰہِ وَقَالَتِ النَّصٰرٰی الۡمَسِیۡحُ ابۡنُ اللّٰہِ ذٰلِکَ قَوۡلُھُمۡ بِاَفۡوَاھِھِمۡ یُضَاھِئُوۡنَ قَوۡلَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ قَبۡلُ قَاتَلَھُمُ اللّٰہُ اَنّٰی یُؤۡفَکُوۡنَ. اور بعض یہودیوں نے کہا کہ عزیر علیہ السلام (نعوذ باللہ) اللہ کے بیٹے ہیں اور اکثر نصاریٰ نے کہا کہ (نعوذ باللہ) عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں یہ ان کا قول ہے ان کے منہ سے کہنے کا (جس کا واقع میں کہیں نام ونشان نہیں) یہ بھی ان لوگوں کی سی باتیں کرنے لگے جو ان سے پہلے کافر ہو چکے ہیں خدا ان کو غارت کرے کدھر الٹے جا رہے ہیں۔ اِتَّخَذُوۡۤا اَحۡبَارَھُمۡ وَرُھۡبَانَھُمۡ اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وَالۡمَسِیۡحَ ابۡنَ مَرۡیَمَ وَمَاۤ اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡۤا اِلٰھًا وَّاحِدًا لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ سُبۡحٰنَہٗ عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ. یہود ونصاریٰ نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے علماء ومشائخ کو رب بنا رکھا ہے اور مسیح ابن مریم کو بھی حالانکہ ان کو صرف یہ حکم دیا گیا ہے کہ فقط ایک معبود کی عبادت کریں جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ ان کے شرک سے پاک ہے۔

یہودیت اور عیسائیت جو دو مشہور مذہب ہیں اور عیسائیوں کی بہت بڑی تعداد دنیا میں موجود ہے اور بڑے بڑے ممالک ان کے قبضہ میں ہیں یہ سب کے سب باطل ہیں، اس وقت اسلام ہی مذہب حق اور نجات دہندہ ہے۔ اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا. آج میں نے تمہارے دین کو کامل ومکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰہِ الۡاِسۡلَامُ اللہ کے نزدیک دین تو اسلام ہی ہے۔ یوں تو دنیا میں سیکڑوں مذہب کے ماننے والے افراد موجود ہیں اور ہر ایک کے الگ الگ نظریات وعقائد ہیں بعض تو ایسے مذاہب بھی ہیں جن کے یہاں خدا کا تصور ہی نہیں، دہریہ ایک فرقہ ہے جو خدا کا قائل ہی نہیں اور وہ یہ کہتا ہے کہ دنیا اپنے آپ چل رہی ہے اس کا کوئی چلانے والا نہیں ہے، آپ ہندوؤں کو لے لیجئے

سیکڑوں دیوی دیوتا ان کے یہاں موجود ہیں اور ان کو سب سے پرانے ہونے کا دعویٰ ہے لیکن ان کے کسی بھی رہنما کی مکمل سیرت ان کے پاس موجود نہیں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ جن کو وہ رہنما مانتے ہیں ان کا وجود بھی ہے کہ نہیں اس کی کوئی تحقیق نہیں، اسی طرح بدھ مذہب بھی جس کے ماننے والوں کی کثیر تعداد ہے مگر اس کے رہنما اور بانی کی سیرت کا کوئی پتہ نہیں۔

اسلام اپنے بلند اخلاق کی وجہ سے پھیلا

میرے بھائیو!

یہ فخر اور اعزاز صرف مذہب اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اس کی ہر ہر چیز سند فیصل کے ساتھ دنیا کے سامنے موجود ہے جو چاہے اس کی تعلیمات کو پڑھ کر اس پر عمل پیرا ہو، کسی پر کوئی زور زبردستی نہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ اسلام تلواروں کے زوروں پر پھیلا، یہ اسلام کے خلاف بہت بڑا پروپیگنڈہ ہے، اسلام کو بدنام کرنے کی گندی اور مذموم سازش ہے، سچ تو یہ ہے کہ اسلام اپنے بلند اخلاق کی بنیاد پر پھیلا، غیر مسلموں میں بھی جو اعتدال پسند ہیں اور اسلامیات کا مطالعہ کئے ہوئے ہیں وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ اسلام اپنی بلند تعلیمات اور اعلیٰ اخلاق کی بنیاد پر چار دانگ میں پھیلا ہے، اس کی کہیں کوئی نظیر نہیں مل سکتی کہ کسی مسلمان نے کسی غیر مسلم کو اسلام قبول کرنے کے لئے مجبور کیا ہو، فتح مکہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اعلیٰ اخلاق پیش کئے اور اپنے جانی دشمنوں کے ساتھ عفو ودرگزر کا جو معاملہ کیا تاریخ عالم میں اس کی کہیں کوئی نظیر نہیں مل سکتی، آپ علیہ السلام کے پاس بہت بڑی فوج تھی، بلکہ اس سے پہلے جتنے بھی غزوات ہوئے کسی میں بھی اتنی بڑی فوج نہیں تھی صرف عرب میں ہی نہیں بلکہ عرب سے باہر بھی لوگوں کو اسلام قبول کرنے کیلئے مجبور کیا جا سکتا تھا لیکن یہ اسلام کی تعلیمات کے

خلاف ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب فلسطین گئے اور نماز کا وقت ہو گیا کوئی مسجد نہیں تھی البتہ اس جگہ چرچ تھا تو پوچھا کہ نماز کہاں پڑھی جائے؟ تو عیسائی پادریوں نے کہا کہ ہمارے چرچ میں پڑھ لیجئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تاریخی جملہ ارشاد فرمایا کہ میں اس میں نماز نہیں پڑھ سکتا ہوں کیونکہ بعد میں آنے والے مسلمان بھی میری سنت سمجھ کر گرجا گھروں میں نماز پڑھیں گے چنانچہ الگ جگہ پر نماز پڑھی۔

ہدایت اللہ کے ہاتھ میں

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طائف تشریف لے جاتے ہیں، اسلام کی دعوت دینے کے لئے وہاں آپ علیہ السلام کو سخت تکلیفیں پہنچائی گئیں، پتھروں کی بارش کی گئی، پاؤں مبارک خون سے لہولہان ہو گئے، ایسے وقت میں پہاڑوں کا فرشتہ حاضر ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ حکم فرمائیں تو ان دو پہاڑوں کے بیچ میں طائف کو پیس دوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تے ہیں کہ میں لوگوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں زحمت بنا کر نہیں اور آپ علیہ السلام نے یہ دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَایَعْلَمُوْنَ اے اللہ! میری قوم کو ہدایت فرما اسلئے کہ یہ مجھے جانتی نہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ اور ہم نے آپ کو سارے جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ علیہ السلام سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! مشرکین کے لئے بددعا فرما دیجئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا اور اِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً میں لعنت وملامت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا میں تو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جتنی تکلیف اللہ کے راستے میں مجھے دی گئی کسی اور کو نہیں دی گئی لیکن دوستو انبیاء علیہم السلام کی مقدس ہستیاں بھی ہزار ہا تکالیف اٹھانے کے باوجود بھی جسے چاہیں اسے ہدایت نہیں دے سکتی ہیں۔

اِنَّکَ لَاتَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اے نبی! آپ جسے چاہیں اسے ہدایت نہیں دے سکتے ہیں لیکن اللہ جسے چاہے اسے ہدایت دے گا۔ جس طرح ایمان کامل من جانب اللہ ہے اسی طرح ایمان پر ثابت قدم رہنا بھی اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔

سلمان رشدی مسلم گھرانے میں پیدا ہوا، اللہ نے مردود کردیا اور وہ مرتد ہو گیا، بنگلہ دیش کی تسلیمہ نسرین مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئی وہ بھی مرتد ہوئی، امریکہ کا صدر بارک حسین اوباما ایک مسلمان کے نطفے سے پیدا ہوا، اللہ کو نہیں منظور تھا کہ وہ مسلمان رہے اور جب کسی درجہ میں لوگوں کو شبہ ہوا کہ وہ مسلمان ہے جب کہ وہ مسلمان تھا ہی نہیں تو اس نے صاف اعلان کر دیا کہ میں عیسائی ہوں، یہ اللہ کی تقسیم ہے جس کو چاہیں ایمان عطا فرمائیں اور جس کو چاہیں ایمان سے محروم رکھیں۔

> دہلی میں ایک بہت بڑے بزرگ گذرے ہیں ان کے حالات بڑے عجیب وغریب لکھے ہیں، اپنے زمانے کے اقطاب وابدال میں سے تھے، طریقت وشریعت میں اللہ تعالیٰ نے عبور عطا فرمایا تھا، ایک مرتبہ انھوں نے سوچا کہ دہلی میں جتنے لوگ رہتے ہیں وہ سب مسلمان ہو جائیں تو بہت اچھا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کو روحانی قوت عطا فرمائی تھی، اس زمانہ میں دہلی میں کوئی بڑی عمارت رہی ہوگی یہ سوچا کہ اس پر چڑھ کر ایک نظر دہلی پر ڈالیں اور دعا کریں کہ کوئی غیر مسلم باقی نہ رہے جیسے ہی سیڑھی پر چڑھنے کے لئے قدم رکھا الہام خداوندی ہوا کہ خبردار ایسا ہرگز نہ کرنا ہماری خدائی میں تم مداخلت کرنا چاہتے ہو، ہم جس کو دین پر رکھنا چاہیں گے اس کو رکھیں گے یہ ہمارا فیصلہ ہے تم سب کو مسلمان نہیں بنا سکتے ہو، یہ کام تو انبیاء بھی نہیں کر سکتے تم تو صرف ایک نبی کے امتی ہو۔

امن وامان کی فضا قائم کرنے کیلئے حکمت عملی

بزرگو دوستو! میں یہ عرض کرر ہا تھا کہ اسلام تلواروں کے زور پرنہیں پھیلا۔ رسول اکرم ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو ایک معاہدہ کیا گیا، آس پاس کے جو یہودی قبائل تھے ان سب کے ساتھ مل کر ہم آپس میں ایک دوسرے پر حملہ نہیں کریں گے اور اگر باہر سے کوئی طاقت ہم پر حملہ کرنے کے لئے آئے گی تو سب مل کر اس کا مقابلہ کریں گے لیکن یہودی قوم ایسی خبیث قوم ہے جس نے ہر موڑ پر بدعہدی کی اور اسلام اور مسلمانوں کی کٹر دشمن رہی اور خود آپ ﷺ کے قتل کی بہت سی سازشیں کیں مگر اللہ تعالیٰ نے ہر موقع پر بچایا، ایسی شاطر قوم کے ساتھ اللہ کے رسول ﷺ نے امن وامان کے برقرار رکھنے کے لئے معاہدہ کیا، کیونکہ جب ایک ہی بستی اور ایک ہی ملک میں کئی مذاہب کے لوگ بستے ہوں تو ان سے مل کر ہی رہنا عقلمندی ہوگی، تبھی جا کر امن وامان اور سکون واطمینان نصیب ہوسکتا ہے، یہ وہ چیز ہے جس کی تعلیم رسول اکرم ﷺ نے چودہ سو سال پہلے دی تو کیا وجہ ہے کہ ہندوستان کا مسلمان غیر مسلموں کے ساتھ امن کے ساتھ نہیں رہ سکتا؟ تاریخ گواہ ہے کہ جب سے مسلمان ہندوستان میں آیا ہے اس نے کہیں بھی امن وشانتی کے خلاف کوئی کام نہیں کیا ہے بلکہ ملک کے مفادات میں پیش پیش رہا ہے۔

بابری مسجد کا فیصلہ مسلمانوں کے حق میں نہیں

میرے دوستو! آج کے اس دور میں جبکہ ہنود کا غلبہ ہے اور بابری مسجد کا فیصلہ مسلمانوں کے خلاف جارہا ہے مسلمانوں کو رنج وغم ضرور ہے اور ہونا چاہئے مگر ان کو جذبات میں آنے کی ضرورت نہیں ہے، ہمارے آباء واجداد کی قبریں اجودھیا میں

موجود ہیں، حضرت شیث علیہ السلام کی قبر وہاں موجود ہے جو آدم علیہ السلام کے بیٹے ہیں اور اس کے اطراف میں تقریباً اٹھارہ سال پہلے چھتیس مسجدیں تھیں لیکن آج پچاس مساجد اس شہر کے آس پاس میں ہیں وہاں مسلمان پہلے بھی آباد تھا اور آج بھی آباد ہے اور انشاء اللہ قیامت تک آباد رہے گا، اکثریت اور اقلیت بدلتی رہتی ہے، کچھ لوگ کبھی زیادہ ہوجاتے ہیں تو کچھ لوگ کبھی کم ہوجاتے ہیں اور مسلمان کے لئے ساری دنیا اللہ تعالیٰ نے مسجد بنادی ہے، مسلمان جہاں موجود ہے وہ اس کا وطن ہے اور زمین کا ہر حصہ مسلمانوں کے لئے عبادت کی جگہ ہے، جو فیصلہ سامنے آیا ہے یقیناً وہ قابل غور ہے، تین مجسٹریٹ ججوں نے فیصلہ دیا ہے اور تینوں کے فیصلے الگ الگ ہیں، ظاہر ہے فیصلہ دینے والے بھی آدمی ہیں کوئی آسمانی مخلوق نہیں، فیصلہ دینے والا اگر نبی یا پیغمبر ہوتو اس کے بارے میں شک نہیں ہوسکتا ہے لیکن یہاں فیصلہ دینے والا ایک غیر مسلم ہے اس نے یہ فیصلہ یقیناً ایک ہندوستان کی بڑی قوم کی طرفداری میں دیا ہے اور مسلمان اس مقدمہ کے ذمہ داران ہیں، انھوں نے اس فیصلہ کو تسلیم نہیں کیا ہے اور وہ آگے جانے کا ارادہ رکھتے ہیں، یہ ایک سیاسی اور مذہبی مسئلہ پیش کیا ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مذہب سے اس وقت اس کیس کا کوئی تعلق نہیں ہے وہ لوگ جو اس کیس کا فیصلہ دے رہے ہیں غیر مسلم ہیں، اس مسئلے کو خالص سیاسی مسئلہ بنا کر رکھنا چاہتے ہیں، اکسٹھ سال تک یہ مسئلہ چلتا رہا اور دونوں فریقوں سے بات چیت چلتی رہی، دونوں فریق گفتگو کرتے رہے، بیانات سنتے رہے اور اس پر باقاعدہ شہادت ہوتی رہی، اکسٹھ سال کے بعد سنی وقف بورڈ کا جو مقدمہ تھا وہ آج کورٹ نے خارج کردیا اور غیر مسلموں کی طرف سے رات اندھیرے میں جو مورتیاں بٹھائی گئی تھیں ان کے بارے میں کہا گیا کہ وہ ویسی ہی رہیں گی یہ ان کا عقیدہ ہے اور ان کے عقیدے کے مطابق وہی جگہ ان کو دی گئی ہے، ظاہر ہے کہ مسلمان سب سے پہلے

عدالت کے فیصلے کا احترام کرتا ہے اور اپنی پوری قوم سے مسلمانوں کے قائدین نے کہا کہ ہمارے نوجوانوں کو کسی بھی اعتبار سے جذبات میں نہیں آنا چاہئے بلکہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس کا کوئی حل نکال دیں کہ انتشار پیدا نہ ہو، دونوں قومیں ایک دوسرے کے آمنے سامنے نہ ہوں اور ایک دوسرے کے دشمن نہ بنیں بلکہ محبت کے ساتھ، پریم کے ساتھ، الفت کے ساتھ زندگی گذاریں۔

میں نے شروع میں ایک آیت کریمہ تلاوت کی تھی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے مسلمانو! اے مومنو! اے ایمان والو! تم اللہ سے مدد طلب کرو صبر اور نماز کے ذریعہ۔ اور اس کے آخر میں فرمایا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ مسلمان ہمیشہ قربانی دیتا آیا ہے۔

مسلم سلاطین کی عدل پروری

جب سے اسلام دنیا میں آیا ہے اور دنیا میں باقی رہے گا ایثار اور قربانی کا جذبہ جتنا مسلمان میں ہے اتنا کسی میں نہیں، آپ تاریخ شروع سے اٹھا کر دیکھئے کہ ہندوستان میں کتنی مساجد ہیں، پنجاب کے علاقہ میں، ہمارے کرناٹک کے علاقے میں جو رائچور، گلبرگہ کا علاقہ ہے اور پھر آپ مغربی بنگال چلے جائیے جہاں شیر شاہ سوری کی حکومت تھی جو بڑا کروفر مسلم بادشاہ گذرا ہے اس کے زمانہ کی بہت ساری مسجدیں آج بند ہیں اس میں جہاں ہماری حکومت کا عمل دخل ہے، حکومت کی ناانصافی کو دخل ہے وہیں ہماری بدعملی کو بھی دخل ہے، مسلمان کا جب تک ایمان طاقتور رہا جنگلوں سے اذان کی آواز گونجتی تھی، سمندروں سے اذان کی آواز آیا کرتی تھی، بحری کشتیوں میں سے اذان کی آوازیں گونجتی تھیں اور جب سے مسلمانوں کا

ایمان کمزور ہوا ہے شہروں کی آوازیں بھی مدھم پڑ گئیں، مساجد کے میناروں سے اذانوں کی آوازیں گرچہ آرہی ہیں لیکن وہ حقیقت اور دلسوزی نہیں رہی، علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے تو بہت پہلے فرمایا تھا کہ ؎

رہ گئی رسمِ اذاں روحِ بلالیؓ نہ رہی

اذان تو ہو رہی ہے لیکن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان میں جو سوز دروں اور قوت تھی وہ آج کے مسلمان کی آواز میں نہ رہی، یہی وجہ ہے کہ آج مسلمانوں کو چاروں طرف سے دبایا جا رہا ہے، مدرسوں کو مطعون کیا جا رہا ہے، مساجد کو اسلحہ بنانے کی جگہ بتایا جا رہا ہے، داڑھی اور جبہ ٹوپی والوں کو مشکوک اور دہشت گرد قرار دیا جا رہا ہے، یہ ساری دنیا میں وبال اس لئے آرہا ہے کہ ہم نے اپنے مقصد اصلی کو بھلا دیا، ایک غیر مسلم بھی اپنا پیٹ پالتا ہے اور عیسائی اور یہودی بھی اپنا پیٹ پالتے ہیں، مسلمان بھی اس طرح پیٹ پال رہا ہے۔

ایک واقعہ

ہندوستانی علماء کا ایک وفد افریقہ کے علاقے میں پہنچا، بڑی صعوبتیں جھیلتے ہوئے سمندر کو پار کر کے، وہاں بہت بڑا جنگل ہے اتنا عظیم جنگل کہ وہاں پر شیر اور چیتے، بھیڑیئے سارے جانور چپے چپے پر نظر آتے ہیں، علماء کا وفد جب وہاں پہنچا تو، انہوں نے دیکھا کہ وہاں پر تیس گھر ہیں جو سب کے سب عیسائی ہیں، انہوں نے کہا کہ یہاں تم عیسائی کیسے ہوئے؟ انہوں نے جواب دیا کہ تیس سال پہلے یہاں ایک عیسائی عورت آئی تھی بہت سی مصیبتیں جھیل کر، یہ وہ جنگلی لوگ تھے جن کو آدی باسی کہتے ہیں اس جنگل کے لوگوں کو اس نے عیسائی بنایا تھا، کتنی مصیبتیں اٹھائی ہوں گی اس عورت نے؟ عیسائی مذہب کی تعلیمات دے کر ان لوگوں کو عیسائی بنا دیا، اب ان

لوگوں نے اسلام پیش کیا اور پھر واپس ہندوستان آگئے، اس وفد کے کئی افراد سے میری ملاقات برنامبٹ میں ہوئی تھی انہوں نے بتایا کہ مولانا! ہم تعجب کررہے ہیں کہ وہ عیسائی عورت کیسی تھی کہ جان کو خطرے میں ڈال کر تیس سال پہلے جب کوئی ایسا ذریعہ بھی نہیں تھا اور اس عورت نے سمندر پار کرکے گھنے جنگل میں پہنچ کر ان آدی باسیوں کو عیسائی مذہب کی تعلیم دی اور عیسائی بنایا، انہوں نے بتایا کہ ہم وہاں سے یہ سبق لےکر آئے تھے کہ عیسائی مذہب جو کہ باطل ہے مگر وہ لوگ ایسی ایسی جگہوں پر جاکر عیسائیت کو پھیلا رہے ہیں جبکہ ہمارا مذہب تو بالکل حق ہے، اسلام انسانیت کا علمبردار ہے، مسلمان آج پڑوس میں رہنے والے غیر مسلم سے مغموم رہتے ہیں، کبھی اس کو خیال نہیں آتا کہ یہ جو غیر مسلم ہمارے برابر میں رہتا ہے اس کو کبھی اسلام کی دعوت دوں، اس کو میں کبھی قرآن پیش کروں، کبھی حدیث کا ایک نسخہ پیش کروں، آج ہم لوگ جانوروں کی طرح اپنی خواہشات نفسانی میں پڑے ہوئے ہیں، اسلام کے ازلی پیغام کو ہم نے بھلا دیا ہے، آج غیر مسلم ہم سے نفرت کررہے ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنے پیغمبر کا عملی نمونہ بنیں، اگر ہم غیر مسلموں کو دعوت دیں تو ہم ایک بابری مسجد نہیں بلکہ ہزاروں بابری مسجد بنا سکتے ہیں۔ دوستو! اپنے آپ کو مسلمان تو بناؤ اپنے آپ کو اسلام کے سانچے میں تو ڈھالیں کہ جس کو دیکھ کر غیر مسلم اسلام کے سائے تلے اور ایمان کے پرچم تلے آئے۔

ہم غیر مسلموں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئیں

دوستو! آج فرانس، برطانیہ، امریکہ اور جرمن میں غیر مسلم عورتیں یعنی عیسائی اور یہودی عورتیں بڑی تعداد میں اسلام قبول کررہی ہیں، مرد لوگ بھی اسلام قبول کررہے ہیں، ہم بھی ایسا ماحول پیدا کریں، ہندو بھائیوں سے نفرت کے بجائے ان

کے سامنے اپنا کردار پیش کریں، بجائے اس کے کہ ہم ایک مسئلہ کو لےکر چلتے رہیں، ایسا نہیں اپنی خامیوں کو ہم دیکھیں، اپنے گریبان میں منھ ڈالیں اور دیکھیں کہ ہمارے اندر کیا کمی ہے، ان کمیوں اور خامیوں کو دور کرکے ان غیر مسلم بھائیوں کا ہم دل جیتنے کی کوشش کریں۔ نبی کریم ﷺ کو کتنا ستایا؟ نبی ﷺ کے چہرۂ انور پر لوگوں نے تھوکا لیکن آج تو کوئی ایسا نہیں ہے، حضور ﷺ کے لئے تلواریں میان سے باہر نکل آئیں، سارے قبیلے آپ کے دشمن ہوگئے لیکن آپ نے اپنے کردار سے، اپنے کیریکٹر سے، اپنی تعلیمات سے، اپنے عمل سے ثابت کردیا کہ اسلام کبھی کسی کا دشمن نہیں اور کسی کو دشمنی نہیں سکھاتا۔

دوستو! خصوصاً ہمارے نوجوان جو غیر مسلموں کے درمیان رہتے ہیں، بازاروں اور مارکیٹوں میں سیلس مینی کرتے ہیں اور جن کا غیر مسلموں سے ربط ضبط ہے ایسے نوجوانوں کو اسلام کا اور قرآن کا خصوصیت سے مطالعہ کرنا چاہئے اور علمائے کرام سے خاص رابطہ رکھنا چاہئے، جماعتوں میں جانا چاہئے، اپنے آپ کو اسلامی سانچے میں ڈھالیں اور غیر مسلموں کے لئے ایک عملی نمونہ بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں غیر مسلموں تک اسلام کو پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

کعبۃ اللہ کی عظمت وفضیلت

مجلس نمبر(۸)

مجلس مبارک ۱۶؍رجب المرجب ۱۴۳۰ھ، مطابق ۱۰؍جولائی ۲۰۰۹ء بعد نماز جمعہ

بحمد اللہ تعالیٰ۔ آج کی نورانی مجلس میں بنگلور کے متعدد علاقوں گوری پالیہ۔ راجہ جی نگر۔ جے نگر۔ بسم اللہ نگر۔ رام چندر پورم وغیرہ سے آنے والے حضرات موجود تھے۔ حضرت والا نے ذکر بالجہر کے بعد اجتماعی دعا کرائی اس کے بعد حاضرین سے خطاب فرمایا۔

(نوٹ: نماز جمعہ سے قبل حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ نے جو خطاب فرمایا اس کے چند اقتباسات بھی مجلس کے عنوان میں شامل کئے گئے ہیں۔)

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّانَبِيَّ بَعْدَهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ.

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

بزرگان محترم نوجوانان اسلام اور عزیز طلباء! اللہ کا فضل وکرم ہے ہمارے مشفق ومحبّ اور ممتاز عالم دین مولانا شمشاد احمد قاسمی دامت برکاتہم یہاں تشریف فرما ہیں، ہمارے اراکین واساتذہ کی خواہش تھی کہ حضرت والا کچھ ارشاد فرمائیں اور ہم سب کو قیمتی پند ونصائح سے نوازیں لیکن حضرت کی طبیعت علیل ہے اور لمبے سفر سے تشریف لارہے ہیں اس لئے حضرت کی تکان اور طبیعت کے اضمحلال کی وجہ سے ہم لوگ حضرت کے پند ونصائح سے محروم ہیں انشاء اللہ پھر کبھی حضرت والا تشریف لائیں گے تو اپنے پند ونصائح سے ہم سب کو مستفید فرمائیں گے۔ بہرحال میں آپ سب کا خادم ہوں اور ہر وقت آپ کے ساتھ رہتا ہوں، حضرت والا کے سامنے کچھ کہنا اگرچہ مناسب نہیں لیکن دین کی بات آپ لوگوں تک ایک خادم کی حیثیت سے پہنچاتا ہوں۔ میں نے قرآن کریم کی جس آیت کی تلاوت کی ہے اس میں بیت اللہ شریف کی فضیلتوں کا ذکر کیا گیا ہے، آدمی جب اپنا کوئی گھر بناتا ہے تو اس کے سامنے گھر کی تمام سہولیات پیش نظر ہوتی ہیں، جگہ اچھی ہو، اس میں صاف ہوا آتی ہو، خوب روشنی بھی رہتی ہو، اسی طرح جب بادشاہ کوئی محل بنواتا ہے تو کہتا ہے اچھا معمار ہو، اچھا میٹریل ہو، عمدہ اور بہترین جگہ کا انتخاب، وہاں زندگی گزارنے کے لئے ساری چیزیں میسر ہوسکتی ہوں یعنی ہر پہلو سے دیکھ کر پھر وہاں عالیشان محل تعمیر کراتا ہے۔

محل تو بڑا عالیشان مگر دو عیب

دوستو۔ بزرگو! امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک بادشاہ نے بڑا ہی عالیشان محل تعمیر کرایا جب وہ محل تیار ہوگیا تو بادشاہ نے تمام رعایا کو دعوت دی کہ آکر اس محل کو دیکھیں کہ محل کیسا بنا ہے؟ اس میں کوئی عیب تو نہیں ہے؟ لوگ آرہے ہیں اور محل کو دیکھ کر عش عش کررہے ہیں، ماشاء اللہ سبحان اللہ کتنا اچھا محل بنا ہے، کیا

خوبصورت سنگ مرمر لگے ہوئے ہیں، کیا ہی خوشنما بیل بوٹے اور نقش ونگار ہیں، ہر کوئی تعریف ہی کر رہا ہے اور بادشاہ خوب خوش ہو رہا ہے کہ سارے عوام وخواص نے دیکھا مگر کسی کو کوئی عیب نظر نہیں آیا، اتنا شاندار میرا محل ہے، ایک اللہ والے کا ادھر سے گذر ہوا، لوگوں نے کہا کہ حضرت! بادشاہ کا محل بھی دیکھتے ہوئے چلیں، محل کو دیکھا جب دیکھ کر باہر تشریف لائے تو بادشاہ نے کہا حضرت! محل کیسا ہے؟ تو حضرت نے کہا کہ محل تو ماشاء اللہ بہت اچھا ہے، پوچھا اس میں کوئی نقص تو نہیں ہے؟ تو حضرت والا نے فرمایا کہ اس میں دو خرابیاں ہیں، بادشاہ کے کان کھڑے ہو گئے کہ ہزاروں لاکھوں آدمیوں نے آکر دیکھا مگر کسی کو کوئی عیب نظر نہیں آیا یہ بڑے میاں جن کے کپڑے میلے کچیلے ہیں، جن سے چلا بھی نہیں جاتا دیکھنے میں غریب اور معمولی سے آدمی لگ رہے ہیں یہ میرے محل میں عیب نکال رہے ہیں۔

بادشاہ نے کہا کہ بڑے میاں بتاؤ کیا عیب ہے؟ تو بڑے میاں نے بڑی اچھی بات کہی فرمایا پہلا نقص تو یہ ہے کہ آپ اس محل میں ہمیشہ نہیں رہیں گے، ساٹھ ستر سال سو سال تک آپ اس محل میں رہ سکتے ہیں تو آپ کا اتنا شاندار محل بنانا اور نہ بنانا سب برابر ہے، بادشاہ نے کہا بالکل صحیح ہے۔ دوسرا عیب بتاؤ تو فرمایا کہ دوسرا عیب یہ ہے کہ یہ محل ہمیشہ نہیں رہے گا، زمانے کے حوادثات طوفان آئیں گے اور اس کو بہا کر لے جائیں گے اس لئے یہ مزین ومنقش دیواریں بارشوں کے تھپیڑوں اور دھوپ کی تپش سے کمزور ہو جائیں گی اور ایک وقت وہ آئے گا جب یہ محل ختم ہو جائے گا تو پہلا نقص یہ ہے کہ آپ اس میں ہمیشہ ہمیش نہیں رہیں گے اور دوسرا نقص یہ ہے کہ یہ محل ہمیشہ نہیں رہے گا۔ مقصد یہ تھا کہ بادشاہ کا دل اس محل سے نہ لگ جائے بلکہ ہر اچھی چیز پر اللہ کا شکر ادا کرے۔

روئے زمین پر سب سے پہلا گھر خانہ کعبہ

پیارے بھائیو! ایک مسلمان کی شان یہ ہونی چاہئے کہ ہر چیز کو اللہ کی طرف سے سمجھے، نعمتوں کے حصول پر اللہ کا شکر بجالائے، اچھا کھانا کھائے تو دعا پڑھ کر اللہ کی حمد وثنا کر کے کھائے، کپڑے پہنے تو اس پر اللہ کا شکر ادا کرے، مومن کا رابطہ ہر وقت اللہ سے جڑا رہنا چاہئے، حدیث شریف میں آتا ہے کہ کشادہ گھر اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے اس لئے بڑے ہی خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے وسیع اور کشادہ گھر عنایت فرمایا ہے، فنا تو ہر ایک مٹی کو ہونا ہے کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ ہر چیز ہلاک اور فنا ہونے والی ہے، سوائے اللہ کی ذات کے، دنیا جب فانی ہے تو اس کی ہر شے فانی رہے گی، اللہ تعالیٰ نے اس روئے زمین پر اپنا مقدس وبابرکت گھر انسانوں کو بسانے سے پہلے تعمیر کیا، سب سے پہلے فرشتوں نے اس گھر کی تعمیر کی، اس کے بعد ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام نے اس کی تعمیر فرمائی، یہ گھر ساری دنیا کے لئے باعث خیر وبرکت اور ذریعہ ہدایت ہے، یہ گھر اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ میں بنایا جس کو مامون شہر قرار دیا اور اللہ تعالیٰ نے اس شہر کی اور اس مقام کی قسم کھائی اور کیسا گھر کہ جب حاجی حج کرنے کیلئے وہاں جاتا ہے اور خانہ کعبہ کو دیکھتا ہے تو اسکی نظریں نہیں تھکتی ہیں بلکہ مزید دیکھنے کا جذبہ اور خواہش پیدا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے اس گھر میں بڑی برکتیں رکھی ہیں۔

مسجد حرام میں لاکھوں آدمی نماز پڑھ سکتے ہیں

میرے عزیز نوجوانو! ارشاد باری تعالیٰ ہے اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ سب سے پہلے جو لوگوں کے لئے بنایا گیا وہ

گھر ہے جو مکہ میں ہے بابرکت ہے، سارے جہان والوں کیلئے ہدایت ہے۔ بیت اللہ شریف جہاں قائم ہے اس کے بالکل اوپر ساتویں آسمان پر فرشتوں کا کعبہ بیت المعمور ہے، ستر ہزار فرشتے ہر روز بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں اور جس نے ایک بار طواف کرلیا دوبارہ اس کو طواف کرنے کا موقع نہیں مل سکتا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے مکہ میں خانہ کعبہ کو انسانوں کے طواف کرنے کیلئے بنایا اور آسمان پر فرشتوں کے طواف کرنے کیلئے بیت المعمور بنایا پھر بیت المعمور کے اوپر جہاں اللہ کو منظور ہے عرش الٰہی ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے لشکر کے ساتھ چلے جارہے ہیں، کعبۃ اللہ شریف کے علاقہ سے گزرے، تخت پر سوار ہیں، اُڑ رہے ہیں نیچے نہیں اترتے بلکہ چلے جارہے ہیں چونکہ اللہ کے نبی تھے، ہر چیز میں اللہ کے حکم کے محتاج تھے، ان کا کوئی کام اپنے نفس کے لئے نہیں ہوتا، اس لئے انبیاء علیہم السلام پر کسی قسم کی تنقید انسان کو ایمان سے خارج کردے گی، الغرض سلیمان علیہ السلام جب گذر گئے تو کعبۃ اللہ نے اللہ تعالیٰ سے شکایت کی کہ آپ کے محبوب اور برگزیدہ بندے حضرت سلیمان علیہ السلام میرے پاس سے ہوکر گذرے مگر میرا طواف نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں عنقریب ایسی امت پیدا فرماؤں گا کہ تیرے آس پاس کی ساری زمین ان کے سجدوں سے بھر جائے گی اور تو خوشی محسوس کرے گا۔ آج دیکھ لیجئے کعبۃ اللہ کے قرب وجوار کا پورا علاقہ حرم بنا ہوا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مکہ مکرمہ کی پوری آبادی پچیس ہزار تھی اور آج حرم شریف میں بیس لاکھ پچیس لاکھ آدمی نماز پڑھتے ہیں۔

تخت سلیمان علیہ السلام

میرے بزرگو اور بھائیو! حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بڑی عظیم الشان سلطنت عطا فرمائی تھی اور انھوں نے دعا بھی کی تھی رَبِّ هَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِيْ

لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ اے میرے پروردگار! مجھے ایسی سلطنت عطا فرما کہ میرے بعد کسی اور کو میسر نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی، ہواؤں پر ان کی حکومت، سمندروں اور دریاؤں پر ان کی حکومت، جنات وشیاطین ان کے حکم کے تابع تھے اور جناتوں سے بڑے سخت سخت کام بھی لیا کرتے تھے، بیت المقدس کی تعمیر بھی جناتوں کے ذریعہ کرائی وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ اور بعض شیاطین حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے غوطہ خوری کیا کرتے تھے یعنی سمندروں میں غوطہ لگا کر ہیرے جواہرات نکالا کرتے تھے، اس کے علاوہ بہت سے کام کرتے تھے، حضرت سلیمان علیہ السلام کو جب ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا ہوتا تو تخت پر سوار ہوجاتے اور ہوا کو حکم کرتے، وہ ہوا آپ ﷺ کو اس شہر کی طرف پہنچاتی، ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ اور ہم نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کو تابع کردیا اس کی صبح کی مسافت ایک مہینہ کی تھی اور شام کی مسافت ایک مہینہ کی تھی اور ان کا تخت کوئی چھوٹا سا تخت نہیں تھا بلکہ تین فرسخ کا تھا اور ایک فرسخ کم وبیش پونے دو کلومیٹر کا ہوتا ہے تو سوا پانچ کلومیٹر کا ان کا تخت تھا اس پر ایک ہزار کرسیاں لگی رہتی تھیں، جن پر علماء ومشائخ اور متقی و پرہیزگار لوگ بیٹھا کرتے تھے، اس کے بعد ایک ہزار کرسیاں اور ہوتی تھیں جن پر دانشوران قوم بیٹھا کرتے تھے پھر اور ایک ہزار کرسیاں اس کے پیچھے لگی ہوئی تھیں جن پر امراء اور مصاحبین بیٹھا کرتے تھے گویا تین ہزار کرسیوں والا تخت تھا جس پر حضرت سلیمان علیہ السلام بیٹھ کر ہوا میں اڑا کرتے تھے، آج امریکہ نے جو سب سے بڑا جہاز بنایا ہے اس میں بارہ سو آدمی سوار ہوسکتے ہیں اور اللہ کے نبی کا جہاز کیسا تھا؟ اس میں نہ پٹرول کی ضرورت نہ پائلٹ کی ضرورت نہ کسی حادثہ کا شکار، اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو یہ چیز بطور معجزہ کے عطا فرمائی تھی۔

میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند ہیں

ارشاد فرمایا: علامہ کمال الدین دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے حیات الحیوان میں لکھا ہے جب سورۂ کہف نازل ہوئی تو بعض صحابہ کرام نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ اصحاب کہف کے مقام کا پتہ بتادیں تاکہ ہم لوگ چل کر دیکھ سکیں تو نبی اکرم ﷺ نے اپنی چادر مبارک بچھادی، اس پر چار صحابہ کرام کو بٹھایا اور آپ ﷺ نے یہ حکم دیا چادر کو کہ ان کو اُڑا کر اصحاب کہف کا مقام دکھا کر واپس لے آ، چنانچہ وہ چادر اُڑی اور اصحاب کہف کے مقام پر جا کر ٹھہر گئی، ان چاروں صحابہ کرام نے اس مقام کی زیارت کی، پھر اسی چادر پر سوار ہو کر واپس بھی ہوگئے، جس طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت ہوا پر اڑتا تھا اسی طرح آپ علیہ السلام کے حکم پر چادر اُڑی، یہ آپ ﷺ کا معجزہ ہے۔ ایک موقع پر جناب نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْل میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند ہیں۔ چونکہ قیامت تک کوئی نبی آنے والا نہیں ہے اس لئے جو ذمہ داریاں انبیاء علیہم السلام کی ہوا کرتی تھیں وہ علماء وقت کے کاندھوں پر آئیں۔ ایک اور موقع پر جناب نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ علماء انبیاء کے وارث ہیں، جس طرح انبیاء اپنی قوموں کے لئے نمونہ ہوا کرتے تھے اسی طرح میری امت کے علماء عوام الناس کے لئے نمونہ ہیں۔

خانہ کعبہ کے فضائل

ارشاد فرمایا: میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس مبارک گھر خانہ کعبہ کو اپنا گھر قرار دیا، اس گھر کی بے شمار فضیلتیں ہیں، دنیا میں جہاں بھی مسجد بنتی ہے اس کا تعلق

کعبۃ اللہ سے ہوتا ہے، وہ کیسے؟ جب قیامت آئے گی تو دنیا میں جہاں کہیں بھی مسجد ہے اس کی زمین پانی پر تیرتی ہوئی کعبۃ اللہ سے جا ملے گی اور اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو جنت میں شامل کردیں گے، تو معلوم ہوا کہ مسلمان جو پانچ وقت کی نماز پڑھتا ہے وہ جنت کی زمین پر پڑھتا ہے۔

خانہ کعبہ اللہ تعالیٰ کا مقدس وبابرکت گھر ہے، حدیث میں آتا ہے کہ جب قیامت برپا ہوگی اور یہ سارا نظام تہہ وبالا ہوجائے گا، آسمان ٹوٹ کر گر جائے گا، ستارے ٹوٹ پھوٹ کر جھڑنے لگیں گے، پہاڑ روئی کے گالوں کی مانند اُڑتے پھریں گے اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ وَاِذَا الْکَوَاکِبُ انْتَثَرَتْ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ جب آسمان پھٹ جائے گا اور ستارے ٹوٹ کر گرنے لگیں گے اور جب دریا بھڑکا دیئے جائیں گے اور قبروں کو اکھاڑ دیا جائے گا۔ اس وقت نفسی نفسی کا عالم ہوگا، سب سے پہلے نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک کھلے گی اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ علیہ السلام کی قبر مبارک سے بیت اللہ شریف کو ملا دیا جائے گا اس وقت کعبۃ اللہ نبی اکرم ﷺ سے عرض کرے گا اے محبوب رب العالمین! اللہ کی رحمت اور سلامتی ہو آپ پر، آپ تو سارے جہان والوں کی شفاعت کرنے والے ہیں، آپ رحمۃ للعالمین اور شفیع المذنبین ہیں، آپ کے صدقہ اور طفیل اللہ تعالیٰ نے مجھے نعمتیں عطا فرمائی ہیں اے اللہ کے رسول! آپ پر سلامتی ہو، جن لوگوں نے میرا حج کیا میں ان کی شفاعت کروں گا، جن لوگوں نے عمرہ کیا ان کی شفاعت کروں گا، جن لوگوں نے طواف کیا ان کی شفاعت کروں گا، جن لوگوں نے یہاں آکر نماز پڑھی ان کی شفاعت کروں گا، جن لوگوں نے صرف دیدار کیا ان کی بھی شفاعت کروں گا اور جو لوگ حج یا عمرہ کے لئے آرہے تھے اور راستہ ہی میں ان کا انتقال ہوگیا ان کی بھی شفاعت کروں گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو زیارت حرمین شریفین نصیب فرمائے اور حج

مقبول نصیب فرمائے۔تو کعبۃ اللہ اتنا عظیم گھر ہے ہم میں سے ہر ایک کو تمنا کرنی چاہئے۔جس طرح حج وعمرہ کے بڑے فضائل ہیں اسی طرح استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے والوں پر بڑی وعیدیں بھی آئی ہیں وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ اللہ کے واسطے بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے ان لوگوں پر جو اس کی استطاعت رکھتے ہوں اور جو نہ مانے تو اللہ کو پرواہ نہیں دنیا بھر کی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص حج کرنے کی طاقت رکھتا ہو یعنی اس کے پاس اتنے روپے ہوں کہ اس پر حج فرض ہو گیا ہو اور وہ حج نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے۔آج ہم میں کتنے لوگ ایسے ہیں جن کے پاس دولت کی ریل پیل ہے کروڑوں روپئے کی مالیت ہے اور شادیوں اور دوسری جگہوں میں اسراف اور فضول خرچی کرتے ہیں مگر فریضہ خداوندی ادا کرنے کی توفیق نہیں ہوتی یہ ہمارے لئے بڑے افسوس کی بات ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو بیت اللہ کی توفیق عطا فرمائے۔یہ حج کا سیزن چل رہا ہے، حجاج کرام مکہ مکرمہ تشریف لے جارہے ہیں ہمیں ان سے ملنا چاہئے اور ان کی دعائیں لینی چاہئیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے مبارک گھر کی زیارت نصیب فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

قرآنِ مجید

انسانوں کی ہدایت کا بہترین وسیلہ

مجلس نمبر(۹)

مجلس مبارک یکم شعبان المعظم ۱۴۳۰ھ، مطابق ۲۴/جولائی ۲۰۰۹ء بعد نماز جمعہ

بحمد اللہ تعالیٰ۔آج کی نورانی مجلس میں بہت سے متعلقین اور متوسلین موجود تھے اور گجرات سے جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ میں تبلیغی جماعت آئی ہوئی تھی جس میں نوجون علماء اور حفاظ کرام شامل تھے۔حضرت والا نے ذکر کی مجلس کے بعد خصوصیت سے قرآن مجید کی فضیلت اور اس کی اہمیت اور ضرورت پر سیر حاصل گفتگو کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّانَبِيَّ بَعْدَهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

بلاشبہ یہ قرآن اس راستہ کی رہنمائی کرتا ہے جو سب سے زیادہ سیدھا ہے اوران ایمان والوں کو جو نیک کام کرتے ہیں خوشخبری سناتا ہے کہ ان کیلئے بڑا اجروثواب ہے۔

بزرگان محترم نوجوانان اسلام اور عزیز طلباء! اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کو قرآن کریم سے وابستہ اور مربوط کیا ہے اس لئے مسلمانوں کی سربلندی، عزت ووقعت اسی وقت ہے جبکہ وہ قرآن کریم سے اپنا رشتہ مضبوط قائم کئے ہوئے ہوں، اگر قرآن کریم سے رشتہ مضبوط نہیں ہے تو مسلمان بے وزن ہے، اس کی کوئی قیمت نہیں ہے، قرآن مقدس اللہ رب العزت کا وہ پیغام ہے جو ساری دنیائے انسانیت کے لئے ہدایت ورہنمائی کا بہترین ذریعہ اور وسیلہ ہے، قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا وہ خط ہے جو تمام انسانوں کو عطا کیا گیا اور اسکے ماننے والوں پر اس کی تعلیمات واحکام کو لازم اور ضروری قرار دیا گیا اور دنیوی واخروی فلاح وکامیابی کی بشارت اور خوشخبری سنائی گئی اور نہ ماننے والوں کو جہنم کی دھمکی اور وعید سنائی گئی اور اللہ تعالیٰ نے متعین اور فرماں برداروں کے ساتھ جو وعدے کئے تھے اس کو پورا کرکے دکھادیا اور اخروی وعدہ آخرت میں پورا ہوکر رہے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ یہ ایسی کتاب ہے جس میں کوئی شک وشبہ نہیں اور متقیوں کے لئے ہدایت ہے۔ پھر متقیوں کی اللہ تعالیٰ نے صفات بیان فرمائی ہیں اور فرمایا: اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ جب ہم نے قرآن کریم کو مضبوطی سے پکڑے رکھا، اس کے احکامات پر عمل کیا تو سربلندی نے ہمارے قدم چومے اور جب ہم نے قرآن کو چھوڑا تو ذلت وپستی کے عمیق غار میں جاگرے۔

علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہوکر
اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہوکر

ماں کے اثرات اولاد پر مرتب ہوتے ہیں

عزیز طلباء اور دوستو! ایک زمانہ تھا جب مسلمانوں کی گلیوں سے کوئی ہوکر گذرتا تو قرآن کریم کی تلاوت اس کے کانوں میں پڑا کرتی تھی اور یہ سوچنے کی ضرورت نہیں تھی کہ یہ گھرانہ کیسا ہے بلکہ لوگ دیندار اور صوم وصلوٰۃ کے پابند ہوا کرتے تھے، قرآن کریم کی تلاوت کرنا، ان کے روزمرہ کے معمولات میں داخل تھا، عورتیں جب سوکر اٹھتی تھیں تو فجر کی نماز پڑھ کر ان کا وظیفہ قرآن مجید کی تلاوت ہوا کرتا تھا، ظاہر ہے جب عورتیں نیک ہوں گی، ان کے اندر تقویٰ وپرہیزگاری رہے گی تو اولاد میں بھی اس کے اثرات نمودار ہوں گے۔ ابھی بیس پچیس سال پہلے کی بات ہے کہ مسلم گھرانوں میں پردے کا نظم تھا، ان کے دروازوں پر چاہے ٹاٹ ہی کا پردہ کیوں نہ ہو مگر ہوتا ضرور تھا لیکن آج مسلم گھرانوں سے پردہ ہٹا تو ہماری عورتوں کے نقاب ہٹ گئے اور ماؤں کو دیکھ کر بیٹیوں نے بھی اپنے سروں سے دوپٹے پھینک دیئے اور اب جو کچھ ہورہا ہے وہ نظروں کے سامنے ہے، ماں باپ کی ایک ایک نقل وحرکت کو اولاد دیکھتی ہے اور اس پر عمل کرتی ہے، پہلے عورتیں اپنے بچوں کو اسلامی تاریخ کے اچھے اچھے واقعات، صحابہ وصحابیات کی سیرتیں، ان کے اخلاق وعادات سنایا کرتی تھیں اور نبی اکرم ﷺ کے اقوال وافعال بچوں کے ذہنوں کے حساب سے ان کو بتایا کرتی تھیں چونکہ بچوں کا ذہن سادے کاغذ کی طرح ہوتا ہے اس کو جس طرح بتاؤ گے محفوظ کرلے گا اس لئے بچوں کو ہمیشہ اچھی باتیں ہی سکھایا کریں لیکن کیا کیجئے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج ہمارے پاس بچوں کی تربیت کے لئے وقت نہیں،

اس طرح دنیا کے پیچھے لگے ہوئے ہیں کہ تھوڑا سا وقت ہم اپنے بچوں کے لئے فارغ نہیں کر سکتے ہیں اور اگر کبھی وقت ملتا ہے تو لغو اور فضول باتوں میں گذار دیتے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ جب ہم خود ہی اچھے واقعات کا مطالعہ نہیں کرتے، اچھی باتیں یاد نہیں رکھتے تو بچوں کو کیا تعلیم دیں گے اور ان کو کیا سنائیں گے؟ اس لئے کتے بلی کی کہانی پڑھتے ہیں اور بچوں کو سناتے ہیں، کہنے کو تو ہم مسلمان ہیں لیکن صحابہ جیسا ایمان نہیں، ان کے جیسے اخلاق واطوار نہیں، رسول اکرم ﷺ کی سنتوں پر عمل نہیں، غیروں کے اخلاق سے ہم متاثر ہیں اور انھیں کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ علامہ اقبال نے بہت پہلے ہی کہا تھا۔ ؎

شور ہے ہوگئے دنیا سے مسلمان نابود　　ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود　　یہ مسلماں ہیں جنھیں دیکھ کے شرمائیں یہود
یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو　　تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

ہم کو رزقِ حلال اختیار کرنا چاہئے

ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا:

دوستو! آج ہماری نظر مفاد پر ہوتی ہے، جہاں سے پیسے کا نفع ہوتا ہے وہاں اسلام کو بالائے طاق رکھ دیا جاتا ہے، حرام وحلال کی تمیز مٹ چکی ہے، شک وشبہ کا کھانا کھانے میں کوئی کراہیت نہیں محسوس ہوتی، ہر طرح کی جائز وناجائز چیزیں شوق سے ہضم کر جاتے ہیں یہ مزاج بن چکا ہے کہ پیسہ ہو چاہے جیسا ہو، اسی لئے اس کا رونا روتے ہیں کہ کمائیوں میں برکت نہیں ہے، بچے بیمار ہو رہے ہیں، پڑوسی ستا رہا ہے، ہر چہار طرف سے مختلف پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، برکت کہاں سے ہو؟ سکون واطمینان کی زندگی کیسے نصیب ہو جبکہ ہم سارے دروازے بند کر چکے ہیں، سود

ہم کھا رہے ہیں، رشوتیں ہم لے رہے ہیں، یتیموں کا مال ہڑپ کر لیتے ہیں، زکوٰۃ نہیں دیتے، صدقہ نہیں نکالتے، میراث ہم نہیں ادا کرتے تو ساری غلطی تو ہماری ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ یَمۡحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرۡبِى الصَّدَقٰتِ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے ہیں اور صدقات کو بڑھاتے ہیں۔ قرآن کریم میں اور احادیث نبویہ میں جابجا یہ بیان کیا گیا کہ صدقہ وزکوٰۃ سے مال گھٹتا نہیں بلکہ بڑھتا ہے مگر ہم کو اللہ ورسول کا یہ وعدہ سمجھ میں نہیں آتا۔ ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص لمبا اور طویل سفر طے کر کے آتا ہے، اس کے کپڑے میلے کچیلے اور اس کے بال بکھرے ہوئے اور یا رب یا رب کہتا ہے مگر اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کا پہننا حرام تو دعا کہاں سے قبول ہو سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

اَلۡحَلَالُ بَيِّنٌ وَالۡحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيۡنَهُمَا مُشۡتَبِهَاتٌ لَا يَعۡلَمُهُنَّ كَثِيۡرٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الۡمُشۡبِهَاتِ اِسۡتَبۡرَاَ لِدِيۡنِهٖ وَمَرۡضِهٖ وَمَنۡ وَقَعَ فِى الشُّبۡهَاتِ وَقَعَ فِى الۡحَرَامِ جو چیزیں حلال ہیں وہ بھی بالکل واضح ہیں اور جو حرام ہیں وہ بھی بالکل واضح ہیں اور ان دونوں کے درمیان مشتبہ چیزیں بھی ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں تو جو شخص مشتبہ چیزوں سے بچ گیا اس نے اپنے دین کی اور اپنی عزت کی حفاظت کی اور جو مشتبہ چیزوں میں پڑ گیا وہ حرام میں پڑ گیا۔ اس لئے مشتبہ چیزوں سے بچنا بہت ضروری ہے۔

ایک مرتبہ شیطان نے آپ ﷺ سے کہا کہ اگر لوگ حرام کھانا چھوڑ دیں تو میں بھوکا مر جاؤں گا، لوگ حرام کھاتے ہیں وہ میرے دوست ہیں میں انھیں کے گھر میں کھاتا ہوں، انھیں کے ہاتھ سے کھاتا ہوں، انھیں کے گھر میں سوتا ہوں۔ ہم کو اپنا محاسبہ کرنا چاہئے، ہم کہاں تک قرآن کی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُلُوۡا مِنۡ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقۡنٰكُمۡ اے ایمان والو! پاکیزہ

اور حلال چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تم کو دیا ہے۔ اور پیغمبروں کو بھی اس کا حکم دیا گیا ہے۔ یٰۤاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اے رسولو! حلال چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک کام کرو۔

ہم تلاوتِ قرآن سے بہت دور ہو گئے

میرے پیارے نوجوانو! آج کل مسلم معاشرے میں بہت سی برائیاں آ گئی ہیں، کس کس کا تذکرہ کیا جائے، مارکیٹ میں چلے جائیں جھوٹی قسم کھا کر سامان فروخت کرنا کوئی عیب نہیں تصور کیا جاتا جبکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص سچی قسم کھا کر اپنا سامان بیچتا ہے تو بھی اس سے برکت ختم ہو جاتی ہے، ہم لوگ صبح سے شام تک کتنی جھوٹی قسمیں کھا لیا کرتے ہیں مگر تھوڑا بھی احساس نہیں ہوتا کہ ہم نے قرآن واحادیث کو پس پشت ڈال دیا اور سچ تو یہ ہے کہ آج ہماری زندگیوں میں قرآن نہیں، جو قرآن کا مقصد ہے اس طرف ہماری توجہ نہیں، ہم نے اسکو صرف تعویذ گنڈوں کی حد تک رکھا ہے۔

حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ جو ہمارے اکابر میں سے ہیں ایک مرتبہ انھوں نے مریدوں سے فرمایا جب میں جنت میں جاؤں گا اور حوریں آئیں گی تو کیا کہوں گا؟ تو مریدوں نے کہا کہ حضرت کیا کہیں گے؟ فرمایا کہ میں ان سے کہوں گا قرآن سننا ہے تو سنو ورنہ جاؤ اور یہ بھی کہوں گا کہ قرآن تم کو پڑھنا آتا ہے تو تم سناؤ میں سنوں گا۔ یہ اکابر کی سوچ ہے کہ انھوں نے کس طرح قرآن کریم سے محبت کی، کس طرح اس کو اپنے سینوں سے لگائے رکھا، اسی لئے تو آج ان کا نام ہم بڑے ادب واحترام سے لیتے ہیں اور ان کے ذکر سے اپنی محفلوں کو معطر کرتے ہیں، قرآن ہی کی برکت ہے، ہم بھی اگر قرآن پر عمل کریں تو اللہ تعالیٰ ہم کو بھی دنیا میں عزت عطا فرمائیں گے اور آخرت میں سرخروئی نصیب ہوگی۔

قیامت میں اولاد کی بابت بھی سوال ہوگا

بزرگو اور دوستو! ہم کو اس چیز کی فکر نہیں ہوتی کہ ہماری اولاد قرآن صحیح پڑھ رہی ہے کہ نہیں، صرف یہ دیکھتے ہیں کہ ہماری بیٹی کھانا پکانے میں فرسٹ ہے، لباس پہننے میں فرسٹ ہے، مہندی لگانے اور ڈیزائن بنانے میں فرسٹ ہے، کل قیامت کے دن یہ سب نہیں پوچھا جائے گا بلکہ پوچھا جائے گا کہ اولاد کی تربیت صحیح کی تھی کہ نہیں، رسول اللہ ﷺ کا پاک ارشاد ہے: اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ تم میں سے ہر شخص نگران اور محافظ ہے اور ہر شخص سے اس کی نگرانی کی بابت سوال کیا جائے گا۔ اس لئے اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کی طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ آخرت کی گرفت سے بچ سکیں، آج خواہ کوئی بڑے سے بڑا لیڈر کیوں نہ ہو، گورنر اور وزیر اعلیٰ کیوں نہ ہو اگر اس نے اپنے بچوں کو علم دین سے آراستہ وپیراستہ نہیں کیا تو کل قیامت کے دن اس کی گورنری اور اس کی دنیا کی سیاست کچھ بھی کام نہ آئے گی۔

سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ خدارسیدہ بزرگ گذرے ہیں تھانہ بھون کے رہنے والے تھے، ہجرت کر کے مکہ مکرمہ چلے گئے، ان کے تعلق سے آتا ہے کہ جب درود شریف پڑھا کرتے تھے تو چاروں طرف روشنی پھیل جایا کرتی تھی، وہ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے موقع دیا تو قبر میں قرآن پڑھوں گا۔

حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے تعلق سے آتا ہے کہ انھوں نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے موقع دیا تو میں قبر میں بھی نماز پڑھوں گی، چنانچہ جب ان کا انتقال ہوا اور قبر میں دفنایا گیا تو کسی آدمی کی کوئی چیز قبر میں گر گئی تھی جس کی وجہ سے دوبارہ قبر کھودنے کی نوبت آئی تو لوگوں نے دیکھا کہ رابعہ بصری کی قبر کشادہ ہوگئی اور کھڑی ہو کر نماز

پڑھ رہی ہیں۔ آدمی اللہ تعالیٰ سے جو مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عطا کرتے ہیں اور جو دنیا طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا عطا فرما دیتے ہیں مگر آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوتا مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْعَاجِلَۃَ عَجَّلْنَا لَہٗ فِیْھَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِیْدُ جو شخص ہم سے دنیا مانگتا ہے تو ہم اس کو عطا کر دیتے ہیں جو چاہتے ہیں اور جس کے لئے چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے اس کی رضا طلب کرنی چاہئے کیونکہ دنیا تو انسان کو مقدر بھر مل کر رہے گی اس میں کچھ کمی نہیں ہوسکتی اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی کوئی قدر و قیمت ہی نہیں، ارشاد نبوی ہے: لَوْ کَانَتِ الدُّنْیَا تَعْدِلُ عِنْدَاللّٰہِ جَنَاحَ بَعُوْضَۃٍ مَاسَقٰی کَافِرًا مِّنْھَا شَرْبَۃَ مَاءٍ اگر دنیا اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو اس میں سے کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی نہ دیتے لیکن دنیا کی کوئی قدر و قیمت اللہ کے یہاں نہیں ہے اس لئے کافر کو بھی خوب عطا کرتے ہیں۔

آج ہماری غیرت مردہ ہو چکی ہے

دوستو! آج ہم کو اپنے اندر تبدیلی کرنے کی ضرورت ہے، پوری دنیا میں مسلمان پر جو حالات آ رہے ہیں، کوئی ملک ایسا نہیں جہاں مسلمانوں پر ظلم نہ ہو رہا ہو خواہ مسلم ممالک ہوں یا غیر مسلم ممالک، جو اسلامی ممالک کہے جاتے ہیں وہ بھی اسلام دشمن عناصر کے ہیرو اور انھیں کے نقش قدم پر چل رہے ہیں خواہ اپنے مفاد کے پیش نظر ہو یا ڈر اور خوف کی وجہ سے بہر حال حق کہنے کی جرأت و ہمت مسلمانوں کے اندر آج ختم ہوگئی ہے، جب تک ہم خود اپنے آپ کو بدلنے کی فکر نہیں کریں گے اس وقت تک پٹتے ہی رہیں گے۔ ؎

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال خود اپنی حالت کے بدلنے کا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَابِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو نہیں بدلتا یہاں تک کہ وہ خود اپنے آپ کو نہ بدل لے۔ ہم آپس میں ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں، دوسروں کی عیب جوئی میں لگے ہوئے ہیں اور یہ سب کچھ خواہ دوستی ہو یا دشمنی ذاتی اغراض کی بنیاد پر ہے حالانکہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ سب کچھ اللہ کے لئے ہو، رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبْغَضَ لِلّٰہِ وَاَعْطٰی لِلّٰہِ وَمَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ جس نے اللہ کے واسطے کسی سے محبت کی اور اللہ کے واسطے کسی سے دشمنی رکھی اور اللہ کے واسطے کسی کو دیا تو اس نے اپنے ایمان کو مکمل کرلیا۔ جب ہماری ہر چیز اللہ کے لئے ہوگی تو اللہ کی مدد بھی ہمارے ساتھ ہوگی اور کامیابی و کامرانی ہمارے قدم چومے گی۔ رسول اکرم ﷺ کے ایک صحابی نے دس ہزار صحابہ کو لے کر دو لاکھ کفار و مشرکین کی فوجوں سے مقابلہ کیا تاریخ میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کی تلواریں بجلی کی طرح چمکتی تھیں اور کفار و مشرکین گاجر مولی کی طرح کٹتے جاتے تھے، شام کو جب معرکہ ختم ہوا تو کفار کے اسی (۸۰) ہزار آدمی مارے جا چکے تھے۔ یہ صحابہ کرام کی روحانی اور ایمانی قوت تھی کہ بڑے بڑے کفار و مشرکین کے دل دہل اٹھتے تھے اور صحابہ کرام کا رعب ان کے دلوں پر چھایا ہوا تھا۔

مسلمان قرآن سے وابستہ ہوں

ایک صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا:

آج ضرورت ہے اس بات کی کہ ہم اپنے آپ کو قرآن سے وابستہ کریں، اپنی زندگیوں کو قرآن مقدس کے سانچے میں ڈھالیں اور قرآن کریم کی خدمت کو اپنے لئے باعث فخر سمجھیں جو قرآن کو پڑھا رہے ہیں یہ بھی خدمت قرآن ہے، جو پڑھ رہے ہیں وہ بھی خادم قرآن ہیں، جو اشاعت کر رہے ہیں وہ بھی قرآن کے خادم

ہیں۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے خَیۡرُکُمۡ مَنۡ تَعَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ وَعَلَّمَه، تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو قرآن کو سیکھیں اور سکھائیں۔

اب ایک واقعہ سنا کر اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ایک بہت بڑے بزرگ گذرے ہیں ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ، ان سے کوئی صاحب ملنے کیلئے گئے، گھر پہنچے بیوی سے معلوم کیا تو بیوی نے کہا کہ وہ جنگل میں لکڑیاں چننے کے لئے گئے ہوئے ہیں، یہ صاحب بھی جنگل کی طرف چل دیئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ لکڑیوں کا گٹھر شیر کی پشت پر لاد کر لا رہے ہیں اور شیر کا کان پکڑ کر چل رہے ہیں، شیر آپ کی اطاعت وفرماں برداری سے ذرا انحراف نہیں کرتا، بڑے متعجب ہوئے، عرض کیا کہ کیا آپ اس سے ڈرتے نہیں ہیں؟ تو کہنے لگے کہ میرا معاملہ اللہ کے سپرد ہے میں نے اپنے دل میں اللہ کا خوف پیدا کرلیا اس لئے اب کسی کا خوف میرے دل میں نہیں۔مولانا رومیؒ فرماتے ہیں۔ ؎

ہر کہ ترسد از حق و تقویٰ گزید
ترسد ازوے جن وانس وہر کہ دید

جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور تقویٰ اختیار کرتا ہے تو جنات وانسان اور دنیا کی ہر چیز اس کو دیکھ کر ڈرتی ہے اس لئے اپنے اندر اللہ کا خوف پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور قرآن کی تعلیمات کو اپنی زندگی میں لانے کی ضرورت ہے اور ہر شخص یہ معمول بنالے کہ میں ہر روز قرآن کریم کا کچھ حصہ ضرور تلاوت کروں گا۔اللہ ہم سب کو قرآن پڑھنے، اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

☆☆☆

شبِ قدر کی قدر کریں

مجلس نمبر(۱۰)

مجلس مبارک ۱۴رشعبان المعظم ۱۴۳۰ھ،م ۶راگست ۲۰۰۹ء بروز جمعرات بعد نماز عشاء

بحمد اللہ تعالیٰ! آج شب قدر کے احترام میں عشاء کی نماز رات دس بجے ادا کی گئی، نماز کے بعد حضرت والا نے حاضرین سے خطاب فرمایا، اخیر میں اجتماعی دعا فرمائی۔حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ کے خطاب کے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں۔اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔آمین ثم آمین!

اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَحۡدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنۡ لَّانَبِیَّ بَعۡدَهٗ. اَمَّا بَعۡد! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ. یٰۤاَیُّهَا الۡاِنۡسَانُ مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ الۡکَرِیۡمِ الَّذِیۡ خَلَقَکَ فَسَوّٰکَ فَعَدَلَکَ فِیۡۤ اَیِّ صُوۡرَةٍ مَّا شَآءَ رَکَّبَکَ وَقَالَ اللّٰهُ سُبۡحَانَهٗ وَتَعَالٰی اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ وَمَاۤ اَدۡرٰکَ مَا لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ وَقَالَ سُبۡحَانَهٗ تَعَالٰی اَلَیۡسَ اللّٰهُ بِاَحۡکَمِ الۡحَاکِمِیۡنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِیۡمُ.

بزرگانِ محترم نوجوانانِ اسلام اور پردہ نشین خواتین! آج ہر مومن و مسلمان اہتمام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہے، وہ کون سی طاقت ہے جو مسلمانوں کو اندر سے ابھارتی ہے کہ اپنے آرام کو، اپنے کھانے پینے کو اور اپنی ضروریات کو فارغ کر کے محض اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کیلئے مسجد میں حاضر ہو جائے، اپنی نیند کو قربان کر کے اللہ کی عبادت میں مشغول ہو جائے، وہ احکم الحاکمین اور رب العالمین کی طاقت ہے، یہ ساتوں آسمان ساتوں زمینیں مخلوق ہیں، فرشتے مخلوق ہیں، جنت و دوزخ، یہ سمندر یہ دریا، یہ پہاڑ، سمندر میں رہنے والے جانور یہ سب مخلوق ہیں، خالق صرف اللہ ہے جو وحدہٗ لاشریک لہ ہے جس طاقت کے سامنے اور جس خالق کے سامنے سجدہ ریز ہیں، سونا چاندی، لوہا، تانبا، پیتل، ہیرے جواہرات، جنگلات میں اُگنے والی ہزاروں جڑی بوٹیاں، بڑے بڑے عظیم الشان درخت، پھل اور فروٹ کے بڑے بڑے باغات سب مخلوق ہیں، خالق کون ہے؟ ان سب چیزوں کا حقیقی نگہبان اور محافظ کون ہے؟ ان سب سوالوں کا جواب ہر مومن کے دل سے یہی نکلے گا اللہ، بلکہ ہر منصف انسان یہی کہے گا اللہ۔ انسان کے علاوہ باقی ساری مخلوق زبان قال سے یہ کہتی ہے کہ ہر چیز کا خالق و مالک اللہ ہی ہے۔ ایک فارسی شاعر کہتا ہے۔

ہو گیا ہے کہ از زمیں روید   وحدہٗ لا شریک لہٗ گوید

''جو بھی گھاس زمین سے اُگتی ہے وہ گواہی دیتی ہے کہ اللہ کی ذات اکیلی ہے اس کی ذات وصفات میں کوئی بھی سہیم و شریک نہیں۔''

اللہ کی ذات بڑی بے نیاز ہے

دوستو! اللہ کی ذات بڑی بے نیاز ہے، کسی چیز کو اس کی حاجت نہیں حتیٰ کہ کسی نبی و رسول اور فرشتہ کی ضرورت نہیں، جبرئیل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام، اسرافیل علیہ السلام اور

عزرائیل علیہ السلام کی ضرورت نہیں، جنت و دوزخ کی ضرورت نہیں، کسی وزیر اور معین و مددگار کی ضرورت نہیں، کسی عابد و زاہد اور متقی و پرہیزگار کی ضرورت نہیں، ساری کائنات اس کی عبادت و کبریائی میں لگ جائے تب بھی اس کی ذات وصفات میں ذرہ برابر اضافہ نہیں ہو سکتا اور اگر ساری کائنات اس کی نافرمانی کرنے لگے تو اس کی ذات وصفات میں کچھ کمی نہیں آسکتی ہے، ان سب کے باوجود اگر اللہ تعالیٰ بندوں سے کہیں کہ میری عبادت کرو، میں نے اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے تو آپ اندازہ لگائیے کہ اللہ تعالیٰ کو بندوں سے کس درجہ پیار و محبت ہے، ساری کائنات اور کائنات کی ہر ہر چیز اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے پیدا کی اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ میں نے انسانوں اور جناتوں کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا۔ اتنا بڑا آسمان دنیا کے کسی کونے میں آپ چلے جائیں آپ کو کہیں ستون نظر نہیں آئے گا: وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ اور آسمان کو ہم نے اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور ہم وسیع القدرت ہیں وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُوْنَ اور ہم نے زمین کو فرش بنایا سو ہم کیسے اچھے بچھانے والے ہیں۔

اللہ کی عجیب قدرت ہے اسی زمین کی مٹی سے اللہ نے انسان کو پیدا کیا اور کتنا عمدہ اور بہتر سانچے میں ڈھالا لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْۤ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ہم نے انسان کو بہترین سانچے میں پیدا کیا۔ یہی زمین ہے جس کے اندر سے سونا نکلتا ہے، چاندی نکلتی ہے، یہی زمین ہے جس کے اندر سے ہیرے جواہرات نکلتے ہیں اور یہی زمین ہے جس کے اندر سے انسان کے لئے خوراک پیدا ہوتی ہے، کسان ایک چھوٹا سا دانہ زمین میں ڈالتا ہے اور وہ زمین میں پھول جاتا ہے، سڑ جاتا ہے، خدا کی قدرت دیکھئے اس سڑے دانے میں سے ایک کونپل نکالتا ہے یہ زمین کا سینہ چیر کر یہ

کونپل باہر نکلتی ہے اور دیکھتے دیکھتے انسان کی نظروں کے سامنے وہ کھیتی لہلہانے لگتی ہے اور پھر وہ کھیتی پک جاتی ہے اور کسان اس کو کاٹ کر خوش ہوجاتا ہے۔ اَفَرَاَیْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ءَ اَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَہٗ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ. اچھا پھر یہ بتلاؤ تم جو کچھ بوتے ہو اس کو تم لگاتے ہو یا ہم لگاتے ہیں: لَوْنَشَآءُ لَجَعَلْنٰہُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَکَّھُوْنَ اگر ہم چاہیں تو اس کو چوراچورا کردیں پھر تم متعجب ہوکر رہ جاؤ۔

ہر چیز پر بادشاہت اللہ کی

وَلِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ ہی کیلئے ہے آسمان وزمین کی بادشاہت۔ دنیا میں ظاہری طور پر بہت سارے بادشاہ ہیں مگر حقیقی بادشاہت تو اللہ ہی کی ہے، کائنات کتنی بڑی ہے اس کا صحیح علم اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں، انسانوں کی سمجھ سے باہر ہے وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اللہ تعالیٰ کی کرسی آسمان وزمین کو محیط ہے۔ اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ کرسی پر بیٹھنے کے متمنی نہیں ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات تو زمان ومکان کی قید سے پاک ہے بلکہ اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہم نے ایک کرسی بنائی ہے جس کے سامنے یہ ساتوں زمین اور ساتوں آسمان ایسے ہیں جیسے انسان کی ہتھیلی میں رائی کا دانہ، اور عرش کتنا بڑا ہے آٹھ فرشتے عرش الٰہی کو اپنے کاندھوں پر تھامے ہوئے ہیں اور ایک فرشتہ اتنا بڑا ہے کہ اسکے کان کی لو سے کندھے تک اتنا طویل فاصلہ ہے کہ دو ہزار سال تک آدمی تیز رفتار گھوڑے سے سفر کرے تب جاکر اسکے کندھے تک پہنچے گا، اب اندازہ لگایئے کہ عرش الٰہی کتنا بڑا ہوگا؟ لیکن اللہ کی ذات صرف عرش وکرسی تک ہی نہیں بلکہ کائنات کے ذرے ذرے میں ہے، کسی شاعر نے کہا ہے۔ ؎

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
میں جان گیا بس تری پہچان یہی ہے

اللہ کو پہچاننے کے لئے انسان کی ذات کافی ہے

اللہ کی ذات بہت بڑی ہے اور بندوں پر بڑی رحیم وکریم ہے، ایک ناپاک قطرے سے انسان کو اللہ نے پیدا کیا، اگر بدن پر لگ جائے تو بدن ناپاک ہوجائے، اگر کپڑے پر لگ جائے تو کپڑا یا بستر ناپاک ہوجائے اور اس کا دھونا ضروری اَلَمْ یَکُ نُطْفَۃً مِّنْ مَّنِیٍّ یُّمْنٰی یعنی کیا انسان منی کا ایک قطرہ نہ تھا جو رحم میں ٹپکایا گیا۔ اَفَرَاَیْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ءَ اَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَہٗ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ اچھا پھر یہ بتلاؤ تم عورتوں کے رحم میں منی پہنچاتے ہو اس کو تم آدمی بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہیں۔ یٰٓاَیُّھَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ الَّذِیْ خَلَقَکَ فَسَوّٰکَ فَعَدَلَکَ فِیْٓ اَیِّ صُوْرَۃٍ مَّا شَآءَ رَکَّبَکَ اے انسان تجھ کو کس چیز نے تیرے رب کریم کے ساتھ بھول میں ڈال رکھا ہے جس نے تجھ کو انسان بنایا پھر تیرے اعضاء کو درست کیا پھر تجھ کو اعتدال پر بنایا جس صورت میں چاہا تجھ کو ترکیب دیا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کتنا خوبصورت پیدا کیا، جب ماں باپ بچے کو دیکھتے ہیں تو خوش ہوجاتے ہیں، کیسی محبت پیدا ہوتی ہے کہ اس کے لئے طرح طرح کی تکلیفیں اور مشقتیں برداشت کرلیتے ہیں مگر بچے کو ذرا سی تکلیف پہنچے تو ان کو گوارا نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے کس طریقے سے اس کی پیشانی میں دو چراغ عطا کئے اور ایسا چراغ جو مرتے دم تک کام دے، جب چاہے اس کو کھول کر اس کی روشنی سے استفادہ کرے اور جب آرام کرنا چاہے تو پلکوں سے ڈھک لے، اللہ تعالیٰ نے انسان کو زبان عطا کی، آدمی سی ڈی تیار کرتا ہے وہ خراب بھی ہوجاتی ہے مگر زبان ایسی سی ڈی ہے جو نہ خراب ہوتی ہے اور نہ ہی کسی ایک چیز کے بولنے کے لئے مخصوص ہے بلکہ جو چاہے بولے، فارسی بولے، عربی بولے، اردو بولے، کنڑ بولے گویا کہ زبان سب سے بڑی

سی ڈی ہے، اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتیں عطا کی ہیں **وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا** اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو اس کو شمار نہیں کر سکتے۔ سر سے لے کر پیر تک ایک بہت بڑی بستی ہے سائنٹسٹ کہتے ہیں کہ آدمی کے بدن میں جو رگیں ہیں اگر ان کو زمین پر پھیلا دی جائیں تو بہتر (۷۲) کلومیٹر پر پھیلیں گی اور کوئی رگ بند نہیں رہتی سب جاری رہتی ہیں کہیں خون کی رگ ہے، کہیں پانی کی رگ ہے ، کسی میں گندہ خون ہے کسی میں صاف خون ہے یہ ایک نظام ہے اللہ کی طرف سے جو ہر وقت چل رہا ہے، آدمی سو رہا ہے تو بھی یہ نظام چل رہا ہے، بیدار ہے تو بھی یہ چل رہا ہے غرضیکہ جب تک انسان حیات ہے تب تک یہ نظام چلتا رہے گا۔

جو اللہ کا ہو گیا اللہ اس کا ہو گیا

دوستو! اللہ تعالیٰ کا نظام اللہ تعالیٰ کی بادشاہت ہر ہر چیز پر قائم ہے پس بندوں کو تھوڑی ڈھیل دے رکھی ہے، اگرچہ بندہ اللہ کا نافرمان ہی کیوں نہ ہو مگر اس کو مال و دولت کی فراوانی عطا فرما رکھی ہے، کوئی پتہ اللہ کی مشیت کے بغیر ہل نہیں سکتا، جو اللہ کا مطیع و فرمانبردار ہو جائے تو اللہ اس کے ولی اور دوست ہیں۔ **اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ** سن لو کان کھول کر اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے میرے بندے! تو میرا بن جا میں تیرا بن جاؤں گا، تو مجھ سے ڈر، ساری مخلوق کو تجھ سے ڈراؤں گا، اے میرے بندے! تو مجھ سے محبت کر مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ساری دنیا والوں کے دلوں میں تیری محبت ڈال دوں گا۔ **مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ** جو اللہ کا ہو گیا اللہ اس کا ہو گیا۔

اللہ بندوں پر بڑے مہربان

میرے بھائیو! انسان اللہ کی کتنی نافرمانیاں کرتا ہے، کتنے گناہ کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نظر انداز کر دیتے ہیں اس کی پکڑ نہیں فرماتے، اگر پکڑ کرنے پر آجائیں تو کوئی بھی زمین پر باقی نہ بچے **وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى** اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کی گرفت کریں ان کے ظلم کی وجہ سے تو زمین پر کسی چلنے والے کو نہ چھوڑیں گے لیکن اللہ تعالیٰ ایک متعینہ مدت کے لئے مہلت دیتے ہیں اللہ تعالیٰ بڑے رحیم و کریم ہیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ بندہ گناہ کر رہا ہے لیکن اپنی ستاری کا معاملہ کرتے ہوئے اس کی پردہ پوشی فرماتے ہیں اور ماں کی تھوڑی سی نافرمانی ہو جائے ، ماں بھی ستاتی ہے، کوستی ہے، باپ کی نافرمانی کی جائے گھر سے نکال دے گا، بھائیوں کی نافرمانی کر دے اور ناراضگی ہو جائے تو بھائی قطع تعلق کر لیتے ہیں، پڑوسیوں اور رشتہ داروں سے ان بن ہو گئی ہو تو ان کو منایا جاتا ہے، بھائی اکیلے کیسے رہیں گے لیکن اللہ کے دربار میں اگر کوئی گناہوں کا گٹھر لے کر آئے، آسمان و زمین کے برابر گناہ کر کے آئے اور اللہ سے توبہ و استغفار کرے تب بھی اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما دیں گے، شرابی کبابی، جواری، دھوکے باز، بے نمازی اور نہ معلوم کتنے گناہوں کا ارتکاب کئے ہوئے ہے اب بوڑھا ہو گیا، خیال آیا کہ اب اللہ تعالیٰ سے توبہ کر لیں، گھر سے مسجد کی طرف چلا ہے اللہ فرماتے ہیں کہ ابھی مسجد میں آنے نہیں پاتا کہ میں اس کے دل میں وہ چیز پیدا کر دیتا ہوں جو ایک سچے مومن کے قلب میں ہوا کرتی ہے یعنی عاجزی اور انکساری، جب عاجزی اور انکساری کے ساتھ اللہ کے دربار میں آ گیا تو اللہ نے قبول کر لیا، اسی (۸۰) سال کا بوڑھا زندگی بھر گناہ کا ارتکاب ہی کرتا رہا ہے کوئی نیک کام

نہیں کیا، بستر پر پڑا ہوا ہے سچے دل سے یہ خیال کرتا ہے اور کہتا ہے یا اللہ میں نے بڑی نافرمانی کی، تجھے یاد نہیں کیا، اسی غم اور افسوس کی وجہ سے آنسو اس کی آنکھ کے کونے میں جمع ہوگئے کچھ نکلا بھی نہیں اور اسی حالت میں اس کا انتقال ہوگیا اللہ کی ذات کتنی رحیم وکریم ہے فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ میرا محبوب بندہ ہیرا لے کر آرہا ہے اس کو میرے دربار میں پیش کرو، فرشتہ آکر دیکھتا ہے سارا دل سیاہ، اعمال کا دفتر پورا سیاہ، کوئی نیکی نظر نہیں آرہی ہے دیکھ دیکھ کر فرشتہ مجبور ہورہا ہے کیا کیا جائے؟ عرض کرتا ہے الٰہ العالمین! سب کچھ دیکھ لیا کوئی نیکی نظر نہیں آرہی ہے ہاں اس کی آنکھ کے کونے میں ایک قطرہ نظر آرہا ہے اور کچھ بھی نہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے کا وہی تو ہیرا ہے جو مرنے سے پہلے نکلا تھا، میں نے اسی پر اس کی بخشش کردی تھی۔ انسان ناراض ہوجائے تو کہتا ہے کہ تیری صورت نہیں دیکھوں گا، عمر بھر تجھ سے بات نہیں کروں گا لیکن اللہ تعالیٰ بندوں کو پکارتے ہیں کہ آجاؤ میرے بندو! اور اسی رات میں اللہ تعالیٰ بے انتہا کرم وبخشش فرماتے ہیں۔

اللہ کافر اور ظالم کی دعا بھی سنتا ہے

فرعون اپنے آپ کو خدا کہلواتا تھا اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی میں تمہارا سب سے بڑا پروردگار ہوں۔ جو اس کی ربوبیت اور خدائی کا اقرار نہیں کرتا تھا اس کو قتل کرڈالتا تھا اور سخت سے سخت سزائیں دیا کرتا تھا وَفِرْعَوْنَ ذِی الْاَوْتَادِ فرعون میخیں اور کیلیں جسموں میں ٹھونک دیا کرتا تھا یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَ کُمْ وَیَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَ کُمْ بنی اسرائیل میں جو لڑکے پیدا ہوتے تھے ان کو ذبح کردیا کرتا تھا اور جو لڑکیاں ہوتیں ان کو زندہ رکھتا تھا۔ تاکہ ان سے کام کاج لے اور باندی بنا کر رکھے، ایک مرتبہ اس کی قوم نے اس سے کہا کہ آپ تو خدا اور معبود ہیں بارش برسا دیجئے، قحط پڑا ہوا ہے بارش

کی سخت ضرورت ہے، فرعون نے رات کے وقت میں جب دیکھا کہ پورا شہر سو رہا ہے تو گھوڑے پر سوار ہوا اور سرپٹ دوڑتا ہوا جنگل کی طرف گیا اور ایک سنسان پہاڑ کے اوپر چڑھ گیا اور اپنے تاج کو پھینک دیا اور کہا الٰہ العالمین! میرے جیسے ہزار فرعون بھی پیدا ہوجائیں تو بھی تیری خدائی میں کوئی کمی آنے والی نہیں ہے اے اللہ! مخلوق سخت پریشان ہے بارش برسا دے۔ ابھی فرعون نیچے بھی نہیں اترا تھا کہ بارش ہوگئی لوگ خوش ہوگئے کہ فرعون نے بارش برسادی حالانکہ بارش برسانے والی ذات اللہ وحدہ لاشریک لہ کی ہے۔

اللہ کی ذات بڑی مستغنی ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام اولوالعزم پیغمبر ہیں، عجیب وغریب سوالات کیا کرتے تھے، علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ سوال کیا الٰہ العالمین اگر یہ ساری کائنات آپ کی نافرمان ہوجائے، یہ فرشتے جو آپ کے تابع ہیں نافرمان ہوجائیں، جنات جن کو آپ نے انسانوں سے دس ہزار گنا زیادہ پیدا کیا یہ نافرمان ہوجائیں، یہ زمین وآسمان، چاند سورج، ستارے آپ کے نافرمان ہوجائیں، سمندر اور دریا جو بہہ رہے ہیں سب کے سب نافرمان ہوجائیں تو آپ کیا کریں گے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! اگر کائنات کا ذرہ ذرہ ہمارا مخالف ہوجائے اور ہمارا نافرمان ہوجائے تو بھی ہماری وحدانیت میں کوئی فرق نہیں پڑے گا اور ہمارے خزانے میں ایک عجیب وغریب مخلوق ہے میں اس کو حکم دوں گا وہ خزانے سے باہر آئے گی اور کائنات میں جو کچھ ہے وہ ایک لقمہ میں کھا کر صفا چٹ کرجائے گی اللہ اکبر۔ اور یہ چھوٹا سا کمزور انسان اللہ کی نافرمانی کرے اور دوسروں کی فرماں برداری کرے، اللہ سے ڈرنا چاہئے جس نے اللہ تعالیٰ سے خوف کیا اللہ تعالیٰ اسے اپنے

دامن رحمت میں لے لیں گے، چھوٹا بچہ ہوتا ہے ماں اسے مارتی ہے لیکن پھر بھی وہ ماں سے چمٹا رہتا ہے اس لئے کہ وہ سمجھتا ہے کہ ماں کے علاوہ کوئی اور جائے پناہ نہیں ہے اسی طرح ہمارے اندر بھی یہ احساس پیدا ہونا چاہئے کہ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کہیں اور جائے پناہ نہیں ہے۔

کسی کو اللہ کی ذات سے مایوس نہیں ہونا چاہئے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رات میں چلے جارہے تھے کہ ایک عورت اپنے گھر سے نکل کر کہتی ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! ذرا میری بات بھی سنتے جاؤ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہو کیا کہنا ہے؟ کہا کہ میں نے سو مرتبہ زنا کیا ہے کیا میری مغفرت ہوسکتی ہے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں، اب یہ عورت روتی پھر رہی ہے کہ ہائے میری مغفرت نہیں ہوگی تو کیا ہوگا؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اونچے درجے کے صحابی ہیں مگر انھیں احساس ہوتا ہے کہ میں نے غلطی کی پھر آپ ﷺ کے دربار میں تشریف لے جاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ! رات میں ایک عورت نے مجھ سے سوال کیا اور میں نے اس کو ایسا جواب دیدیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تو بھی ہلاک ہوا اور اس عورت کو بھی ہلاک کردیا، عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اب میں کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اس عورت کو بتادو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کردیں گے، اب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس عورت کی تلاش میں نکلے وہ عورت نہیں مل رہی ہے، یہ پریشان پریشان پھر رہے ہیں شام کو وہ عورت ملی کہنے لگے کہ اے بہن! ذرا ٹھہرو ایک بات بتادوں، اس عورت نے سوچا کہ اور کوئی بڑی مصیبت آنے والی ہے، کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں نہیں سنتی، کہا کہ سنو تو سہی خدا کی قسم اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ سو مرتبہ زنا کرکے بھی اگر سچی توبہ کرتی

ہے تو بھی اللہ معاف کردیتے ہیں۔ اللہ اکبر اللہ کی ذات کتنی کریم ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو نیک بنائے۔ آمین!

امت محمدیہ کی خصوصیت

بہر حال یہ رات بڑی ہی برکتوں والی ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر اس رات کا ذکر کیا ہے اور قرآن کریم کا نزول بھی اللہ تعالیٰ نے شب قدر ہی میں کیا اور پوری ایک سورت شب قدر کے تعلق سے نازل فرمائی إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ہم نے قرآن کریم شب قدر میں نازل فرمایا اور آپ کو کیا معلوم کہ شب قدر کیا چیز ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے۔ تَنَزَّلُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ وَٱلرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ سَلَٰمٌ هِىَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ ٱلْفَجْرِ فرشتے اور جبرئیل امین اس رات میں اپنے رب کے حکم سے ہر امر خیر کو لے کر اترتے ہیں، وہ سراپا سلام ہے اور شب قدر طلوع فجر تک رہتی ہے۔ اس سورت کا شان نزول یہ بیان کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر فرمایا جس نے ایک ہزار مہینے تک مسلسل راہ خدا میں جہاد کیا اور کبھی اس نے ہتھیار نہیں اتارے، صحابہ کرام کو بڑا تعجب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ قدر نازل فرمائی۔ سدرۃ المنتہیٰ جو آسمان پر ایک بیری کا درخت ہے اور ساتوں آسمانوں تک اس کی شاخیں پھیلی ہوئی ہیں اس کی ہر ہر شاخ اور ہر ہر پتہ پر فرشتے ہیں اللہ ہی کو معلوم ہے کہ کتنے فرشتے ہیں، ان فرشتوں کو ملائکۃ القدر کہا جاتا ہے یعنی شب قدر والے فرشتے، جب شب قدر آتی ہے تو یہ فرشتے زمین پر پھیل جاتے ہیں اور جو آدمی نماز، ذکر، دعا وغیرہ میں مشغول ہوتا ہے تو جبرئیل امین اور تمام فرشتے اس آدمی سے مصافحہ کرتے ہیں، اب یہ کیسے معلوم ہو کہ فرشتے ہم سے

مصافحہ کر رہے ہیں تو اس کی علامت یہ ہے کہ اگر اللہ کا خوف پیدا ہوا، رونگٹے کھڑے ہو گئے، عبادتوں میں دل لگا تو سمجھ لو کہ جبرئیل نے اس سے مصافحہ کیا ہے، اس رات میں بکثرت اللہ کی عبادت اور ذکر و دعا کرنی چاہیے، ہماری دعاؤں پر فرشتے آمین کہیں گے، سال بھر تو سو کر گنوا ہی دیتے ہیں کم از کم ایک رات تو اللہ کی عبادت میں گذار دیں، اس لئے کہ پتہ نہیں آئندہ سال یہ نورانی رات ملے گی کہ نہیں، سورج کے غروب ہونے سے لے کر طلوع فجر تک انوار و برکات کا نزول ہوتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا فضل و کرم ہے امت محمدیہ پر کہ اس کو ایک ایسی رات مرحمت فرمائی جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے اور کسی بھی امت کو ایسی رات نصیب نہیں ہوئی کہ ایک رات عبادت کر لے تو اس کو ایک ہزار مہینے سے زیادہ عبادت کرنے کا ثواب ملے، اور کتنا زیادہ یہ اللہ ہی کو معلوم ہے۔

اس رات بکثرت دعا کریں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا یا رسول اللہ اگر ہم کو پتہ چل جائے کہ یہی رات شب قدر ہے تو کون سی دعا کریں تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا **اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ** اے اللہ! تو بہت معاف کرنے والا ہے اور معافی کو پسند کرتا ہے تو مجھے بھی معاف فرمادے۔ بڑی مختصر اور جامع دعا ہے ہر شخص کو یہ دعا یاد ہونی چاہیے اور اس رات میں بکثرت یہ دعا کرنی چاہیے، بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے قتل کئے تھے، پھر اسے فکر لاحق ہوئی کہ میں نے بہت بڑا گناہ کیا تو ایک شخص سے معلوم کیا کہ میری توبہ قبول ہو سکتی ہے میں نے ننانوے قتل کئے ہیں؟ تو اس آدمی نے کہا کہ تیری توبہ قبول نہیں ہو سکتی ہے تو اس نے تلوار نکالی اور اس کی بھی گردن اڑا دی کہ جب میری توبہ قبول نہیں ہو سکتی ہے تو تجھے زندہ کیوں

رکھوں، پھر کسی دوسرے سے معلوم کیا تو اس نے کہا کہ فلاں بستی میں ایک بڑے عالم رہتے ہیں ان کے پاس چلا جا، وہ شخص چل پڑا، ابھی چند ہی قدم چلا تھا کہ اس کی موت کا وقت آ گیا، رحمت کے اور عذاب کے فرشتے آ گئے اور دونوں میں بحث ہونے لگی، رحمت کے فرشتے نے کہا کہ میں روح لے کر جاؤں گا کیونکہ توبہ کے لئے یہ جا رہا تھا اور عذاب کے فرشتے نے کہا کہ میں روح لے کر جاؤں گا کیونکہ اس نے سو قتل کئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زمین ناپی جائے اگر وہ بستی قریب ہے جہاں سے چلا تھا تو عذاب کا فرشتہ روح نکالے گا اور اگر وہ جگہ قریب ہے جہاں یہ توبہ کرنے کے لئے جا رہا تھا تو رحمت کا فرشتہ روح نکالے گا، اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ سکڑ جا! جب زمین ناپی گئی تو اس کا فاصلہ تھوڑا کم تھا جہاں یہ جا رہا تھا حالانکہ ابھی چند ہی قدم چلا تھا تو رحمت کا فرشتہ روح نکال کر لے گیا۔ کسی نے سچ کہا۔؎

رحمت خدا بہانہ می جوید

کہ اللہ کی رحمت بہانہ ڈھونڈتی ہے اس لئے دوستو! اس رات میں اللہ سے رو روکر اور گڑگڑا کر اپنے گناہوں سے معافی مانگیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توبہ کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

قرآن محفوظ کردیا گیا

اس میں تحریف ناممکن ہے

مجلس نمبر (۱۱)

مجلس مبارک ۶ ر رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ، مطابق ۲۸ راگست ۲۰۰۹ء بعد نماز جمعہ

بحمداللہ تعالیٰ۔ آج کی مجلس میں مدراس اور دہلی سے متعلقین حضرات حاضر خدمت تھے۔ ان سے حضرت والا نے خیر وعافیت دریافت کی۔ مختصر ملاقات کے بعد ذکر بالجہر اور اجتماعی دعا کے بعد حضرت والا سے سائل نے دریافت کیا کہ کچھ شر پسندوں کی طرف سے قرآن مجید پر اعتراضات کا آج کل اخبارات میں تذکرہ ہے اور مطالبہ ہے کہ چند آیات کو نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ قرآن مجید سے نکال دیا جائے۔ جواب میں حبیب الامت عمت فیوضھم نے ارشاد فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. الٓمّٓ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَارَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ وَقَالَ سُبْحٰنَہٗ تَعَالٰی اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

بزرگان محترم نوجوانان اسلام! اللہ تعالیٰ کا بے انتہا کرم واحسان ہے کہ اس نے ہم سب کو نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا فرمایا اور سب سے معزز ومحترم کتاب قرآن کریم ہم کو عنایت فرمایا جس طرح ہمارے نبی خاتم الانبیاء ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی دوسرا نبی اور رسول نئی شریعت لے کر نہیں آئے گا اسی طرح ہماری کتاب قرآن کریم خاتم الکتب ہے اب آسمان سے کوئی کتاب لوگوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے نہیں آئے گی، کیونکہ ہدایت ورہنمائی حاصل کرنے کیلئے ہمارے لئے قرآن کریم اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کافی ہے، حجۃ الوداع کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرمایا: اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کردی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔ یہ اعلان کسی فلاسفر، کسی دانشور، کسی درویش، کسی عالم حتیٰ کہ کسی نبی کا بھی نہیں بلکہ اس خالق کائنات اور مالک ارض وسما کا ہے جس کے قبضہ قدرت میں کائنات کا ذرہ ذرہ ہے جس کے حکم ارشاد اور اجازت کے بغیر کوئی پتہ بھی اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرسکتا، قرآن کریم وہ مقدس کتاب ہے جو تمام آسمانی کتابوں میں سب سے افضل واعلیٰ مقام رکھتی ہے۔

اعتصام بالکتاب والسنة

حبیب الامت حفظہ اللہ نے حاضرین سے فرمایا غور سے سنیں: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تَرَکْتُ فِیْکُمْ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَ مَاتَمَسَّکْتُمْ بِمَا کِتَابُ اللّٰہِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِہٖ میں نے دو چیزیں تمہارے درمیان چھوڑی ہیں تم جب تک ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہو گے کبھی گمراہ نہ ہوگے، وہ ہیں کتاب اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کی سنت۔ رہتی دنیا تک کیلئے کتاب اللہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی راستہ ہمارے

لئے راہ عمل ہوگا، اس کے علاوہ کسی اور چیز میں ہمارے لئے نجات اور کامیابی نہیں مل سکتی، ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو اور وقت کے امیر کی اطاعت کرو۔ اللہ کی اطاعت کا مطلب اللہ کے احکام جو قرآن کی شکل میں اور ہمارے نبی اکرم ﷺ کے ارشادات وفرمودات کی شکل میں احادیث نبویہ میں موجود ہیں اور اطاعت رسول کا مطلب یہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے جس چیز کا حکم دیا اور عمل کرکے دکھا دیا اسی کی پیروی کی جائے اور وقت کے امیر سے حکام بھی مراد ہیں اور علماء امت بھی ان کی پیروی بھی لازم اور ضروری ہے، کیونکہ آپ علیہ السلام آج دنیا میں نہیں رہے تو علماء ہی آپ کے نائب اور خلفاء اور آپ علیہ السلام کے جانشین ہیں اسلئے ان کی اطاعت وفرماں برداری لازم اور ضروری قرار دی گئی کیونکہ علماء ہی صحیح طور پر دین کو سمجھ سکتے ہیں اور اس کو امت تک پہنچا سکتے ہیں، قرآن وحدیث کا سمجھنا ہر ایک کیلئے آسان نہیں ہے اسی لئے رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا مَنۡ قَالَ فِی الۡقُرۡاٰنِ بِرَاۡیِہٖ فَاَصَابَ فَقَدۡ اَخۡطَاَ جس نے اپنی رائے سے قرآن میں کوئی بات کہی اور سچ کہی تو بھی اس نے غلطی کی۔

قرآن کے ساتھ ہمارا رویہ

حضرت والا نے نہایت افسوس کے ساتھ فرمایا: ہمیں قرآن کریم کو بہت غور سے پڑھنے کی ضرورت ہے اس میں زندگی کے سارے مسائل کا حل ہے مگر افسوس ہے کہ ہم نے اسے پس پشت ڈال دیا ہے اگر بہت زیادہ شوق وجذبہ پیدا ہوگیا تو اس کی سرسری تلاوت ہی کو کافی سمجھ لیا، شاذ ونادر ہی لوگ غور وفکر کرکے قرآن مجید پڑھتے ہوں گے، اس طرح حقیقت میں ہم لوگ قرآن کریم کے اصل مغز سے محروم رہتے ہیں، اس کا یہ مطلب نہیں کہ الفاظ قرآن کا پڑھنا بے سود ہے اس میں کوئی ثواب نہیں

بلکہ قرآن کو دیکھنا اور سننا بھی ثواب سے خالی نہیں، اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ قرآن کریم کو بغیر سمجھے پڑھنا بے کار ہے اور طوطے کی طرح رٹ لینے سے کوئی فائدہ نہیں تو یہ شخص بددین اور جاہل ہے، قرآن کریم کا ایک ایک حرف پڑھنے پر ایک نیکی اور ایک نیکی کو دس گنا کرکے دیا جائے گا مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِہَا جو ایک نیکی لے کر آئے گا تو اس کیلئے دس نیکی ملے گی۔ تو گویا ایک حرف پڑھنے پر دس نیکی ملی، نیز اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے تو الٓمّٓ پڑھنے سے تیس نیکیاں اسکے نامۂ اعمال میں لکھی گئیں لیکن یہ بہت بڑا المیہ ہمارے لئے ہے کہ ہم قرآن کریم کو سمجھ کر پڑھنے کی کوشش نہیں کرتے، عوام تو عوام علماء اور خواص بھی اس طرف کم ہی توجہ دیتے ہیں، ہم قرآن کریم کو آج تعویذ اور گنڈوں کیلئے سمجھتے ہیں، جزدان میں لپیٹ کر اسکو طاقوں میں سجا کر رکھ دیا جاتا ہے، جب کسی کا انتقال ہوتا ہے یا گھر کا افتتاح کرتے ہیں تو چند لوگوں کو بلا کر قرآن کی تلاوت کرا لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس جرم عظیم کو معاف فرمائے اور پوری امت کو قرآن سمجھ کر پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

صحابہ کرام کا قرآن کریم سے شغف

ارشاد فرمایا: صحابہ کرام صاحب لسان تھے عربی ان کی مادری زبان تھی لیکن پھر بھی قرآن کریم میں کہیں اشکال ہوتا تو کسی دوسرے صحابی سے اس کو حل کرلیا کرتے اور اگر وہاں سے بھی حل نہ ہوتا تو دربار نبوی میں حاضر ہوکر آپ علیہ السلام سے اس کو حل کرلیتے، راتوں رات قرآن کریم پڑھتے پڑھتے گذار دیتے، ایک ایک آیت پڑھ کر روتے اور ہچکیاں بندھ جاتی تھیں، غالباً حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے یہاں اشعار گنگناتے ہوئے آئے، امیر

معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی بڑی خاطر ومدارت کی، ان کی اہلیہ نے کہا کہ آپ ایسے شخص کی عزت کرتے ہیں جو گاتا ہے، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خاموش رہے اور کوئی جواب نہیں دیا، سو گئے رات میں نیند کھلی، دیکھا کہ کوئی شخص بڑے درد بھرے لہجے میں قرآن کریم پڑھ رہا ہے تو انھوں نے اٹھ کر دیکھا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں کہ نیت باندھ کر قرآن مجید کی تلاوت کر رہے ہیں اور آنکھوں سے آنسو رواں ہیں، انھوں نے اپنی بیوی کو جگایا کہ اٹھ کر دیکھو یہ نوجوان کس درد اور سوز کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہے، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی بھی قرآن کریم کی تلاوت سن کر رونے لگے۔

صحابہ کرام کو قرآن کریم سے بڑا ہی شغف تھا، ایک بزرگ گذرے ہیں کئی کتابوں میں ان کا تذکرہ آتا ہے، جب ان کا انتقال ہونے لگا تو ان کی ہمشیرہ بغل میں بیٹھی رو رہی تھیں تو انھوں نے کہا بہن! تم کیوں رو رہی ہو؟ انھوں نے کہا تمہارے بھائی نے (گھر کے کونے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) اس جگہ اٹھارہ ہزار قرآن ختم کیے ہیں، اگر اللہ نے چاہا تو مرتے ہی جنت میں جگہ مل جائے گی۔ آپ اندازہ لگائیے کتنی نیکیاں ان کے نامۂ اعمال میں جمع ہوگئی ہوں گی؟

مٹ نہیں سکتا کسی آندھی سے

حاضرین سے فرمایا: دوستو! ہماری غفلت وکوتاہی اور سستی سے قرآن کریم پر کوئی اثر نہیں پڑے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود لے لی ہے اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ ہم نے ہی قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ جتنی بھی کتابیں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائیں کسی بھی کتاب کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے نہیں لی بلکہ اس کتاب کے ماننے والوں کے سپرد اس کی حفاظت کا ذمہ کر دیا جب تک اس قوم نے اس کتاب کی حفاظت کی

جب تک اللہ تعالیٰ کو محفوظ رکھنا منظور تھا، وہ کتاب تحریف اور تبدیلی سے محفوظ رہی مگر جب اس قوم نے اپنی ذمہ داری کو نہیں نبھایا تو وہ کتاب کھلونا بن کر رہ گئی اور اس میں طرح طرح کی تبدیلی وتحریف ہوگئی لیکن قرآن کریم ایسی کتاب ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری خود صاحب کتاب نے لے رکھی ہے، اگر پوری دنیا کے انسان اور جنات مل کر بھی اس میں کچھ ردو بدل کرنا چاہیں تو بھی نہیں کر سکتے، اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذریعہ خود انسانوں ہی کو بنایا، ایک ہندوستانی بچہ جس کو اپنی مادری زبان میں چند صفحات کا ایک مختصر سا رسالہ یاد نہیں ہو سکتا مگر سیکڑوں متشابہات سے بھرا ہوا اتنا ضخیم قرآن کریم بلا کم وکاست مکمل حفظ کر لیتا ہے اور بڑے سے بڑے مجمع میں فرفر سناتا چلا جاتا ہے اور لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں حفاظ آج دنیا میں موجود ہیں، قرآن کو نیست ونابود کرنے کی ہزاروں کوششیں کرنے والے خود ٹوٹ گئے اور قرآن کریم اسی شان بان کے ساتھ آج بھی موجود ہے اور مردہ قلوب کو تازگی اور روح کو حیات نو بخشتا ہے، ابھی چند سالوں پہلے جو ڈنمارک میں واقعہ پیش آیا اور محسن انسانیت ﷺ کے ساتھ گستاخی کی گئی اور آپ علیہ السلام کا کارٹون چھاپا گیا اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کو جلا کر خاک کر دیا، رات کو سویا گھر میں آگ لگی اور پورے ساز وسامان کے ساتھ وہ جل گیا، قرآن کریم اور رسول اکرم ﷺ کے ساتھ گستاخی کرنے والے کا انجام کبھی اچھا نہیں ہوتا۔

ستاون ہزار علماء کو تختہ دار پر لٹکا دیا گیا

ارشاد فرمایا: تاریخ میں مختلف دور آئے ہیں جب ہندوستان پر انگریزوں کی حکومت قائم ہوگئی تو وائسرائے برطانیہ نے پوچھا کہ بتاؤ تمہاری حکومت ہندوستان پر کیسے قائم رہ سکتی ہے؟ تو اس نے کہا کہ مسلمانوں کے دلوں سے جذبۂ جہاد کو ختم کر دیا جائے اور اس کیلئے سب سے پہلے علماء اور قرآن ختم کر دیا جائے چنانچہ ستاون ہزار

علماء کرام کو تختہ دار پر لٹکا دیا گیا اور تین لاکھ قرآن کریم کے نسخے جلائے گئے، جب تاتاریوں نے بغداد پر حملہ کیا اور وہاں کی اینٹ سے اینٹ بجادی، کتابوں میں آتا ہے کہ دجلہ کا پانی کبھی خون سے سرخ ہوتا کبھی روشنائی سے کالا ہوتا، دینی کتابوں کے پل بنائے گئے اور بہت دنوں تک بطور روشنائی دجلہ کا پانی استعمال کرتے رہے لیکن ان سب حوادثات کی وجہ سے قرآن کریم پر کچھ اثر نہیں پڑا اسکی قبولیت آج بھی اسی طرح ہے قیامت تک رہے گی۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ دشمنانِ اسلام یہ جانتے ہیں کہ اللہ کا نور پھونک سے بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو مکمل کئے بغیر نہیں رہیں گے اگرچہ کافروں کی ناک بھنو چڑھے۔

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی وہ ابھرے گا جتنا کہ دباؤ گے

قرآن کی بے حرمتی کا عبرت آمیز واقعہ

۱۹۷۷ء میں ایران میں ایک عجیب وغریب واقعہ پیش آیا اور یہ اس زمانے کا واقعہ ہے جب کہ ایران کا امریکہ اور اسرائیل سے اچھا تعلق تھا، ہوا یہ کہ ایران کے فوجیوں نے شراب کی پارٹی کی جس میں بلاتفریق مذہب وملت یہودی، عیسائی وغیرہ کو بھی کثیر تعداد میں شریک کیا، سب سے پہلے شراب پی پھر قرآن کریم لایا گیا اور نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ٹیلس پر قرآن کریم کے اوراق بچھائے گئے پھر اس کے اوپر ڈانس ناچ گانے کا مذموم اور گندہ عمل شروع ہوا، وہاں پر ایک

مسلمان جنرل بھی موجود تھا اس نے جب یہ دیکھا تو اس کا دل تڑپ اٹھا اور اس نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے یہاں اللہ کا عذاب نازل ہونے والا ہے، اس نے دور جانے کی ٹھان لی، چنانچہ اپنی کار پر سوار ہوا اور تیزی کے ساتھ مسلسل کار ایک گھنٹہ تک چلاتا رہا، ابھی ڈانس چل ہی رہا تھا کہ اللہ کا عذاب زلزلہ کی شکل میں آیا اور کم وبیش نوے کلومیٹر میں کوئی صحیح سالم مکان بھی باقی نہیں رہا صرف دو تین مسجدیں باقی رہ گئی تھیں، فوجیوں کے بڑے بڑے کوارٹرس تھے وہ سب آن واحد میں زمین کا لقمہ بن گئے اللہ تعالیٰ بڑے رحیم وکریم ہیں، اگر ہر ایک جرم پر گرفت فرمائیں تو کوئی بھی انسان زمین پر زندہ نہ بچے البتہ کبھی کبھی بطور نمونہ کے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا کرشمہ دکھاتے رہتے ہیں تاکہ لوگ ہوش میں آجائیں اور اللہ کی نافرمانیوں سے باز آئیں، تاریخ میں ایسے واقعات مذکور ہیں کہ بے حرمتی کرنے والوں کا انجام اچھا نہیں ہوا، ایک مومن کے لئے ایسے واقعات میں بڑی عبرت اور نصیحت ہے ہم کو قرآن کریم کی تلاوت کا معمول بنالینا چاہئے اور کوئی دن ایسا نہ ہو کہ ہم تلاوت سے محروم رہیں۔

صحابیات کو قرآن سے گہرا شغف تھا

اپنے نوجوانوں کو متوجہ کر کے فرمایا:

لیکن دوستو! اس میں ہمارے لئے عبرت کا سامان یہ ہے کہ کون سا گھر ہمارے یہاں ایسا ہے جس میں پورے گھر والے مل کر رمضان میں ایک قرآن کریم ختم کرتے ہوں؟ میں سمجھتا ہوں کہ بہت مشکل ہے، شاید ہی کوئی گھر ایسا ہو جس میں گھر کا ہر آدمی پابندی کے ساتھ کم از کم رمضان میں پورا قرآن پڑھے، قرآن تو پڑھنے والے بہت ہیں لیکن پورا قرآن شاید ہی گھر میں کوئی پڑھے، ایسے گھر آپ کو بہت ہی کم ملیں گے اور نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں سب سے زیادہ شغف قرآن مجید سے تھا، آپ

احادیث اٹھا کر دیکھیں صحابیات نے اپنے گھروں میں مدرسے قائم کر لئے تھے، اس وقت میں تفصیل میں جانے کا موقع نہیں میں آپ سے عرض کروں ایسی بے شمار صحابیات ہیں جنہوں نے صرف کھانے پکانے کے علاوہ کپڑے دھونے کے علاوہ گھر کے کام کاج سے فارغ ہو کر جتنا وقت چوبیس گھنٹے میں ان کو ملتا سارا وقت قرآن کریم سیکھنے اور سکھانے میں لگاتی تھیں خصوصاً حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا محدث کبیرہ ہیں انہوں نے نبی کریم ﷺ کی احادیث اور قرآن کو سمجھنے اور پڑھنے پڑھانے کا پورا پورا وقت امت کو دیا ہے، بڑے بڑے صحابہ آتے اور پردے کے ساتھ آپ سے مسائل معلوم کرتے، قرآن مجید کی تفسیر اور اس کے بیان اور مطالب معلوم کرتے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پورے دن قرآن کریم کی خدمت میں لگی رہتیں، ایسے ایک دو نہیں بلکہ ہزاروں واقعات ہیں، آج ہمارے پاس ہر چیز کے لئے وقت ہے لیکن قرآن کریم کو پڑھنے کے لئے وقت نہیں، رمضان میں تھوڑا سا اہتمام ہوا اور جب رمضان چلا گیا تو قرآن مجید کو بھی بہت احتیاط کے ساتھ اوپر رکھ دیا گیا تاکہ وہ ہاتھ میں بھی نہ آئے، آج رمضان کا آخری دن ہے اللہ تعالیٰ کا اس امت پر بڑا کرم اور احسان خصوصاً شہر بنگلور والوں پر کہ آج اللہ نے جمعہ کے دن کا بھی روزہ عطا فرمایا۔

آپ نے زور دے کر فرمایا:

اگر کوئی آدمی روزہ چھوڑ دے جان بوجھ کر بلا شرعی عذر کے تو علماء فرماتے ہیں کہ ساری عمر بھی اگر اس کے روزے رکھتا رہے اتنا ثواب اس کو کبھی نہیں ملے گا، اتنی اہمیت ہے پھر جمعہ کا دن اور اس کے اوپر جمعہ کی نماز اور پھر جمعہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک ساعت ایسی بھی رکھی ہے جس میں دعائیں قبول ہوتی ہیں، بے شمار فضائل ہیں بہر حال اللہ تعالیٰ نے یہ جمعہ عطا فرمایا آج آخری دن ہے۔

اپنے گھر والوں کو پابند شرع بنائیں

آج ہمیں اس بات کا عہد کرنا چاہئے اور ارادہ کرنا چاہئے کہ جس طرح سے رمضان میں ہم نے پابندی سے قرآن مجید پڑھا ہے پابندی سے ہم نے اللہ کو یاد کیا ہے، پانچ وقت کی نماز ہم نے پابندی سے پڑھی اور مسجد کو آباد کیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے رمضان تک اپنے گیارہ مہینے بھی اسی پابندی کے ساتھ گذارنے کا پورا عزم کریں گے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

خصوصاً اپنے گھر کی عورتوں کو دیندار بنائیں ہم ان کے لئے کتنی محنتیں کرتے ہیں مرد حضرات باہر نکل کر کماتے ہیں، بارش میں، دھوپ میں، بیماری میں، کرفیو لگ گیا ہے پولیس کا یا کچھ اور دنگا اور فساد ہو گیا اس کے باوجود بھی کاروبار میں لگے رہتے ہیں اپنی جان کو جوکھوں اور خطرے میں ڈال کر پیسہ کماتے ہیں اور گھر کی مستورات کی کفالت کرتے ہیں ان کے لئے بہتر سے بہتر لباس کا انتظام کرتے ہیں، زیورات کا انتظام کرتے ہیں، گھر میں کھانے پینے اور رہائش کا انتظام کرتے ہیں اتنے سارے انتظامات لیکن دوستو! افسوس کی بات یہ ہے کہ ہم کبھی اپنی عورتوں کو، بیوی کو، بیٹی کو، اپنی بہن کو، اپنی اماں کو یہ نہیں کہتے کہ لو اماں جان! آپ بھی یہ حدیث سن لو، لو اماں جان آپ بھی یہ قرآن کی ایک دو آیت سن لو، اس کا ترجمہ سن لو، بیوی کو ستر (۷۰) حکم دیتے رہتے ہیں صبح سے شام تک لیکن دوستو! قرآن کریم پڑھنے کا حکم نہیں دیتے، نماز پڑھنے کا کبھی ہم حکم نہیں دیتے، ہم کیسے گوارہ کر لیتے ہیں کہ ہماری بیوی بے نمازی ہو، ہماری بہن بے نمازی ہو، ہماری بیٹی بے نمازی ہو، ہماری ماں بے نمازی ہو، ہم کو یہ کیسے گوارہ ہو سکتا ہے؟ ہم کو اسی وقت گوارہ ہو سکتا ہے جب کہ ہمیں دین سے محبت نہ ہو، اگر دین سے محبت ہے تو ہم سب مردوں پر لازم ہے چاہے وہ بیٹا ہو، بھائی ہو،

باپ ہو، کوئی بھی ہوسب پر یہ واجب ہے کہ اپنے گھر کی عورتوں کونمازوں کا پابند بنائیں اورقرآن مجید کی تلاوت کرنے والا بنائیں، اسی کے ساتھ ساتھ فواحشات سے ،منکرات سے ، جھوٹ سے، غیبت سے اور ہراس کام سے جو گناہوں کے ہیں ان سے روکنا مردوں کی ذمہ داری ہے۔

مسئلہ

ایک مسئلہ عرض کر کے بات کوختم کرتا ہوں۔امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک پر ہم سب لوگ عمل کرتے ہیں، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بے نمازی عورت کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھانا مکروہ ہے یعنی اگر گھر کی کوئی عورت ایسی ہے جونماز نہیں پڑھتی، اس کے ہاتھ کا پکاہوا کھانا تیار کیا ہوا کھانا مکروہ بتایا جارہا ہے یعنی کراہیت ہے، فرشتے اس کو پسند نہیں کرتے ،اللہ اور اس کے رسول اس کو پسند نہیں کرتے۔

دوستو! ہمیں غیرت آنی چاہیے، ہم کہاں تھے اور کہاں پہنچ گئے۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہوکر اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر

اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ کتاب ہم نے بیکار نازل نہیں کی ہے بلاوجہ نازل نہیں کی هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ اس میں اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے ہدایت ہے جو اللہ سے ڈرنے والا ہے اس کے لئے قرآن کریم میں ہدایت ہے اور جو ڈرنے والا نہیں وہ ظاہر بات ہے شیطان کے راستے پر چلنے والا ہے، اللہ اور اس کے رسول کی پرواہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کوقرآن مجید کو پڑھنے پڑھانے اور اس سے محبت رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں اور اس پر عمل کرنے کی بھی توفیق بخشیں۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

قبلۂ اوّل بیت المقدس کی صورت حال

مجلس نمبر (۱۲)

مجلس مبارک ۱۳؍رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ، مطابق ۴؍ستمبر ۲۰۰۹ء بعد نماز جمعہ

رمضان المبارک کی برکت سے نورانی مجلس میں حاضر ہونے والوں کی تعداد کثیر تھی۔ بعد نماز جمعہ حضرت والا جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ کے نیچے والے ہال میں تشریف فرما ہوئے۔ اسرائیل کی وحشت ناک بمباری اور ناکہ بندی سے فلسطین کے مسلمان ناگفتہ بہ حالات میں زندگی گذار رہے ہیں۔ ذکر بالجہر کے بعد اجتماعی دعا ہوئی جس میں بیت المقدس کی بازیابی اور فلسطین کے مسلمانوں کی آزادی کے لئے خصوصی دعا کی گئی۔سائل نے بیت المقدس کے متعلق سوال کیا تو ارشاد فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّانَبِيَّ بَعْدَهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَى الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

بزرگان محترم نوجوانان اسلام اور عزیز طلباء! آج پوری دنیا کے لئے ایک سنگین مسئلہ ہے بیت المقدس، جو فلسطین کے علاقہ میں واقع ہے اور اللہ تعالیٰ کا مقدس گھر ہے اور یہ تینوں اقوام یہود و نصاریٰ اور مسلمانوں کے لئے بڑی بابرکت جگہ کہلاتی ہے اور جتنے انبیاء علیہم السلام دنیا میں تشریف لائے ان کی بڑی تعداد اس سرزمین سے وابستہ ہے، بیت المقدس اس اللہ تعالیٰ کی خاص الخاص نعمتوں میں سے ہے اور مسلمانوں کا قبلہ اول ہے، اللہ تعالیٰ نے اس سرزمین کو بڑی فضیلتیں عطا فرمائی ہیں، احادیث مبارکہ کی رو سے بیت المقدس کے آس پاس کا علاقہ ملک شام اور میدان عرفات حشر میں شامل ہوں گے یعنی اللہ تعالیٰ اسی جگہ پر مخلوق کا اجتماع فرمائیں گے بیشتر انبیاء علیہم السلام اسی جگہ پر مدفون ہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کو آسمانی کتابیں بھی دی گئیں وہ سب اسی سرزمین سے تعلق رکھتے تھے، غرضیکہ بیت المقدس اور اس کے اطراف واکناف میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے بے شمار رحمتوں اور برکتوں کا نزول فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اَلَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا مسجد اقصیٰ کے اردگرد ہم نے برکتیں نازل فرمائی ہیں تاکہ آپ علیہ السلام کو اپنی نشانیاں دکھائیں۔

خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عدل وانصاف

آج کے اس پرفتن دور میں جہاں مسلمانوں پر دیگر اقوام کی طرف سے بہت ساری آفتیں اور مصیبتیں مسلط کی جارہی ہیں وہیں ایک سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ وہ قبلہ اول جس کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بغیر کشت وخون کے فتح کیا تھا آج اس پر یہودی قابض ہیں، تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جب جب بھی مسلمان کمزور ہوئے اور ان کے اندر سے ایمانی اسپرٹ، ایمانی حرارت اور ایمانی طاقت وقوت میں کمی آئی

دیگر اقوام نے ان پر مسلط ہونے کی کوشش کی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو صحابہ کرام کی ایک جماعت کے ساتھ فلسطین بھیجا تاکہ وہ یہودیوں سے لوہا لیں اور بیت المقدس کو فتح کریں، مسلمانوں کی ہمت اور طاقت کا یہودیوں کا علم تھا کہ مسلمان جہاں کہیں پہنچ جاتے ہیں اس کو فتح کر لیتے ہیں چنانچہ فلسطین کا ایک طویل عرصہ تک محاصرہ رہا ان کے جو مذہبی رہنما تھے پوپ اور پادری وہ تنگ آگئے اور مسلمان سپہ سالار کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم اپنا ملک اور اپنا شہر آپ کے ہاتھوں میں دینے کے لئے تیار ہیں لیکن ہمیں وہ آدمی دکھاؤ جس کے ہاتھوں یہ شہر فتح ہونے والا ہے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع دی گئی کہ آپ ضرور تشریف لائیں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک غلام کے ساتھ روانہ ہوئے، سواری ایک ہی تھی آدمی دو تھے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم دونوں باری باری سوار ہوں گے، ایک اونٹنی پر سوار ہوگا اور ایک اس کی نکیل پکڑ کر چلے گا، چنانچہ اسی طرح سے چلتے رہے، جب شہر قریب آگیا تو غلام کی باری سوار ہونے کی تھی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی باری اونٹنی کی نکیل پکڑنے کی تھی غلام نے بہت اصرار کیا کہ حضرت آپ سوار ہو جائیں میں نکیل پکڑ لیتا ہوں، لوگ کیا کہیں گے کہ غلام سوار ہے اور آقا پیدل چل رہا ہے لیکن خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جیسے باری چل رہی ہے اسی کے مطابق چلنا ہے چنانچہ خلیفۃ المسلمین یروشلم میں اس طرح داخل ہوتے ہیں کہ غلام سواری پر سوار ہے اور یہ اس کی نکیل پکڑ کر آگے آگے چل رہے ہیں، یہ عجیب وغریب بات ہے کہ بادشاہ تو پیدل چلے اور غلام کو سواری پر سوار کرے، لیکن اللہ کو یہی منظور تھا، جب خلیفہ وقت یروشلم میں داخل ہوئے تو بڑے بڑے یہودی عالم توریت کھول کر بیٹھے ہوئے تھے اور آنے والے شخص کو دیکھ رہے تھے جیسے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو پکار اٹھے یہی خلیفۃ المسلمین ہے جس کے ہاتھوں بیت المقدس فتح ہونے

والا ہے اس لئے کہ توریت میں لکھا ہے کہ خلیفہ اونٹنی کی لگام پکڑے ہوئے ہوں گے اور غلام اونٹنی پر سوار ہوگا اور خلیفہ کے جبے پر بہت سارے پیوند ہوں گے، نہایت سادہ لباس میں ہوں گے، جب یہودیوں نے یہ سب علامتیں دیکھ لیں تو بیت المقدس کی چابی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قدم مبارک پر ڈال دی اور اس طرح پورے فلسطین پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شہر میں تشریف لائے اور مسجد اقصیٰ کی زیارت کی اور اس مقام کو دیکھا جہاں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تھی، آسمان پر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد اقصیٰ ہی سے سیڑھی کے ذریعہ بلایا تھا، اس محراب کو بھی دیکھا جہاں حضرت داؤد علیہ السلام اللہ کی حمد وثنا بیان کیا کرتے تھے، جب نماز کا وقت ہوگیا تو آپ نے فرمایا چلو نماز ادا کرتے ہیں تو کچھ عیسائیوں نے کہا کہ ہمارے عبادت خانہ میں نماز پڑھ لیجئے لیکن آپ نے فرمایا کہ میں کلیسا میں نماز نہیں پڑھوں گا کیونکہ بعد میں آنے والے مسلمان بھی یہ دیکھ کر کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کلیسا میں نماز پڑھی تھی وہ بھی نماز پڑھیں گے اور اس سے فتنہ برپا ہوگا اس لئے دوسری جگہ نماز پڑھی اور وہاں ایک مسجد کی بنیاد ڈال دی جو آج تک مسجد عمر کے نام سے موجود ہے، کم وبیش ایک مہینہ وہاں قیام کیا پھر مدینہ تشریف لائے، تقریباً پانچ سو سال تک بڑے رعب ودبدبہ کے ساتھ مسلمانوں کی حکومت رہی اور بیت المقدس مسلمانوں کے قبضہ میں رہی۔

آج ایک صلاح الدین ایوبی کی ضرورت ہے

جب مسلمان آپس میں دست وگریباں ہونے لگے تو عیسائیوں نے مسلمانوں پر حملہ کرکے بیت المقدس کو اپنے قبضہ میں لے لیا، ان عیسائیوں کے عزائم تو بڑے گندے تھے وہ اسلامی ممالک پر حملہ کرکے عالم اسلام سے مسلمانوں کے مٹانے کے درپہ تھے لیکن اللہ رب العزت نے صلاح الدین ایوبی کو ایک مردِ غیب کی شکل میں پیدا

کیا جس نے مسلمانوں کی منتشر طاقتوں کو یکجا کرکے عیسائیوں پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ دوبارہ عالم اسلام پر یورش کرنے کی ہمت وجرأت پیدا نہ ہوسکی اور بیت المقدس پر دوبارہ مسلمانوں کا قبضہ ہوا، تقریباً آٹھ سو سال گذرنے کے بعد پھر حالات نے پلٹا کھایا اور مختلف چھوٹی چھوٹی ریاستیں بننے لگیں اور پھر جنگ عظیم کا وہ ہولناک واقعہ پیش آیا جس سے دنیا تباہی کے دہانے پر پہنچ گئی جس کا آغاز ۱۹۳۹ء سے ہوا اور ۱۹۴۵ء میں ختم ہوا جس میں چھ کروڑ انسان ہلاک ہوگئے، بڑے بڑے انقلابات آئے، کئی ممالک دنیا کے نقشے سے غائب ہوگئے اور کئی ملک ابھر کر سامنے آئے، ہمارے ہندوستان کے باشندے بھی جنگ عظیم دوم میں مصروف رہے اور جو صحیح طاقت تھی ہندوستان نے اس کا ساتھ دیا، سبھاش چندر بوس کا نام آپ نے سنا ہوگا ان کی قیادت میں ایک فوج تیار کی گئی اس نے ہندوستان کا کردار ادا کیا۔

اسرائیل کا قیام اسلام اور مسلمانوں کے نقصاندہ

غرضیکہ جنگ عظیم دوم کے بعد جب حالات تھوڑے درست ہوئے تو امریکہ وبرطانیہ نے ایک عالمی سازش رچی اور عالم اسلام کی کمر میں بڑا ہی زہریلا چھرا گھونپا، یہودی جو سارے دنیا میں بکھرے پڑے تھے جن کا اپنا کوئی ملک نہیں تھا ان کو زبردستی رجسٹریشن پاس کراکے بیت المقدس کے علاقہ میں لاکر جمع کرنا شروع کردیا اور ۱۹۴۸ء میں اسرائیل سلطنت کی بنیاد ڈال دی، ظاہر ہے کہ جس ملک پر مسلمانوں کا قبضہ تھا ہزاروں سال سے، مسلمان جس سرزمین میں آباد تھے ان دو خبیث طاقتوں نے وہاں زبردستی یہودیوں کو آباد کرنے کا اعلان کردیا، آسٹریلیا میں، جرمن میں، ترکی میں اور امریکہ میں جہاں جہاں یہودی آباد تھے ان سے کہا کہ تم اس سرزمین پر آکر آباد ہوجاؤ اور ہم تمہاری حکومت بنائیں گے چنانچہ یہودی بڑی تعداد میں آنا شروع

ہوئے ۱۹۵۰ء تک ساٹھ لاکھ یہودی اس زمین پر آگئے اور یہودی مملکت کا اعلان کردیا گیا اور اس کو پوری طاقت دی گئی اسلحے دیئے گئے، پیسے دیئے گئے اور حکومت وسلطنت کیلئے جتنے اشیاء کی ضرورت ہوتی ہے وہ سب امریکہ وبرطانیہ نے فراہم کیئے، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کی جمعیت بکھر گئی، ان کی طاقت تتر بتر ہوگئی اور وہاں کے مسلمان نہتے اور کمزور ہوگئے اور جب یہودیوں نے دیکھا کہ مسلمان کمزور ہوگئے تو ۱۹۶۷ء میں بیت المقدس پر قبضہ جمالیا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پندرہ لاکھ مسلمان مصر میں جاکر پناہ گزیں ہوئے اور بارہ لاکھ مسلمان لبنان میں اور عراق میں تقریباً پانچ لاکھ فلسطینی پناہ گزیں ہوئے۔

ہر طرف سے مسلمانوں پر ظلم

وہ قوم جو اپنی سرزمین سے محروم ہو، وہ قوم جو اپنی جنم بھومی اور اپنے مادر وطن سے دور ہو ان سے جاکر پوچھیں کہ ان کے دلوں پر کیا گذری ہوگی جس زمین پر وہ پیدا ہوئے، پلے بڑھے، جہاں ان کے آباء واجداد مدفون ہیں، جس سرزمین کو انھوں نے اپنے خون سے سینچا اور جس سرزمین پر قسم ہا قسم کے باغات لگائے اور جس کو اپنی محنتوں سے گل گلزار بنادیا یہودی اس ملک پر قابض ہیں اور یہ قانون پاس کیا کہ مسلمان سارے ملک میں نہیں رہ سکتے بلکہ تھوڑا سا حصہ جس کو غزہ پٹی کہتے ہیں صرف اسی میں مسلمان رہ سکتے ہیں، شاید کچھ لوگوں کو یاد ہوگا کہ ۱۹۸۰ء میں جب فلسطین کے مسلمان بڑی کسم پرسی کے عالم میں کیمپوں میں رہ رہے تھے، صابرہ اور شکیلہ نامی کیمپوں پر اسرائیلیوں نے بمباری کی تو کئی لاکھ عورتیں اور بچے شہید ہوگئے، ظاہر سی بات ہے کہ جس قوم سے ملک چھینا گیا ہو وہ اپنے ملک کے لئے جدوجہد کرے گی، فلسطینی مسلمان بھی جدوجہد کررہے ہیں مگر افسوس کہ ہماری حکومت جس نے ہمیشہ فلسطینیوں

کا ساتھ دیا ہے یہ بھی خاموش ہے، ابھی ڈیڑھ سال پہلے ان کے تمام راستے بند کردیئے گئے، کھانے پینے کی چیزوں کی اگر دس پیکٹ کی ضرورت ہے تو وہاں دو پیکٹ پہنچ رہے ہیں زندگی کی ضروریات بھی آج ان کو میسر نہیں ہورہی ہیں، بجلی پانی کا فقدان ہے، تقریباً ڈیڑھ سال کے اندر دو لاکھ بچے موت کے منہ میں چلے گئے، افغانستان میں بھی انھیں لوگوں نے جنگ مسلط کی اور عراق میں بھی خون کی ندیاں بہائی گئیں، ہر چہار طرف یہود ونصاریٰ مسلمانوں کا خون چوسنے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور لاکھوں مسلمان شہید ہورہے ہیں۔

مسلم بادشاہوں کی سیکولر ذہنیت

دوستو! آج ہم اتنے کمزور ہوگئے ہیں کہ اپنے مسائل کے لئے اٹھنا تو بڑا مشکل اپنے مسائل کا علم ہی نہیں، ہمارے حقوق کیسے چھینے جارہے ہیں، ہم کو دین سے دور کیا جارہا ہے۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ جس قوم کا نوجوان بیدار ہو وہ قوم اتنی ہی زیادہ مضبوط ہوتی ہے اور جس قوم کا نوجوان جتنا زیادہ غافل ہوتا ہے وہ قوم اتنی ہی زیادہ کمزور ہوتی ہے، الحمد للہ ہندوستان میں مسلمان بڑے آرام سے ہیں، ایک ہندو کو جتنا حق حاصل ہے اتنا ہی ایک مسلمان کو حق حاصل ہے، جتنا ایک عیسائی اور سکھ کو حق حاصل ہے اتنا ہی ایک مسلمان کو حق حاصل ہے، مسلمان کسی کے رحم وکرم پر نہیں ہیں مسلمانوں نے اس ملک پر ایک ہزار سال تک حکومت کی ہے، اگر مسلم سلاطین چاہتے تو ایک بھی ہندو اس سرزمین پر نہ ہوتا لیکن ایسا کسی بھی مسلم بادشاہ نے نہیں کیا، تقریباً پانچ سو مندر ایسے ہیں جن کو ٹیپو سلطان نے بڑی بڑی جاگیر اس زمانے میں عطا کیں، آج آپ دیکھتے ہیں کہ یہاں سے تامل ناڈو، حیدرآباد، بیدر اور گلبرگہ کے علاقہ تک جتنے بڑے بڑے مندر اور مٹھ ہیں ان کے لئے ایک ایک ہزار دو دو ہزار

ایکڑ زمینیں ہیں وہ زمین حضرت ٹیپو سلطان رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو دی تھیں، ہمارے مسلم سلاطین کسی کو دبا کر نہیں رکھنا چاہتے تھے کسی کا حق نہیں چھینتے تھے۔

بیت المقدس کی کسم پرسی

میں بیت المقدس کے تعلق سے عرض کر رہا تھا کہ آج بیت اللہ پر یہودی حکومت نے مکمل قبضہ کرنے کا پلان بنالیا ہے، اس کی بنیادوں کو کمزور کرنے کے لئے کھدائی کردی گئی ہے تاکہ بیت المقدس کی دیواریں بیٹھ جائیں اور اس کی عمارت ہمیشہ کے لئے ختم ہوجائے اور اسی پر بس نہیں کیا بلکہ دو ڈھائی مہینہ پہلے جو وہاں کے امام تھے ان کو مسجد میں آنے سے روک دیا کہ آپ امامت نہیں کرسکتے اور یہ قانون بنادیا کہ اگر کوئی مسلمان بیت المقدس میں نماز پڑھنا چاہے تو پہلے حکومت سے اجازت لے تب نماز پڑھے، گویا مسلمانوں کو مجبور کیا جارہا ہے کہ تم نعوذ باللہ یہ کہہ دو کہ بیت المقدس ہمارا نہیں تمہارا ہے، ابھی ڈیڑھ سال سے عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو محصور کررکھا ہے اور صاف ستھرا پانی اور دوا وغیرہ میسر نہ ہونے کی وجہ سے بیماریوں میں مبتلا ہورہے ہیں، کسم پرسی کی زندگی گذار رہے ہیں، ابھی چند دن پہلے بعض ممالک کھانے پینے کے سامان فلسطین بھیج رہے تھے انسانیت کے دشمن اسرائیلی فوجیوں نے سامان لے جانے والے جہازوں پر بمباری کردی جس میں بیس مسلمان شہید ہوگئے، بہت سے لوگوں نے اخبارات میں دیکھا ہوگا، ہر مسلمان کا دل اس سے مغموم ہے، اس کی ظاہری آنکھوں سے نہیں تو دل کی آنکھوں سے ضرور آنسو جاری ہیں لیکن آج قوانین اتنے سخت ہیں کہ سوائے ہاتھ اٹھا کر اللہ سے دعا کرنے کے اور کچھ کر بھی نہیں سکتے ہیں حدیث شریف میں آتا ہے اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ دعا عبادت کا مغز ہے۔ اس لئے ہم اپنے فلسطینی بھائیوں کے لئے ضرور دعا کریں۔

حکومت ہند کو فلسطینیوں کی مدد کرنی چاہئے

ان حالات میں ہم پوری ملت کی طرف سے پورے ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف سے خصوصاً کرناٹک کے مسلمانوں کی طرف سے حکومت سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ ان مظلوم اور نہتے فلسطینی مسلمانوں کی امداد وتعاون جس قدر ممکن ہو کرے، جس طرح جواہر لعل نہرو کے زمانے میں لعل بہادر شاستری کے زمانے میں، اندرا گاندھی کے زمانے میں اور راجیو گاندھی کے زمانے میں فلسطینیوں کی ہماری حکومت نے مدد کی تھی، جس قوم پر برابر ظلم ہورہا ہے ان کے چودہ سال اور بارہ سال کے بچوں کو جیلوں میں ٹھونسا جارہا ہے، ان پر طرح طرح کے مظالم کئے جارہے ہیں، طرح طرح کی اذیتیں وہاں کے مسلمانوں کو دی جارہی ہیں ہم ہندوستانی حکومت سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ سفارتی ذرائع سے اور سیاسی ذرائع سے ہندوستانی مسلمانوں کی تمناؤں کا لحاظ اور فلسطینی مسلمانوں کا لحاظ کرتے ہوئے فلسطینی مسلمانوں کی حمایت کرے اور اسرائیل نے جو بمباری کی ہے اور جو مظالم کا سلسلہ جاری کررکھا ہے ہماری حکومت کو اس کی شدید مذمت کرنی چاہئے اور اسرائیل سے اپنے تعلقات منقطع کرلینا چاہئے۔

ہم اپنی فکر خود کریں

آج صرف ہر مسلمان کا دل مغموم ہے، ہر طرف خوف وہراس کے بادل ہیں ہم کو باخبر رہنے کی ضرورت ہے، طرح طرح کے الزامات لگا کر مسلم نوجوانوں کو جیلوں کی سلاخوں کے پیچھے ٹھونسا جارہا ہے بلاکسی ثبوت وشواہد کے اس کو دہشت گرد قرار دے کر اس کی زندگی تباہ وبرباد کی جارہی ہے۔ ابھی تازہ واقعہ ہے جو بھٹکل کے مسلم

نوجوان کے ساتھ پیش آیا اور بٹلہ ہاؤس فرضی انکاؤنٹر کرایا تھا اسی طرح گجرات میں، بمبئی میں انکاؤنٹر کردیا گیا لیکن صرف مسلمان ہونے کی بنا پر ایسے بڑے سنگین نتائج کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، اللہ مسلمانوں کو سمجھ عطا فرمائے، ہم تو آج نام کے مسلمان ہوگئے، ہمارے ایمان میں وہ طاقت وقوت نہیں ہے کہ غیروں پر ہمارا رعب ودبدبہ ہو، لوگ ہم کو دیکھ کر اسلام کی طرف مائل ہوں، جب احکام اسلام کی بجا آوری ہم سے نہیں ہوتی تو حوادثات کا پے درپے ورود ونزول ہم پر ہوتا رہے گا، اللہ ہم سب کو عقل سلیم عطا فرمائے۔

ہم ہندوستانی حکومت سے ایک بار پھر یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ فلسطینی مسلمانوں پر جو مظالم ہو رہے ہیں وہ سیاسی اور سفارتی دباؤ ڈال کر وہاں کے مسلمانوں کو امن کے ساتھ رہنے کا موقع فراہم کرے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

فضائل رمضان اور نیکیوں کی حفاظت

مجلس نمبر (۱۳)

مجلس مبارک ۲۷ر رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ، مطابق ۱۸ر ستمبر ۲۰۰۹ء بعد نماز جمعہ

آج سرکاری تعطیل ہے اس لئے وہ حضرات جو اکثر وبیشتر مجلس میں حاضر نہیں ہو پاتے وہ بھی موجود تھے۔ حاضرین میں سے ایک صاحب نے سوال کیا حضرت! اللہ تعالیٰ کی رحمت کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیے۔ جواب میں حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ نے فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّانَبِيَّ بَعْدَهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ وَقَالَ تَعَالٰى شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

بزرگانِ محترم نوجوانانِ اسلام اور پردہ نشین خواتین! اللہ تبارک وتعالیٰ کے جود وکرم کا اور اس کی رحمت وبخشش اور عنایت کا یہ مبارک مہینہ ہم سب کے سروں پر جلوہ فگن ہے، اللہ تعالیٰ کی عنایات اس کی مہربانیاں انسان کے ساتھ پل پل موجود ہیں کوئی لمحہ ایسا نہیں ہے جس میں انسان اس کی عنایات سے محروم ہو، بلکہ اس کی بخشش اور عطایا، اس کی مہربانیاں انسان کے ساتھ اس وقت بھی موجود رہتی ہیں جب انسان گناہ میں ملوث ہو، انسان خواہ عبادت میں ہو یا ریاضت میں ہو یا کاروبار میں ہو، سوتا ہوا ہو یا کسی گناہ میں ملوث ہو، اللہ کی مہربانیاں اور اس کا جود وکرم انسان سے الگ نہیں ہوتا، اگر ایسا ہوتا تو اللہ کے نافرمان دنیا میں سب سے زیادہ ہیں وہ مقہور ہوجاتے، اندھے ہوجاتے، ان سے اللہ اپنی نعمتیں چھین لیتے، رب العالمین کا ایک خاصہ ہے چاہے اس کو کوئی مانے یا نہ مانے اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کو کبھی کم نہیں کرتے۔

حسن بن صباح ایک بہت بڑا شاعر گذرا ہے فارسی کا شاعر، ایران کا رہنے والا تھا ایک مرتبہ وہ اپنے شاگردوں کے ساتھ صراحی سے شراب لے کر جارہا تھا کیونکہ زیادہ پی لی تھی اس لئے ہاتھوں میں کپکپاہٹ آگئی، صراحی ہاتھ سے گرتے ہوئے ٹوٹ گئی، اس نے برجستہ ایک شعر کہا جس کا مفہوم یہ ہے کہ اے خدا شاید تو بھی میری طرح اس وقت نشہ میں ہے۔ فوراً لقوہ ماردیا، شاگردوں نے اس کو بستر پر لٹایا اور اس نے پھر برجستہ دوسرا شعر پڑھا جس کا مفہوم تھا اے اللہ تیری بخشش تو فرمانبردار اور نافرمانوں پر ایک ہے وہ خدا کیا جو اپنے بندوں سے بدلہ لے۔ بس یہ شعر کہا تھا کہ فوراً اچھا ہوگیا۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا جود وکرم اور عنایات انسان پر ہمہ وقت موجود ہیں، آدمی اگر یہ سمجھے کہ میری عبادت سے، میری تلاوت قرآن سے، میری نوافل پڑھنے سے یا روزہ رکھنے یا حج کرنے سے اللہ نے مجھے یہ نعمت دے رکھی ہے تو غلط ہے بلکہ اللہ تعالیٰ جو بھی عطا فرماتے ہیں وہ اپنی مرضی اور عنایت سے عطا فرماتے ہیں،

ایک چھوٹا سا بچہ اگر بولنا شروع کرتا ہے تو ماں باپ اس کو پڑھاتے ہیں کہ بیٹے کلمہ پڑھو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اب یہ بچہ اپنی توتلی زبان سے الٹا سیدھا کلمہ پڑھتا ہے، نامکمل الفاظ اس کے استعمال ہوتے ہیں لیکن ماں باپ اس بچے کا منہ چوم لیتے ہیں کہ میرا بیٹا کتنا اچھا اور کتنا پیارا ہے، یہی اللہ تعالیٰ کا بندوں کے ساتھ سلوک ہے، ہزار بار اپنی زبان کو زمزم سے صاف کریں اور ہزار مرتبہ اپنی زبان کو مشک اور عنبر سے دھوئیں ب کہ اللہ کا نام لینے کے قابل ہماری زبان نہیں، لیکن اس کی بخشش اور عطا کہ ہر حال میں اپنا نام لینے کی اجازت ہے فرمادیا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى جب تم نشہ کی حالت میں ہو تو مسجد میں مت آؤ۔ اور عورت کو فرمادیا: قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ جب عورت مخصوص حالت میں ہو تو پھر اس کو نماز روزہ، قرآن کی تلاوت ممنوع ہے اور اگر انسان ناپاک ہے تو قرآن پڑھنا منع ہے، مسجد میں داخلہ ممنوع اور اگر انسان پر حالت جنابت طاری ہے تو پھر وہ آیات قرآن نہیں پڑھ سکتا لیکن اللہ تعالیٰ ہر حال میں اپنا نام لینے کی اجازت دیتے ہیں اور کہیں یہ نہیں فرمایا کہ فلاں وقت میرا نام نہیں لینا مسجد سے متبرک اللہ کا نام، قرآن سے زیادہ متبرک اللہ کا نام ساری دنیا کی فضیلت جن چیزوں کے لئے ہے ان ساری چیزوں میں سب سے زیادہ فضیلت اللہ کے نام کو حاصل ہے مگر اللہ کا نام لینے کے لئے کسی خاص وقت کی قید نہیں ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا بے انتہا فضل وکرم ہے انسانوں پر۔

بندہ کو بندہ ہی رہنا چاہئے

دوستو! انسان گنہگار ہو یا فرماں بردار، اللہ کا فضل وکرم انسان کے ساتھ لگا رہتا ہے بلکہ انسان کوئی گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی بھی فرمالیتے ہیں اور نیکی کرتا ہے تو خوش ہوتے ہیں جیسے چھوٹا بچہ جب اپنی تتلاتی ہوئی زبان سے بسم اللہ کہتا

ہے، کلمہ پڑھتا ہے تو والدین کتنے خوش ہوتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی خوش ہوتے ہیں اس لئے بندے کو اللہ کا بندہ ہی بن کر رہنا چاہئے، جب ماں اپنے بچہ کو مارتی ہے یا کوستی ہے تو بچہ ماں کو چھوڑتا نہیں، اسے معلوم ہے کہ ماں کی گود کے علاوہ کوئی اور جائے پناہ اس کے لئے نہیں ہے، ایسے ہی مومن بندے کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ کے دروازے کے سوا کوئی اور دروازہ نہیں ہے جب یہ ادراک ہو جائے اور سمجھ میں آجائے تو انسان کسی اور کا بندہ نہیں ہوسکتا، مال کا بندہ نہیں ہوسکتا، خواہشات کا بندہ نہیں ہوسکتا، صرف اور صرف اللہ ہی کا بندہ بن کر رہے گا اور ہر خوشی وغم میں صرف اللہ ہی کو پکارے گا کسی غیر کا اس کے دل میں خیال ہی نہیں آسکتا۔

ایک بزرگ کا واقعہ

میرے بزرگو اور دوستو!

ایک بزرگ کعبۃ اللہ میں بیٹھ کر تلبیہ پڑھ رہے تھے لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں۔ لیکن اللہ کی طرف سے جواب مل رہا ہے لَا لَبَّیْکَ تمہاری حاضری قبول نہیں۔ ایک اور بزرگ وہاں موجود تھے، لا لبیک جو اللہ کی طرف سے کہا گیا تھا انھوں نے بھی سنا تو عرض کیا چچا جان! آپ تو لبیک کہہ رہے ہیں مگر ادھر سے لا لبیک جواب مل رہا ہے۔

دوستو! عجیب وغریب بات ہے کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ کو پکار رہا ہے اور اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ تمہاری پکار قبول نہیں، نوجوان نے کہا چچا جان! آپ کی لبیک قبول نہیں تو پھر کیوں پکار رہے ہیں؟ بزرگ نے فرمایا کہ میں تو ستر (۷۰) سال سے یہی آواز سن رہا ہوں۔ بھلا اس کے در کے علاوہ اور کوئی در ہے؟ میں غلام ہوں میرا کام پکارنا ہے، وہ آقا ہیں چاہیں تو رد کردیں اور چاہیں تو قبول کریں پھر اس کے بعد لبیک کہا تو اللہ کی

طرف سے جواب آیا قبول ہے۔ جب بندہ بندہ بن کر رہے گا تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی دعا قبول کریں گے اور وہ اللہ کا مقبول بندہ ہوجائے گا، تواضع اور عاجزی اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے، اپنے گناہوں پر ندامت اور اللہ سے خیر کی توقع ہمیشہ رکھنی چاہئے۔

کسی کو بھی برا نہیں سمجھنا چاہئے

میرے نوجوان عزیز بچو!

ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا اے اللہ میری امت کا بدترین شخص کون ہے؟ مجھ کو بتادیجئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آج صبح جو تمہارے دروازے کے پاس سے گذرے اور اپنے بچے کا ہاتھ تھامے ہوئے ہو وہ تمہاری امت کا بدترین شخص ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام صبح کو دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے، دیکھا کہ ایک شخص جارہا ہے اور اپنے بچہ کا ہاتھ تھامے ہوئے ہے تو موسیٰ علیہ السلام سمجھ گئے کہ میری امت کا بدترین شخص ہے پھر دعا کی الٰہ العالمین یہ بھی بتادیجئے کہ میری امت کا بہترین شخص کون ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آج رات کو ایک شخص اپنے بچے کا ہاتھ تھامے ہوئے تمہارے دروازے کے پاس سے گذرے گا سمجھ لو کہ وہی تمہاری امت کا بہترین شخص ہے۔ چنانچہ جب شام ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام بہترین شخص کے دیکھنے کے لئے بیٹھ گئے کیا دیکھتے ہیں وہی شخص جو صبح کو آیا تھا جس کو بدترین شخص کہا گیا تھا وہی شام کو اپنے بچے کا ہاتھ تھامے ہوئے چل رہا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حیرت واستعجاب کی انتہا نہ رہی کہ ایک شخص میری امت کا بہترین آدمی اور وہی میری امت کا بدترین آدمی بھی ہے تو اللہ تعالیٰ سے عرض کی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ شخص صبح تک میری رحمت سے مایوس تھا اور بکثرت گناہ کیا کرتا تھا مگر اب اس نے اپنے گناہوں سے توبہ کرلی اور مجھے اس کی توبہ پسند آگئی اسلئے یہ آپ کی امت کا بہترین شخص ہے۔

اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ کسی کو برا نہیں سمجھنا چاہیے، نہ معلوم اللہ تعالیٰ کو اس کی کون سی ادا پسند آجائے اور وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ بن جائے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کسی کافر کو بھی کافر مت کہو۔ جس آدمی کی برائی کی جاتی ہے اس کا کبھی نقصان نہیں ہوتا البتہ برائی کرنے والا ہی ہمیشہ خسارے میں رہتا ہے، کیا پتہ ہم جس آدمی کو کافر کہہ رہے ہیں اور جس کی برائی بیان کررہے ہیں اللہ اس کو ایمان کی توفیق عطا فرمادیں اور توبہ کی توفیق عطا فرمادیں اور وہ اس کے زندگی بھر کے گناہوں کا کفارہ بن جائے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے کسی کی عیب جوئی کرنے سے منع کیا ہے وَلَا تَجَسَّسُوْا اور لوگوں کے عیبوں کے جستجو میں مت رہو۔ ان کی برائیوں کو تلاش مت کرو۔

بنی اسرائیل کی ایک عورت کا واقعہ

بنی اسرائیل میں ایک عورت کا شوہر باہر گیا ہوا تھا اب اس عورت کا تعلق ایک دوسرے مرد سے ہوگیا اور بدکاری ہوتی رہی، یہ عورت گندہ کپڑا باہر پھینک دیا کرتی تھی تو اس کی پڑوسن اس کپڑے کو اٹھا کر اپنے گھڑے میں ڈال دیا کرتی تھی، اس زمانے میں سفر بھی بڑے طویل ہوا کرتے تھے، ایک ایک سال دو دو سال لوگ سفر میں رہ جاتے تھے اور آج کل تو سالوں کا سفر گھنٹوں میں ہوا کرتا ہے، اس کی پڑوسن وہ ناپاک کپڑے جمع کرتی رہی کہ جب اسکا شوہر سفر سے آئے گا تو اسکو دکھاؤں گی، چونکہ وہ عیب کے ظاہر کرنے کو کوئی گناہ نہیں سمجھ رہی تھی اسلئے اس کو توبہ کی توفیق نہیں ہوئی مگر وہ عورت جو بدکاری میں ملوث تھی اس کو توبہ کی توفیق ہوگئی جب دونوں کا انتقال ہوتا ہے تو وہ گناہ گار عورت جنت میں گئی اور اس کی پڑوسن جہنم میں جبکہ وہ عبادت گذار اور نمازی تھی، اس لئے مومن کے عیب کو ہمیشہ چھپانے کی کوشش کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ بندے کی بڑی پردہ پوشی فرماتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتے ہیں۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

خدا تعالیٰ می بیند ولی بوشد　　ہمسایہ نمی بیند ولی خردشد

اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں اور چھپالیتے ہیں لیکن ہمسایہ نہیں دیکھتا اور شور مچادیتا ہے۔

گناہ کو ظاہر کرنا بھی بڑا گناہ ہے

موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ ایک عورت نے کہا کہ اے موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کو میرا سلام کہنا اور پوچھنا کہ میں بخشی جاؤں گی یا نہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ ایزدی میں اس کا سلام عرض کیا اور اللہ تعالیٰ سے پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اس عورت کو بخش دیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس عورت کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ میں اس عورت کو بخش دوں گا تو اس عورت نے کہا کہ میں نے سو مرتبہ زنا کیا ہے تب بھی اللہ تعالیٰ مجھے بخش دیں گے؟ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ تو مجھے معلوم نہیں میں اللہ تعالیٰ سے معلوم کرتا ہوں چنانچہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا الٰہ العالمین وہ عورت تو اس طرح کہہ رہی ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس نے جب گناہوں کو ظاہر کردیا اور ہمارے بولنے پر ایمان نہیں رہا تو اب اس کی مغفرت نہیں کریں گے۔ اس واقعہ سے یہ معلوم ہوا کہ جس طرح گناہ کرنا بری چیز ہے اسی طرح گناہوں کو نہ چھپانا اور ظاہر کردینا بھی بہت بڑا گناہ ہے۔

روزہ گذشتہ امتوں پر بھی فرض تھا

میرے روزہ دار بھائیو! یہ رمضان کا برکت والا مہینہ چل رہا ہے، آدمی یہ نہ سوچے کہ میں نے سال بھر تک نماز نہیں پڑھی، تلاوت نہیں کی اور کوئی عبادت نہیں کی تو اب کیا کروں؟ ایسا نہیں بلکہ جتنے گناہ کیئے اللہ سے توبہ واستغفار کریں اور ان

گناہوں کو کسی پر ظاہر مت کریں، جب آدمی سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما دیتے ہیں اور اس برکت والے مہینے میں اللہ کی بے پایاں رحمتیں نازل ہوتی ہیں اس لئے بکثرت عبادت الٰہی میں گذاریں تا کہ رحمت خداوندی حاصل ہو اور اس مہینے کی خاص اور اہم عبادت روزے رکھنا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا جیسے کہ تم سے پہلی امتوں پر فرض کیا گیا تھا تا کہ تم متقی اور پرہیز گار بن جاؤ۔ یعنی روزے کی فرضیت صرف تمہارے ہی ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ تم سے پہلے جتنی قومیں اللہ و رسول پر ایمان لانے والی گذری ہیں ہر ایک پر روزہ کسی نہ کسی درجہ میں فرض رہا ہے، کسی کے یہاں پانچ دن کسی کے یہاں تین دن، کسی کے یہاں اور کوئی مقدار متعین تھی، اسی طرح نماز بھی ہر قوم پر امت محمدیہ کی طرح اس کی تعداد اور کیفیات کے ساتھ فرض نہیں تھی، کسی کے یہاں رکوع نہیں کسی کے یہاں صرف دو وقت کی نماز فرض تھی، حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں سجدہ کرنا ہی کافی تھا، ایک سجدہ کر لیا ایک نماز ہوگئی، موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں صرف دو ہی نمازیں فرض تھیں مگر امت محمدیہ پر پانچ وقت کی نمازیں فرض قرار دی گئی ہیں کہنے کا حاصل یہ ہے کہ امت محمدیہ پر جو روزہ فرض کیا گیا اس کی خصوصیت نہیں بلکہ ہمیشہ سے ہوتا رہا ہے۔

روزے کا مقصد

پھر روزے کا مقصد اللہ نے بیان فرمایا لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تا کہ تمہارے اندر تقویٰ اور پرہیز گاری پیدا ہو۔ اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اگر انسان کے اندر تقویٰ اور پرہیز گاری پیدا نہ ہو تو روزہ رکھنے کا کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا، آدمی گناہوں سے

رکنے والا اور نیکیوں کو کرنے والا بن جائے، عربی زبان میں روزے کو صوم کہتے ہیں جس کے معنی رکنے کے ہیں یعنی کھانے پینے اور شہوانی لذت کے پورا کرنے سے آدمی بالکل ہی رک جائے، اسی طرح گناہوں سے بھی باز رہے خواہ ہاتھ کے گناہ ہوں یا پاؤں کے گناہ ہوں یا جسم کے کسی عضو کا گناہ ہو بہر حال انسان ہر قسم کے گناہوں سے اپنے آپ کو دور رکھے اور گناہوں سے بچے، ان سب چیزوں سے باز رہ کر شام کو جب انواع واقسام کی چیز کھانے کے لئے لے کر بیٹھتا ہے اور غروب آفتاب تک ہاتھ بھی نہیں لگاتا تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے پوچھتے ہیں (حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو تو سب کچھ معلوم ہے) فرشتو! میرے بندوں کے سامنے اتنی انواع واقسام کی چیزیں رکھی ہوئی ہیں آخر کیوں نہیں کھا رہے ہیں؟ تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ! آپ کے خوف اور آپ کی محبت ان چیزوں کے کھانے سے مانع ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میری عزت وجلال کی قسم میں نے دوزخ ان پر حرام کر دی اور جنت ان پر واجب کر دی۔

روزے کی حفاظت کریں

میرے نوجوانو!

اب ایک اہم بات یہاں بیان کر کے اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ روزہ رکھ کر اس کی حفاظت کرنا بھی بہت ضروری ہے، ایک آدمی مارکیٹ میں دن بھر کام کرتا ہے شام کو پیسے لے کر گھر آتا ہے تو اس کی نگاہ، اس کا دل ودماغ ہمیشہ جیب پر لگا ہوتا ہے یعنی بڑی حفاظت کرتا ہے کہ کوئی جیب کترا ہاتھ صاف نہ کر لے اسی طرح نیکیوں کا حال ہے شیطان ہماری نیکیوں کا رہزن اور چور ہے، نیکیاں ضائع کرا دیتا ہے، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ شیطان نے آپ

ﷺ سے کہا کہ جب بندہ کوئی نیکی کرتا ہے تو میں اس کے پیچھے لگ جاتا ہوں اور اس کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے کتنا اچھا کام لیا تم بہت اچھے اور نیک آدمی ہو، اس طریقہ سے وہ اپنے آپ کو بڑا نیک اور متقی سمجھنے لگتا ہے، تو میں بالکل بے فکر ہو جاتا ہوں اس لئے کہ اس کی نیکی کا اجر ختم ہو جاتا ہے اسلئے نیکیاں بھی چھپا کر کرنا چاہئے جس طرح گناہوں کا ظاہر کرنا برا ہے اسی طرح نیکیوں کا ظاہر کرنا بھی خطرے سے خالی نہیں، اسی لئے تو ایسے شخص کی فضیلت وارد ہوتی ہے جو صدقہ خیرات چھپا کر کرے اس طرح کہ بائیں ہاتھ کو پتہ نہ ہو کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔

دوستو! شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے اس کی رات دن کی یہی کوشش ہے کہ اس کو جہنم میں لے جائے اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ بلاشبہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اس لئے گناہوں سے ہمیشہ بچتے رہنا چاہئے اور اگر غلطی سے کوئی گناہ ہو جائے تو اس کو ظاہر نہیں کرنا چاہئے اور جتنی نیکیاں کریں چھپا کر کریں، اسی لئے بزرگوں نے فرمایا نیکی کر دریا میں ڈال یعنی نیکی کرنے کے بعد بھول جاؤ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

علم حاصل کرنا فرض ہے

مجلس نمبر (۱۴)

مجلس مبارک ۱۱ر شوال المکرم ۱۴۳۰ھ، مطابق ۹ر اکتوبر ۲۰۰۹ء بعد نماز جمعہ

بحمد اللہ تعالیٰ۔ آج کلکتہ اور دہلی سے آئے ہوئے مہمان موجود تھے۔ حسب معمول حبیب الامت حفظہ اللہ کے انتظار میں مرکزی جامع مسجد دار العلوم محمدیہ بنگلور کے نیچے والے ہال میں اساتذہ کرام اور طلبائے عزیز بیٹھے تھے۔ حضرت والا تشریف لائے اور معمول کے مطابق قرآن مجید کی تلاوت پھر ذکر بالجہر اور اجتماعی دعائے خیر کے بعد اصلاحی مجلس کا آغاز ہوا۔

بنگلور کے کسی ادارہ کے طلبائے عزیز کی جماعت بھی آئی ہوئی تھی۔ حاضرین میں سے کسی نے علم کے متعلق سوال کیا تو حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

بزرگان محترم نوجوانان اسلام اور عزیز طلباء! علم اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان نعمت ہے جو مخصوص بندگان خدا کو عطا کیا جاتا ہے، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم اپنا تھوڑا حصہ بھی تمہیں نہیں دے سکتا جب تک اپنا کل اسے نہ دیدو اور اگر کل اسے دیدو تو ہوسکتا ہے کہ اپنا کچھ حصہ تمہیں عنایت کردے۔ علم خواہ دین کا ہو یا دنیا کا بہر حال فائدے سے خالی نہیں، احادیث شریفہ میں اور قرآن کریم میں علم کے جو فضائل ومناقب بیان کئے گئے ہیں اور اس کے حاصل کرنے کی جو ترغیب دی گئی ہے اس سے مراد دینی علوم ہیں لیکن دنیوی علوم کے حاصل کرنے سے اسلام نے منع نہیں کیا، اسلامی احکامات پر عمل پیرا رہ کر ہر طرح کے علوم وفنون سے استفادہ کرسکتے ہیں بلکہ آج دینی علوم کی طرح دنیوی علوم کی بھی اشد ضرورت ہے مگر دنیوی واخروی ترقی اسی وقت مل سکتی ہے جبکہ مقصد تخلیق ہمارے پیش نظر ہو، اعلاء کلمۃ اللہ احکام اسلام کی تبلیغ جو امت محمدیہ علی صاحبہا السلام کا طرۂ امتیاز ہے دنیا میں اللہ کی بے شمار مخلوقات ہیں جن کی صحیح تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے کسی اور کو نہیں۔

ہر مخلوق اللہ کی تسبیح کرتی ہے

کوئی مخلوق ایسی نہیں ہے جو اللہ کی تسبیح بیان نہ کرتی ہو، ہر جانور کو اللہ نے یہ عقل دی ہے کہ وہ اپنے خالق ومالک کو پہچانتا ہے اور اس کی تسبیح میں اپنی زبان کو حرکت دیتا رہتا ہے، یہ چھوٹی چھوٹی چڑیاں جو آبادی میں رہتی ہیں یہ بھی اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چڑیا جو چوں چوں کرتی ہے یہ بھی اللہ کی تسبیح ہے اور نبی کریم ﷺ نے تو ایک عجیب وغریب بات ارشاد فرمائی ہے گھروں کے دروازے کو جب بند کیا جاتا ہے تو کبھی کبھی اس میں سے چوں چوں کی آواز آتی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ دروازے بھی اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں گویا کائنات کا ذرہ

ذرہ اللہ کی تسبیح اور حمد وثنا میں مشغول ہے۔ ایک مرتبہ ایک صحابی نے رسول نبی کریم ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ یہ مینڈک کی آواز بڑی کڑک اور ناگوار آواز ہے جب بولتا ہے تو بولتا ہی رہتا ہے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مینڈک بھی اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہے اور ارشاد فرمایا: سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظْمَۃِ وَالْھَیْبَۃِ وَالْقُدْرَۃِ وَالْکِبْرِیَآءِ وَالْجَبَرُوْتِ الخ یہ پوری تسبیح مینڈک بیان کرتا ہے اور آخر میں کہتا ہے اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ مینڈک بھی اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتا ہے کہ اے اللہ مجھے عذاب جہنم سے بچا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو ہر مخلوق جانتی اور پہچانتی ہے اس لئے اللہ کی عظمت ان کے دلوں میں ہے اور اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔

ذکر خداوندی ہی حیات کا ذریعہ

علامہ کمال الدین دمیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ پانی میں رہنے والی مخلوق یعنی مچھلی جب تک اللہ کی تسبیح کرتی رہتی ہے وہ کسی کے جال میں اور کسی کے کانٹے میں نہیں آتی اور جہاں اس نے اللہ کی تسبیح بیان کرنا بند کی فوراً وہ جال میں پھنس جائے گی اور انسان کی غذا اور اس کا لقمہ بن جائے گی، اللہ نے یہ سزا رکھ دی اس مخلوق کے ساتھ کہ جب تک ہماری تسبیح کرو تم کو زندہ رہنے کا حق اور جب تسبیح کرنا بند کردو تو تم کو جینے کا حق نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ مچھلی اللہ کا ذکر کررہی ہے زندہ ہے اور جب ذکر نہیں کررہی ہے تو وہ انسان کے جال میں پھنس جاتی ہے اور انسان اس کو اپنا لقمہ بنالیتا ہے اسی طرح چوپاؤں کے بارے میں آتا ہے کہ جو جانور اور چوپائے اللہ کا ذکر کرتے ہیں وہ زندہ ہیں اور جب اللہ کا ذکر بند کردیتے ہیں تو اللہ اس کو قصاب کے پاس پہنچادیتے ہیں اور ان کو ذبح کردیا جاتا ہے گویا کہ یہ اس قابل نہیں رہے کہ اب ان کو زندہ رکھا

جائے یہ اللہ کی حمد وثنا سے غافل ہو گئے اب ان کو جینے کا حق نہیں ہے اسلام میں ایک اصول وضابطہ ہے کہ جانور کو ذبح کرنے سے پہلے بسم اللہ اللہ اکبر اتنی زور سے کہو کہ جانور کے کان میں اس کی آواز پہنچ جائے اس سے دو فائدے ہیں ایک فائدہ تو یہ ہے کہ جانور ذبح کرنے والا اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہے اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جانور اللہ کے نام سے غافل ہے اس کے کان میں اللہ کا نام جیسے ہی آئے گا وہ غفلت سے جاگ جائے گا اور اس کی موت غفلت میں نہیں ہوگی تو معلوم ہوا کہ انسانوں کے سوا جتنی بھی مخلوقات ہیں جب تک وہ ذکر کرتی رہتی ہیں تو اس کو زندہ رہنے کا حق ہے اور جب وہ ذکر نہ کریں تو اللہ تعالیٰ اس کی جان لے لیتے ہیں، درخت کا پتہ جب تک وہ ذکر کرتا رہے گا وہ ہرا رہے گا اور جب اللہ کا ذکر کرنا بند کردے گا تو وہ سوکھ جائے گا اسی طرح گھاس کا مسئلہ ہے آپ ہر جگہ گھاس دیکھ رہے ہیں لیکن جہاں یہ ہری گھاس ہے وہیں سوکھی ہوئی گھاس ہے تو حدیث میں آتا ہے کہ جو گھاس ذکر کرنا بند کردیتی ہے اللہ تعالیٰ اس گھاس کو سکھا دیتے ہیں کہ اس کو زندہ رہنے کا حق نہیں ہے، دریا میں جو پانی بہتا ہے اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو پانی بہتا نہیں ہے وہ غلیظ ہوجاتا ہے، اللہ کا ذکر بند ہوجاتا ہے حدیث میں اسی لئے بیان کیا گیا کہ بہتے پانی کا حکم یہ ہے کہ وہ پاک ہے اور اس سے وضو اور غسل کرنا جائز ہے اور جو پانی کسی گڑھے میں جمع ہوا ہے بہتا نہیں اس پانی سے وضو اور غسل جائز نہیں ہے۔

ہم نے جانور کو ذبح کرنا بڑا مشکل بنا دیا

ہمارے یہاں ذبح کرنے کے عجیب وغریب مسائل گڑھ لئے ہیں آپس میں، مثلاً یہ کہ عورتوں کو ذبح کرنا جائز نہیں، شریعت میں ایسا نہیں ہے جس طرح مرد کو جانور ذبح کرنے کی اجازت ہے اسی طرح عورت کو بھی جانور ذبح کرنے کی اجازت ہے

اس میں کوئی قباحت نہیں، دوسرے یہ کہ ذبح کرنے والا پاک ہونا چاہئے یہ ہم نے خود بنالیا ہے حدیث میں آتا ہے کہ اگر انسان پر غسل جنابت بھی واجب ہے اور وہ بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر جانور ذبح کردے تو جائز ہے کوئی برائی نہیں۔ میں نہیں کہہ رہا ہوں مسئلہ بتا رہا ہوں ہر مومن اور مسلمان کو مسئلہ معلوم ہونا چاہئے ہم لوگوں نے پابندی لگادی کہ وضو بنائے تو ہی ذبح ہوسکتا ہے ایسا کچھ نہیں ہے ہم لوگوں نے پابندی لگادی کہ ٹوپی کے بغیر ذبح نہیں ہوسکتا ایسا بھی شریعت میں نہیں ہے، اگر صرف لنگی باندھے ہوا ہے تو بھی ذبح کرسکتا ہے وضو اور غسل اور پاکی کی پابندی یہ سب ہم نے لگائی ہے اس لئے ہم مؤذن صاحب اور امام صاحب کے تابع ہیں جب تک مؤذن صاحب اور امام صاحب نہیں آئیں گے مرغ اور بکرا وغیرہ ذبح نہیں ہوگا حالانکہ ہر مسلمان کو ذبح کرنے کی اجازت ہے یہاں تک کہ اگر کوئی یہودی اور نصرانی بھی بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرتا ہے تو اس کا ذبیحہ جائز ہے، ہندؤں اور سکھوں کا نہیں، یہود ونصاریٰ چونکہ اہل کتاب ہیں وہ بھی اللہ کے رسولوں اور نبیوں پر ایمان رکھتے ہیں ان کے پاس بھی تورات اور انجیل ہے اس لئے اگر وہ بھی بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر آپ کے سامنے ذبح کردیں تو ان کا ذبیحہ بھی حلال ہے اسلام نے اتنی آسانی رکھی ہے۔

علم وقلم اللہ کی عظیم نعمت ہے

بہرحال میں یہ عرض کررہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو ساری مخلوق جانتی ہے کہ اللہ ہی ہمارا پروردگار ہے وہی ہمارا خالق ومالک ہے اسی لئے تو اللہ کی حمد وثنا بیان کرتی ہے لیکن انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل ہے، دنیا میں جتنی مخلوق ہیں جب تک وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہیں زندہ رہتی ہیں اور جب ذکر کرنا چھوڑ دیتی ہیں تو اللہ تعالیٰ موت دیدیتے ہیں، مگر انسان کو یہ چھوٹ ملی ہے کہ وہ اللہ کا ذکر کرے یا نہ کرے پھر بھی اللہ

تعالیٰ اسے ہر طرح کا رزق مہیا کرتے ہیں، کتنے اللہ کے ناشکرے بندے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انھیں عیش وآرام دیدیا ہے، مال ودولت کی ریل پیل ہے یہ اللہ کا بے انتہا کرم ہے بندوں پر۔

اللہ رب العزت نے علم تو ساری ہی مخلوق کو عطا کیا ہے جتنے علم کی ضرورت ہر مخلوق کو تھی اس کے رہنے سہنے اور زندگی گذران کے تعلق سے اللہ تعالیٰ نے عطا کردیا مگر وہ علم جو انسان کو عطا کیا گیا وہ کسی اور کو نہیں عطا کیا گیا اسی طرح قلم صرف انسان ہی کو عطا کیا گیا ارشاد باری تعالیٰ ہے: عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ اللہ تعالیٰ نے قلم کے ذریعہ انسان کو سکھلایا وہ سب کچھ جو اس کو معلوم نہیں تھا۔ علم اور قلم یہ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتیں ہیں یہ دونوں چیزیں دے کر اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا نائب اور خلیفہ بنایا کہ تم دنیا کے سردار ہو۔

آج مسلمان دنیا میں اتنی بڑی تعداد میں ہیں کہ اس سے پہلے کبھی اتنی بڑی تعداد میں نہیں تھے لیکن جب قلیل تعداد میں تھے تو ساری دنیا انھیں معلم اور استاذ تصور کرتی تھی اور آج جبکہ ایک ارب سے بھی زائد ہیں تو معلم تو درکنار کوئی ان کو شاگرد بنانے کے لئے تیار نہیں ہے۔

کیا یہ ترقی ہے؟

یہ وہ حالات ہیں جو مسلمان نے اپنی غفلت سے پیدا کئے ہیں آج آپ یہودیوں میں چلے جائیں سینٹ پرسینٹ ان لوگوں میں پڑھے لکھے لوگ ملیں گے اس لئے آج ان کا میڈیا پر قبضہ ہے، ذرائع مواصلات پر قبضہ ہے، دنیا میں جتنا سونا ہے اور ہیرے جواہرات ہیں سب پر یہودیوں کا قبضہ ہے اور نصرانیوں میں یعنی انگریزوں میں سینٹ پرسینٹ انگریز پڑھے لکھے لوگ ہیں کوئی آدمی آپ کو جاہل نہیں

ملے گا اس لئے آج ان کی دنیا پر حکومت ہے جتنے ہتھیار بنارہے ہیں سب وہی بنارہے ہیں، جتنے راکٹ بن رہے ہیں سب وہی بنارہے ہیں، جتنے اسلحہ بن رہے ہیں سب وہی بنارہے ہیں، جتنی آج سائنسی ایجادات ہے سب ان ہی کی ہے اور دنیا کو بے وقوف بنانے میں انہوں نے اعلیٰ درجے کا کمال حاصل کرلیا ہے ہمارے یہاں اس وقت ہندوستان میں کھیل ہورہا ہے اس کو بولتے ہیں عالمی کھیل اور ہر آدمی خوش ہے کیا صاحب! ہمارے یہاں اتنا اچھا کھیل ہورہا ہے، ہمارے ملک نے کتنی ترقی کرلی ہے ایسی ایسی چیزیں کہ ہم کو معلوم نہیں ہیں ہر آدمی خوش ہے ہر ہندوستانی کا سینہ پھولا ہوا ہے، ہمارا ملک اتنا بڑا ہوگیا ہے کہ سات ہزار کھلاڑی ہندوستان میں آئے ہوئے ہیں باہر ملکوں سے ان کے لئے کھیل گاؤں بنایا گیا ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ اس وقت ہندوستان کی بیس فیصد آبادی سیلاب میں گھری ہوئی ہے حکومت کرنے والوں کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی ہے اندھے ہوگئے ہیں، بہرے ہوگئے ہیں، کم عقل ہوگئے ہیں کہ لوگ پانی میں رہ کر مچھلیوں اور جانوروں کی طرح زندگی گذار رہے ہیں ان حکومتوں کو انسانوں کی کوئی پرواہ نہیں ہے ہاتھی اور گھوڑے شیر باہر سے لاکر ان کا تماشہ دکھانے کے لئے تیار ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ کتنے لوگ ہیں جو غربت کی حالت میں ہیں اور ان کے پاس مکانات نہیں ہیں، بتائے جاتے ہیں کہ دنیا میں اس وقت چالیس کروڑ ایسے آدمی ہیں جن کے پاس گھر نہیں ہیں۔ عالمی رپورٹ ہے یہ جتنا پیسہ کھیلوں پر لگاتے ہیں اگر یہ پیسہ غریبوں کو دیدیں تو ہر آدمی کے پاس گھر ہوجائے تو کتنا اچھا ہو لیکن ہمارے حکام کی سوچ پر اللہ تعالیٰ بس رحم فرمائے اور عقل سلیم عطا فرمائے کہ اتنا بڑا پیسہ خرچ ہورہا ہے سات سو کروڑ روپیہ خرچ ہورہا ہے اس کھیل میں، ظاہر بات ہے کہ اس وقت پورے ہندوستان میں پینے کا صاف پانی میسر نہیں ہے پینتیس فیصد آبادی یعنی

تیس پر پانچ آدمی سو میں سے صحیح پانی پی رہے ہیں اور ساٹھ پر پانچ آدمی کو صاف اور صحیح پانی پینے کو میسر نہیں ہے ایسا ملک کہتا ہے کہ ہم ترقی کر گئے ہیں اور دنیا میں اونچا نام ہو رہا ہے کہ ہم نے عالمی کھیل منعقد کیے ہیں۔

ترقی علم ہی کے ذریعہ ممکن ہے

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ انگریز اور یہودی ان میں سنٹ پرسنٹ لوگ پڑھے لکھے ہیں آج دنیا میں جتنی کنٹرول والی چیز ہے جس سے انسانوں کی آبادیوں کو کنٹرول کیا جاسکتا ہے یہی دو یہود و نصاریٰ کنٹرول کر رہے ہیں، اب کھیل کے اندر جتنا ساز و سامان آیا ہے اس کا نوے فیصد سامان مغربی ممالک سے ایکسپورٹ کیا گیا ہے، دنیا کو بے وقوف بنانے والی بات کہ ساز و سامان وہ تیار کرتے ہیں اور پھر اس کا مصرف بھی بتاتے ہیں کہ یہ کام کرو گے تو یہ سامان اس میں لگے گا اور ہمارے حکام ذہنی طور پر اس کے غلام ہیں کہ وہاں سے ساز و سامان آئے گا وہ سامان یہاں لگے گا تو کھیل کا میدان اچھا ہوگا وہاں کے لوگ کھیلنے کے لئے آئیں گے تو کھیل اچھا ہوگا، پیسہ یہ خرچ کرتے ہیں اور فائدہ وہ اٹھاتے ہیں کس بنیاد پر؟ کہ ان کے پاس علم ہے، ان کے پاس ہنر ہے، جہاں علم و ہنر ہوگا وہ لوگ نر ہوں گے اور جو لوگ بے علم ہوں گے وہ خر ہوں گے، ہمارے یہاں یہ مثال ہے کہ گدھے تو ہم بنے ہوئے ہیں، وہ نر ہیں ان کے پاس علم ہے تو اسلحہ کے ذریعہ سے پیسہ لے رہے ہیں، ان کے پاس علم ہے تو سائنس کے ذریعہ پیسہ لے رہے ہیں، ان کے پاس علم ہے تو سواریوں کے ذریعہ سے پیسہ لے رہے ہیں، جتنی اچھی گاڑیاں بنتی ہیں، ہوائی جہاز بنتے ہیں سارے وہی بناتے ہیں، پیسہ ہم سے لیتے ہیں تو علم و ہنر جس قوم کے پاس ہوتا ہے وہی قوم دنیا میں ترقی کرتی ہے۔

میں غلاموں کی بھیک نہیں لیتا

آٹھ سو سال پہلے تک میں نہیں کہہ رہا ہوں، آپ تاریخ پڑھئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر جب تک مسلمان طاقت ور رہے ساری دنیا اس کو مانتی تھی کہ حقیقت میں یہ بہت بڑی قوم ہے جس زمانے میں اسپین پر حکومت تھی مسلمانوں کی تو انگلینڈ کا بادشاہ وہاں کے مسلم بادشاہ کو خط لکھتا ہے میرے یہاں سے جو نقوش عالم شائع ہوتا ہے اس میں لکھا ہے اس خط کو بڑے اونچے القاب سے لکھا ہے انگریز بادشاہ نے، انگلینڈ کوئی معمولی حکومت نہیں ہے آج بھی ایک زمانے میں جب اس کی حکومت تھی تو کہیں سورج غروب نہیں ہوتا تھا اتنی لمبی حکومت تھی، ہندوستان بھی اسی کا غلام تھا، ہم لوگوں نے دو سو سال غلامی میں گذارے ہیں، ہندوستان کے رہنے والے علامہ اقبال اسی زمانے میں مصر چلے گئے، قاہرہ کی جامع مسجد کے باہر گیٹ پر ایک فقیر رہتا تھا، مانگنے کے لئے تو علامہ اقبال نے اس کو پانچ روپے دیئے، اس زمانے میں پانچ روپے بہت ہوتے تھے، ہندوستان کے سو روپے اس وقت کوئی دیتا تھا تو اس کو پانچ سو سعودی ریال ملتے تھے، ہندوستان کا پیسہ اتنا بڑا تھا، ہندوستان سونے کی چڑیا کہلاتا تھا، اس زمانے میں، لیکن سوچ دیکھئے ہماری سوچ اور باہر کے لوگوں کی سوچ میں کتنا فرق ہے، فقیر کو پانچ روپے دیئے، اس نے دیکھا کہ بہت بڑا نوٹ ہے، سو سال پہلے پانچ روپے فقیر کو کوئی نہیں دیتا تھا، وہ اقبال تھے حکیم الامت تھے فقیر نے کہا بہت اچھا نوٹ دیا آپ نے بہت بہت شکریہ، پوچھا کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ کہا کہ ہندوستان کا رہنے والا ہوں، فقیر نے کہا ارے وہی ہندوستان جس پر انگریز لوگ حکومت کر رہے ہیں؟ کہا کہ ہاں! تو اس نے کہا کہ معاف کیجئے گا علامہ صاحب میں غلاموں کا چندہ اور غلاموں کی بھیک ہرگز

نہیں لیتا، آپ اپنے پانچ روپئے لے لیجئے، مسلمان ہمیشہ اتنا زیادہ غیرت مند رہا ہے کہ جس مسلمان پر دوسری قوم حکومت کررہی ہو اس کا بھیک لینا بھی دوسرا مسلمان پسند نہیں کرتا تھا، تاریخ کے یہ وہ اوراق ہیں یہ وہ واقعات ہیں جو ہمیں یاد رکھنے چاہئیں اور اپنے نوجوانوں کو سنانا چاہئے کہ آزادی کتنی بڑی نعمت ہے۔

ہم کہاں تھے کہاں پہنچ گئے

تو میں یہ عرض کررہا تھا کہ جن کے پاس علم اور ہنر ہے وہی ترقی کرتے ہیں، یہ لوگ آج علم وہنر کی وجہ سے ہم پر حکومت کررہے ہیں، آٹھ سو سال تک مسلمان پوری دنیا کو چلاتا رہا، کوئی سمندر کوئی دریا کوئی ایسی چیز باقی نہ رہی ہوگی جہاں پر مسلمان نہ پہنچا ہو اور انسانیت کی خدمت انجام نہ دی ہو، علم وہنر مسلمان کے پاس تھا اس زمانے میں انگلینڈ کا بادشاہ خط لکھتا ہے اسپین کے مسلمان بادشاہ کو بہت سارے القاب کے بعد لکھتا ہے کہ آپ سے میری یہ گذارش ہے کہ میری بھتیجی ایک وفد کے ساتھ آپ کے ملک میں آنا چاہتی ہے تا کہ آپ کے یہاں جو بڑے بڑے مدارس ہیں اور علمی مراکز ہیں ان میں یہ تعلیم حاصل کرے آپ سے گذارش ہے کہ آپ اپنے ملک میں ان کو رہنے اور علم حاصل کرنے کی اجازت دیں اور آپ کی نگرانی میں یہ علم حاصل کرکے اپنے ملک کی خدمت کرے، یہ انگریز اس زمانے میں مسلمانوں سے علم وہنر کی بھیک مانگتے تھے آج مسلمان بھیک مانگ رہا ہے، اس کو نہیں مل رہی ہے، بادشاہ نے مزید لکھا کہ ایک چھوٹا سا تحفہ میں آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں اس کو قبول فرمالیں۔ مسلم بادشاہ نے اس کے جواب میں لکھا ہمیں آپ کا خط ملا آپ کی بھتیجی اور جو طلبہ پڑھنے کے لئے آئے ہیں ہم نے ان کو داخل کرلیا ہے وہ ہمارے ملک کے بیت المال کے خرچ سے پڑھیں گے آپ کو خرچ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، آپ کا

تحفہ ہم نے قبول کرلیا ہے یہ قبول کرنا محبت واتحاد کی علامت ہے، جو وفد وہاں گیا تھا اس کے ہاتھ سے بادشاہ نے بھی تحفہ بھیجا اور اس میں لکھا کہ یہ اپنے ملک کے عوام کی طرف سے بھیج رہا ہوں تا کہ یہ محبت کا تحفہ آپ کو پہنچے اور آپ کے دل میں ہمارے ملک سے محبت پیدا ہو، اس زمانے میں مسلمان اس قابل تھے کہ لوگ اس سے ہر قسم کی بھیک مانگتے تھے آج مسلمان ایسا ہے کہ ساری دنیا کے سامنے ہر معاملے میں بھیک مانگتا ہے، اس لئے قوم کے ہر نوجوان ہر فرد کا کام ہے کہ علمی میدان میں آگے آئے۔

ہم اپنے کو بدلنے کی فکر کریں

میں نے جوتے سینے والے ایک غیر مسلم سے پوچھا، بڑے میاں تھے، چشمہ لگا کر جوتے سی رہے تھے، میں نے کہا کہ بڑے میاں آپ کے کتنے بچے ہیں؟ کہا کہ بھگوان نے دو بچے دیئے ایک بیٹا ہے اور ایک بیٹی، میں نے کہا کہ وہ تو بڑے ہوگئے ہوں گے آپ کیوں جوتے سی رہے ہیں؟ اس نے کہا کہ مولانا آپ کو معلوم نہیں ہے میں نے جوتے سی سی کر ایک بیٹی کو انجینئر بنایا ہے اور ایک بیٹا اب ایم بی اے کررہا ہے جوتے سی کر، آج ہم میں سے کوئی اگر پانچ سو روپئے کمارہا ہے تو صبح سے شام تک چٹ کرجاتا ہے فیشن میں کمی نہ آئے اور کسی چیز میں کمی نہ آئے، دوسری قوم کو دیکھئے اور سبق لیجئے میرے بھائیو، بزرگو اور دوستو! اللہ تعالیٰ ہم کو معاف فرمائے جو آدمی خود کو نہیں بدلتا اللہ تعالیٰ اس کو نہیں بدلتے، اسی کو قرآن کریم میں ان الفاظ سے ذکر کیا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ کہ جو قوم اپنے آپ کو نہیں بدلتی اللہ بھی اس کو نہیں بدلتے ہیں۔ اس کا علامہ اقبال نے بھی ان الفاظ میں نقشہ کھینچا ہے۔ ؎

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال خود اپنی حالت کے بدلنے کا

توان سب باتوں سے معلوم ہوا کہ جب تک ہم اپنے آپ کو نہیں بدلیں گے اللہ تعالیٰ بھی ہم کو نہیں بدلیں گے، کب تک ہم بھیک مانگتے رہیں گے، آج ہندوستان میں عیسائی دو پرسنٹ ہیں ان کے اسکول اور کالج بیس پرسنٹ ہیں، سکھ پورے ہندوستان میں دو پرسنٹ پر جتنی بھی ٹیکنیکل لائن ہے اس میں ان کا حصہ ہے حالانکہ وہ ہندوستان کی آبادی کا صرف دو فیصد ہیں اور مسلمان تیس فیصد ہیں اوران کے تین فیصد اسکول نہیں ہیں، ان کے پاس علم بھی نہیں، ہنر بھی نہیں رہا، ظاہر بات ہے کہ خوش حالی کہاں سے آئے گی؟ اس کے اندر سرداری کہاں سے آئے گی؟ یہ ملک کا بڑا کب بنے گا؟ ملک کو چلانے کی صلاحیت اس میں کہاں سے آئے گی؟ شکوہ کرنا چھوڑ دیں جو ہمارے لیڈران ہیں ان کو چھوڑ دیں، ان کو کھانے دیں، ان کے ضمیر مردہ ہوگئے ہیں وہ قوم کو بیچ کر کھارہے ہیں، ان کا شکوہ نہ کریں بلکہ اپنے نوجوانوں کو تیار کریں۔

ہم ہر میدان میں پیچھے ہیں

آج ہماری مسجدیں خالی ہیں، عمل نہیں ہے اس لئے خالی ہیں، آج ہمارے مدارس طلبہ سے ترستے ہیں، دینی علم کی اہمیت نہیں ہے، آج بنگلور میں الحمدللہ مسلمان بہت اچھے اچھے کالج چلارہے ہیں میری ہمیشہ ان سے بات ہوتی رہتی ہے کہتے ہیں کہ مسلم کالجوں میں بھی مسلمانوں کے بچے کم ہی آتے ہیں، الامین جو مسلم کالج ہے اس میں بھی مسلمان کم ہی ہیں، پندرہ پرسنٹ مسلمان بچے ہیں باقی سارے کے سارے غیر مسلم ہیں، ہم کہاں تھے کہاں چلے گئے۔

دوستو! ہمیں اپنے آپ کو بدلنا ہوگا یہ ہماری رفتار بہت تھکی ہوئی رفتار ہے کہ کبھی ہم دوسروں کے برابر نہیں ہوسکتے، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنا سرمایہ گولڈ خریدنے کی بجائے دوسری علم کی چیزیں خریدنے میں لگائیں تاکہ ہمارے بچے آگے

چل کر بڑے ہوں اور وہ ملک وملت اور دین کی خدمت کریں، آپ کے پاس پیسہ ہے تو مسجد بھی بنا سکتے ہیں، آپ کے پاس پیسہ ہے تو آپ سرائے بھی بنا سکتے ہیں، مسافر خانہ بھی بنا سکتے ہیں، جب آپ کے پاس علم وہنر نہیں ہے تو آپ کے پاس پیسے کہاں سے آئیں گے؟ آدمی محنت سے کتنا پیسہ کماتا ہے، محنت سے پیسہ نہیں کمایا جاتا، پیسہ علم وہنر سے کمایا جاتا ہے، دنیا میں جو لوگ بڑے بنتے ہیں وہ علم وہنر سے بڑے بنتے ہیں، محنت سے نہیں بنتے، محنت تو ہم سے زیادہ گدھے کرتے ہیں، بہت زیادہ بوجھ ڈھوتے ہیں، کتے کو گدھے سے زیادہ علم ہے اس کو معلوم ہے سونگھ کر بتا سکتا ہے کہ کس نے چوری کی ہے، وہ گھر کی حفاظت کرتا ہے، کھیتی باڑی کی حفاظت کرتا ہے، کوئی ادھر سے گذرتا ہے تو بھونک کر بتاتا ہے کہ چور آگیا ہے تو مالک کیا کرتا ہے اس کو بہترین گھر میں رکھتا ہے، گوشت کھانے کو دیتا ہے، اچھے ڈاکٹر سے چیک اپ کراتا ہے کہ اس کو کوئی بیماری تو نہیں اب ٹی وی اس کے سامنے رکھتے ہیں کہ کتا بیزار نہ ہو۔

بہرحال آج ہمارے پاس علم نہیں ہے، ہنر نہیں ہے۔ دوستو! ہماری قدر نہیں ہے ہم ان کے محتاج ہیں ان کے دست نگر ہیں اس لئے ہر مسلمان ہر مومن کو علم حاصل کرنے کا جذبہ ہی نہیں بلکہ مستعد ہوجانا چاہئے، تیار ہوجانا چاہئے اور ہمیں یہ طے کرلینا چاہئے کہ ہمارے اپنے بچوں میں سے کوئی بچہ ایسا باقی نہ رہے جس کے پاس دین اور دنیا کا علم نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

بدگمانی کا انجام دنیا و آخرت میں تباہی

مجلس نمبر (۱۵)

مجلس مبارک ۱۷ر ذی قعدہ ۱۴۳۰ھ، مطابق ۶ر نومبر ۲۰۰۹ء بعد نماز جمعہ

بحمد اللہ تعالیٰ۔ آج کی اصلاحی مجلس میں بہت سے مریدین ومتوسلین خانقاہ رحیمی دار العلوم محمدیہ میں تشریف فرما تھے۔ ایک طالب علم نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور شاعر اسلام حضرت مولانا ڈاکٹر اظہار افسر صاحب دامت برکاتہم خلیفہ ومجاز حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ نے اپنے مخصوص لحن میں نعت شریف بارگاہ رسالت میں پیش کی۔ حضرت والا اور حاضرین پر رقت طاری ہوگئی۔ کچھ دیر سنبھلنے کے بعد حاضرین سے ایک صاحب نے بدگمانی کے متعلق کچھ عرض کیا۔ ان کی بات سننے کے بعد حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ نے فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَعْضُکُمْ بَعْضًا وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْحَزْمُ سُوْءُ الظَّنِّ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

بزرگان محترم نوجوانان اسلام اور عزیز طلباء! محسن کائنات، فخر موجودات، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانوں کو ایک اہم اور تباہ کن بیماری کی طرف اشارہ فرمایا ہے، وہ ایسی بیماری ہے جس کا اعضاء انسانی پر کوئی اثر نمایاں نہیں ہوتا، نہ آدمی بیمار پڑتا ہے نہ کسی قسم کی دوا کی اس کو ضرورت پڑتی ہے لیکن اس بیماری کے آنے کی وجہ سے پورا خاندان ومعاشرہ اور قوم وملک تباہ وبرباد ہوجاتے ہیں، شریعت کی اصطلاح میں اس بیماری کا نام بدگمانی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بدگمانی سے بچو۔ اگر دو بادشاہوں کے درمیان بدگمانی ہوجائے تو سیکڑوں ہزاروں بے قصور افراد لقمہ اجل بن جائیں، صفحہ تاریخ پر ایسی بہت مثالیں ہیں، دہلی پر کوئی بادشاہ حملہ کرنے کیلئے آیا چونکہ طاقتور بادشاہ تھا بڑے ہی لاؤ لشکر کے ساتھ آیا اور اس زمانہ کے اعتبار سے آلات حرب وضرب سے بھی پوری طرح لیس تھا اور ہندوستان کو اس سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہ تھی اسلئے دہلی کے بادشاہ نے اپنی اور اپنے ملک وقوم کی عافیت اس میں سمجھی کہ صلح کرلیں چنانچہ صلح کرلی لیکن کسی چغل خور نے چپکے سے اس بادشاہ سے جاکر کہہ دیا کہ دہلی کے بادشاہ کو آپ سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں تھی اسلئے ڈر کر صلح کرلی تاکہ آپ مطمئن ہوجائیں اور اندر اندر لڑائی کی تیاری کر رہا ہے تاکہ دھوکہ سے آپ پر حملہ کردے، اب اتنا سننا تھا اس بادشاہ کا پارہ گرم ہوگیا اور یہ تک نہ سوچا کہ آخر یہ کہنے والا شخص جھوٹا ہے یا سچا بس اپنی پوری فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا پھر کیا تھا دہلی میں قتل کا بازار گرم ہوا اور گلی کوچوں میں پانی کی طرح خون بہنے لگا۔ تو یہ ہے بدگمانی کا نتیجہ اور تحقیق نہ کرنے کا انجام۔

میری آنکھیں جھوٹی ہیں اللہ کا نام سچا ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ بندے اور نبی ورسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے بغیر باپ کے پیدا فرمایا اور عظیم الشان کتاب انجیل عطا فرمائی اور آج بھی عیسیٰ علیہ السلام

حیات ہیں، قربِ قیامت میں تشریف لائیں گے اور عدل وانصاف قائم کریں گے اور پوری دنیا میں اسلام کا بول بالا ہوگا اتنے عظیم الشان پیغمبر کیا انکے متعلق کوئی یہ گمان بھی کرسکتا ہے کہ وہ نعوذ باللہ جھوٹ بول سکتے ہیں؟ اہلِ سنت والجماعت کا تو عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں ان سے کوئی بھی گناہ سرزد نہیں ہوسکتا ہے نہ کبیرہ نہ صغیرہ، نہ نبوت سے پہلے نہ نبوت کے بعد اسلئے کہ نبی کا ہر عمل امت کیلئے اسوہ اور نمونہ ہوتا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تعلق سے آتا ہے کہ ایک مرتبہ انھوں نے ایک شخص کو چوری کرتے ہوئے دیکھا لیکن جب اس سے کہا کہ میں نے تم کو چوری کرتے ہوئے دیکھا ہے تو اس نے انکار کیا اور قسم کھائی کہ میں نے چوری نہیں کی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ تو جھوٹا ہے اور ایک نبی کو جھٹلا رہا ہے بلکہ یہ فرمایا کہ میری آنکھیں جھوٹی ہیں اور اللہ کا نام سچا ہے۔ یعنی تو اللہ کا نام لے کر قسم کھا کر کہتا ہے کہ چوری نہیں کی تو سچ کہتا ہے میری آنکھیں دھوکہ کھا گئیں اور ہم ہر وقت گناہوں میں ملوث ہیں، کسی کے متعلق ذرا بھی شبہ ہوجائے تو فوراً اس سے بدظن ہوجاتے ہیں اور یقین کرلیتے ہیں کہ فلاں شخص ایسا ہے ویسا ہے حالانکہ یہ طریقہ ہمارا بڑا ہی غلط ہے، حسن ظن کیلئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں پڑتی، مگر کسی کے تعلق سے بھی آپ اچھائی قائم کرسکتے ہیں اس میں آپ کو کوئی گناہ نہیں ہوگا مگر بدظنی کیلئے دلیل قوی کی ضرورت ہے۔

کسی گنہگار کو بھی برا مت کہو

اگر کوئی شخص برائیوں میں مبتلا ہے تو اس کو بھی لعن طعن نہ کریں ہاں اس کو نصیحت اور خیر خواہی کرسکتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جو شراب پیئے ہوا تھا، شریعت کے موافق اس کو حد جاری کی گئی، کچھ دنوں کے بعد پھر اس نے شراب پی لی پھر اس کو کوڑے لگائے گئے، اسی طرح کئی دفعہ ہوا لیکن اپنی عادت سے باز نہیں

آیا تو کسی صحابی نے لعن طعن کردیا یعنی برا بھلا کہہ دیا تو آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ برا بھلا مت کہو۔ جو آدمی گناہوں سے بچے اس کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو گناہوں سے محفوظ کرلیا نہ یہ کہ غرور اور تکبر کرے اور نہ گنہگار آدمی کو حقیر اور جھوٹا سمجھے نہ معلوم اس گنہگار کی کون سی ادا اللہ کو پسند آجائے اور عمر بھر کے گناہوں کا کفارہ ہوجائے اس لئے نیکیوں پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔

ہمارے حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ آدمی کو اگر کسی کی طرف سے بدگمانی ہوجائے اور برائی آجائے تو اس کی خوبیوں کو سامنے رکھ کر اس کیساتھ معاملہ اچھا رکھے، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک شخص نے حضرت کو برا بھلا کہا لوگوں نے حضرت سے فرمایا کہ حضرت! فلاں شخص آپ کو ایسا کہتا ہے حضرت نے سن کر خاموشی اختیار فرمائی اور جواباً ان کو برا بھلا نہیں کہا، ایک دن ادھر جانا ہوا تو سب سے پہلے اسی آدمی کے گھر گئے اور سلام کیا خیریت بھی پوچھی اور فرمایا کہ آپ سے ملنے کا دل چاہتا تھا حالانکہ وہ آدمی بہت معمولی تھا، اگر وہ گالیاں دیتا برا بھلا کہتا تو اس سے حضرت والا کی ذات پر کوئی اثر نہیں پڑتا لیکن حضرت کی اعلیٰ ظرفی تھی کہ اس چھوٹے اور معمولی آدمی کی بھی آپ نے عزت بڑھائی اور جب اس سے مل کر باہر نکلے تو فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ کسی ایمان والے کی طرف سے میرے دل میں بدگمانی پیدا ہو۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق کریمہ

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سبق پڑھا کر درسگاہ سے نکلتے ہیں ایک شخص آپ کو گالیاں دیتا ہے، آپ کے بچوں اور خاندان کو بھی گالی دے رہا ہے لیکن حضرت خاموشی سے چل رہے ہیں، حضرت کوئی معمولی انسان نہیں اللہ تعالیٰ نے علم دین میں وہ مقام ومرتبہ عطا کیا کہ امام اعظم کے لقب سے رہتی دنیا تک ان کو یاد کیا جائے گا اور

سارے ہی مسلمان ان کے علم وتحقیق اور مسائل وفقہ سے استفادہ کرتے رہیں گے اور آج پچھتر فی صد مسلمان انھیں کے مسلک پر عمل پیرا ہیں، مال و دولت سے بھی اللہ تعالیٰ نے خوب خوب نوازا تھا اور بڑے بڑے امراء وسلاطین ان کے سامنے دوزانو ہوکر بیٹھا کرتے تھے، علماء کی ایک بڑی تعداد کو اپنی طرف سے تنخواہ دے کر دین کے کام میں لگاتے لیکن ایک شخص آپ کو گالیاں دے رہا ہے جب حضرت اپنے گھر پہنچ گئے تو اس سے فرمایا کہ اب میرا گھر آ گیا اگر تمہاری گالیاں ختم ہوگئی ہوں تو بہت اچھی بات ہے تشریف لے جایئے اور اگر ابھی ختم نہیں ہوئی تو اندر آجایئے گالیاں دیتے رہیے جب ختم ہوجائیں گی تو پھر چلے جایئے گا، اس آدمی نے کہا کہ حضرت واقعی آپ امام اعظم ہیں اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں، اگر میں کسی اور کو گالیاں دیتا تو وہ ہرگز نہ چھوڑتا لیکن آپ کا اخلاق تو بڑا اونچا ہے کہ آپ نے اپنا گھر بھی کھول دیا کہ اندر آ کے گالیاں دو، حضرت! میں معافی چاہتا ہوں۔

آپ اس سے اندازہ لگایئے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق کتنے بلند تھے، آدمی کے اخلاق جب اچھے ہوں گے تو دشمن بھی دوست بن جائیں گے۔

سوئے ظنی کا ایک واقعہ

ہمارے یہاں مظفرنگر میں ایک گاؤں ہے وہاں ایک بقال رہتا تھا جس کو سٹھی کہتے ہیں، یہ سٹھی پچیس سالوں سے ایک مسلمان کے ساتھ سپاری کا کاروبار کرتا تھا لوگ کہا کرتے تھے کہ یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک مسلم اور ایک غیر مسلم اس طرح سے کاروبار کررہے ہیں اور پچیس سالوں سے چلا آرہا ہے، کوئی اختلاف نہیں، کوئی لڑائی نہیں، وہاں ایک شیطان صفت انسان بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا یہ کون سی بڑی بات ہے میں تو دو منٹ میں ان دونوں کے درمیان اختلاف وانتشار کی ہوا چلا دیتا ہوں، لوگوں کو

اس کی بات پر بڑی حیرت ہوئی کہ سالوں سے چلا آرہا یہ تعلق کیسے کوئی ختم کرسکتا ہے مگر اس نے ان دونوں کے بیچ اختلاف کرادیا، دیپاولی کا زمانہ شروع ہونے والا تھا، دو دن پہلے یہ دونوں حساب کتاب کرنے کیلئے بیٹھے اب وہ آدمی جس نے پھوٹ ڈالنے کا بیڑا اپنے سر لیا تھا وہ پہنچا اور اس مسلم سے کہا کہ آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے تھوڑی سن لیجئے تو اس مسلم نے کہا کہ ہم حساب کرنے بیٹھے ہیں بعد میں بات کرلیں گے مگر اس نے اصرار کیا کہ اسی وقت بات کرنا ضروری ہے چنانچہ نہ چاہتے ہوئے بھی وہ اسکے پاس پہنچا تو اس آدمی نے اس مسلمان کے کان میں اپنا منہ لگایا اور ہونٹ ہلائے اور پھر ہٹا لئے اور چلا گیا، اس کا غیر مسلم شریک سب دیکھ رہا تھا اس نے پوچھا کہ حساب کے وقت ہی تمہارا ساتھی آیا اور آج پچیس سال ہوگئے مگر کبھی اس طرح سے کسی نے تم سے بات نہیں کی، ہو نہ ہو کوئی راز ہے بتاؤ، اس نے کیا کہا؟ اس نے کہا کہ کچھ نہیں صرف منھ کان کے پاس لگا کر خاموش رہا مگر سٹھی نے اس کی بات پر یقین نہ کیا وہ قسم پر قسم کھائے جارہا ہے مگر سٹھی کو بدگمانی ہوگئی کہ یہ مجھ سے چھپا رہا ہے، اس نے صاف کہہ دیا کہ اگر بتاؤ گے تو ہمارا تمہارا ساتھ رہے گا ورنہ نہیں، آخر وہ بے چارہ کیا بتائے جب کوئی بات ہی نہیں، آخر کار پچیس سالوں سے جو آپسی کاروبار چل رہا تھا اور خوش حال زندگی بسر ہو رہی تھی مگر تھوڑی سی بدگمانی کی وجہ سے جدائیگی ہوگئی۔

بدگمانی سے بچو

اسی لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَلْحَزْمُ سُوْءُ الظَّنِّ دوراندیشی بدگمانی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور کسی (کے عیب کا) سراغ نہ لگاؤ۔ اسی طرح نبی اکرم

ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ گمان سے بچو کیونکہ گمان جھوٹ بات ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے بلایا اور فرمایا منھ کھولو، انھوں نے منھ کھولا، آپ ﷺ نے فرمایا معاذ! اس سے ڈرتے رہنا یعنی زبان کی حفاظت بہت ضروری ہے۔ زبان ہی کی بداحتیاطی کی وجہ سے کتنے لوگ جہنم میں جائیں گے، وہ لوگ جو دوسروں کی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں، لوگوں کے عیب کی تلاش میں رہتے ہیں قیامت کے دن ان کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا، اللہ تعالیٰ کے یہاں ہر چیز میں انصاف ہوگا، زبان نے غلطی کی تو اس کو الگ سزا دی جائے گی، کان نے غلطی کی تو اس کو الگ سزا دی جائے گی اور ہر ایک اپنے کیئے ہوئے کی گواہی دیں گے۔ یَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ جس دن ظاہر کر دیں گی ان کی زبانیں اور ہاتھ اور پاؤں جو کچھ وہ کرتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ مجرم کا منہ بند کر دیا جائے گا مگر زبان اور ہاتھ پاؤں بولیں گے اور ان میں سے ہر عضو اس عمل کو ظاہر کرے گا جو اس کے ذریعہ سے کیا گیا۔

اس کا جھوٹ تمہارے سچ سے بہتر

ہندوستان میں برٹش گورنمنٹ کے زمانہ میں ایک مجسٹریٹ نے ایک شخص کو پھانسی کی سزا دی، وہ دیہات کا رہنے والا آدمی تھا اس نے سوچا کہ جب جان جا ہی رہی ہے تو جج کو جی بھر گالی دے دوں، اس نے گالی دینی شروع کر دی، چونکہ جج اس کی زبان سے واقف نہیں تھا اس لئے وہ سمجھ نہ سکا، دوسرے سے پوچھا کہ یہ کیا کہہ رہا ہے؟ تو اس نے بتایا کہ دیہاتی کہہ رہا ہے کہ جج تو بڑے لوگ ہوتے ہیں اور بڑے لوگ دوسروں کو معاف کر دیتے ہیں مگر یہ کیسا جج ہے کہ اس نے مجھے پھانسی کی

سزا سنا دی، اسی نوجوان کی بغل میں ایک شخص بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا جج صاحب! یہ جھوٹ کہہ رہے ہیں، وہ شخص تو آپ کو گالیاں دے رہا ہے تو جج نے کہا کہ اس کا جھوٹ تمہارے سچ سے بہتر ہے کیونکہ اس کے جھوٹ سے ایک شخص کی جان بچ رہی ہے اور تمہارے سچ سے ایک جان جا رہی ہے۔ چنانچہ اس کو رہا کر دیا گیا۔

انگریزوں نے ہندوستان ایک طویل عرصہ تک غلام بنائے رکھا اور پورے ملک کا ستیاناس کر دیا، سونے کی چڑیا کہلانے والا ہمارا ملک ہندوستان کنگال ہوگیا، یہاں سے ہیرے جواہرات اور کھانے پینے کی اشیاء انگریز لٹیروں نے اپنے ملک منتقل کر لی۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نقش حیات میں لکھتے ہیں کہ ایک سو بیس سال تک روزانہ چائے پانی کے جہاز بھر کر ہندوستان سے انگلینڈ جاتے تھے، ایک سو بیس سال میں اتنے ہیرے جواہرات لے کر گئے کہ ان کو جمع کیا جائے تو پانچ پانی کے جہاز بھر جائیں گے، روزانہ ایک ہزار کنٹل گیہوں اور ایک ہزار کنٹل چاول یہاں سے جاتا تھا، برٹش حکومت کے پاس کیا تھا، ساری دنیا سے لوٹ کر اس نے اپنا خزانہ بھرا، اور اپنے میوزیم میں لے جا کر رکھا۔

ہمارے لیڈران پر آج بھی غلامی کا احساس ہے

انگریزوں کے ہندوستان چھوڑے ہوئے آج باسٹھ سال ہوگئے لیکن ہمارے ملک کے لیڈران برٹش حکومت سے ڈرتے ہیں، اس کو اپنا باپ مانتے ہیں، ایک صاحب ہمارے ملنے والوں میں سے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں ملکہ الزبتھ کے یہاں ادنیٰ سا ملازم ہوں، ملکہ الزبتھ کون ہے؟ جو انگلینڈ کی رانی کہلاتی ہے وہ وہاں کی بادشاہ ہے، اس کی فیکٹری کا معمولی ملازم ہے، کوئی بڑا آدمی نہیں ہے ہندوستانی ہے، الہ آباد کا رہنے والا ہے انھوں نے بتایا کہ مولانا ہمارا جہاز جب انڈیا آتا ہے ملکہ الزبتھ کے

کام سے تو ہمارے جہاز کی کوئی چیکنگ نہیں، کوئی ویزا نہیں، کوئی سیکوریٹی نہیں، وہاں سے فون آتا ہے اس نمبر کا جہاز آتا ہے وہ اپنا کام کریں گے اور چلے جائیں گے، ہم پورے شہر میں گھومتے ہیں، بنگلور جانا ہو، ممبئی جانا ہو، کہیں بھی گئے اپنا کام کیا پھر ایسے ہی چلے گئے، کوئی انکوائری کرنے والا نہیں اور ہندوستان کا وزیر اعظم بھی وہاں جاتا ہے تو اس کو ننگا کرکے دیکھتے ہیں کہ کوئی ایٹم بم تو نہیں ہے، ہمارے لیڈران کے ذہن ودماغ پر انگلینڈ کا بھوت سوار ہے، مسلمان اگر ہوتا تو خدا کی قسم کبھی نہ ڈرتا، مسلمان تو صرف اللہ سے ڈرتا ہے۔

زبان کی حفاظت کریں

میں یہ عرض کررہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں انصاف ہوگا، ہر عضو کو اس کے کئے ہوئے کی سزا ملے گی، زبان دیکھنے میں تو چھوٹی سی ہے لیکن اسی کی وجہ سے بہت سے لوگوں کا خون ہوتا ہے، عزت ووقار خاک میں مل جاتا ہے، اگر زبان کا استعمال صحیح طور پر کیا جائے تو عزت واحترام کے بام عروج کو پہنچا دیتی ہے اس لئے زبان کے سلسلہ میں ہر وقت ڈرتے رہنا چاہئے، جو کچھ کہنا ہو سوچ کر کہیں، کہہ کر نہ سوچیں اور کسی کے تعلق سے اپنے دلوں میں کوئی بدگمانی قائم نہ کریں اس سے صرف نقصان ہی نقصان ہے، جو شخص کسی کے تعلق سے بدگمانی کرتا ہے تو اس کی نیکیاں ضائع ہوجاتی ہیں، غیبت، چغل خوری، بغض، حسد، بدگمانی یہ ایسے امراض ہیں جو انسان کو لے ڈوبتے ہیں اور جس آدمی کے اندر ان میں سے کوئی مرض ہوگا تو لوگ اس سے نفرت ہی کریں گے، غیبت کی قباحت بیان کرتے ہوئے ایک موقع پر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا غیبت زنا سے بھی بڑھ کر ہے۔ آدمی زنا سے توبہ کرلیتا ہے اس لئے اس کو احساس ہوتا ہے اور فکر لگی رہتی ہے کہ میں نے ایک گناہ کا

ارتکاب کرلیا ہے لیکن غیبت کو آدمی گناہ ہی نہیں سمجھتا تو اس سے توبہ کیسے کرسکتا ہے؟ اور آج یہ برائی ہمارے معاشرے میں بڑی عام ہوتی جارہی ہے جبکہ قرآن کریم نے غیبت کرنے کو مردہ بھائی کے گوشت کھانے سے تعبیر کیا ہے۔ وَلَا یَغْتَبْ بَعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْہُ اور تم میں کوئی شخص یہ پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے تم اس کو ناپسند کروگے۔

دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کی تہمت، غیبت، بدگمانی اور تمام برائیوں سے حفاظت فرمائے اور اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

آخرت میں
صرف اپنے اعمال ہی کام آئیں گے

مجلس نمبر (۱۶)

مجلس مبارک ۷؍محرم الحرام ۱۴۳۱ھ، مطابق ۲۵؍دسمبر ۲۰۰۹ء بعد نماز جمعہ

بحمداللہ تعالیٰ۔ آج سرکاری تعطیل کی وجہ سے مجلس میں شریک حضرات کی تعداد غیر معمولی تھی۔ کچھ حضرات ٹمکور شہر سے بھی تشریف لائے تھے اور بی ٹی یم لے آؤٹ بنگلور کے علاقہ سے بھی۔ نورانی وعرفانی مجلس کے آغاز پر حضرت حبیب الامت مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ خانقاہ رحیمی میں تشریف فرما تھے۔ ذکر بالجہر کے بعد اجتماعی دعائے خیر ہوئی۔ اسکے بعد حاضرین میں سے ایک صاحب نے اعمال صالحہ کے متعلق سوال کیا تو حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. تِلْکَ اُمَّةٌ

قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

بزرگان محترم نوجوانان اسلام اور عزیز طلباء!

یہ دنیا دارالعمل ہے، آدمی کو اختیار دیا گیا خواہ وہ برائی کے راستہ کو اختیار کرے یا اچھائی کے راستے کو۔ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا پھر اس کی بدکاری اور پرہیزگاری کا اس کو صلہ دیا اور نتیجہ بھی بتلا دیا گیا کہ جو نیک عمل کریں گے ان کو جنت ملے گی اور جو برائیوں اور گناہوں میں ملوث رہیں گے اور ایمان وعمل صالح کی دولت سے محروم رہیں گے ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے، دنیا ہی میں آدمی جتنا چاہے نیک کام کرلے آخرت میں کوئی عمل کرنے کا موقع نہیں ملے گا وہاں تو صرف نتیجہ اور رزلٹ ہی آئے گا اور وہ ایسا موقع ہوگا کہ کوئی کسی کے کام نہیں آئیگا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

میں نے جو آیت کریمہ شروع میں پڑھی ہے اس میں یہی بیان کیا گیا کہ یہ ایک جماعت تھی جو گذر چکی، اسکا کیا ہوا اسکے کام آئے گا اور تمہارا کیا ہوا تمہارے کام آئیگا اور تم سے نہیں پوچھا جائے گا اس چیز کے بارے میں جو وہ کرتے تھے۔ آدمی دنیا میں جیسا عمل کرے گا مرنے کے بعد ویسی ہی جزا پائے گا، وہاں کوئی کسی کے کئے ہوئے کا ذمہ دار نہیں۔ ہمارے بہت سے بھائی ایسے ہیں جو یہ سوچتے ہیں کہ ہم تو سرور کونین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہیں ہم کو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بخشوا ہی دیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت کر ہی دیں گے، یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم شافع اور مشفع بھی ہیں، سب سے پہلے آپ علیہ السلام ہی کو سفارش کرنے کا موقع دیا جائے گا اور سب سے پہلے آپ علیہ السلام کی شفاعت قبول کی جائے گی مگر اسکے کچھ اصول وضوابط بھی تو ہیں اپنی من مانی زندگی گذارتے ہیں اور پھر یہ خیال کریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری سفارش کریں گے سراسر گمراہی ہے۔

وہاں تو نفسی نفسی کا عالم ہوگا

قیامت کا دن تو بڑا ہی ہولناک ہوگا، وہاں پر ہر ایک کو اپنی پڑی ہوگی، کوئی کسی کو نہیں پوچھے گا۔ یَوۡمَ یَفِرُّ الۡمَرۡءُ مِنۡ اَخِیۡهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِیۡهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیۡهِ لِكُلِّ امۡرِیٴٍ مِّنۡهُمۡ یَوۡمَئِذٍ شَاۡنٌ یُّغۡنِیۡهِ اس دن آدمی اپنے بھائی اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی اور بیٹے سے بھاگے گا، ان میں سے ہر ایک کی اس دن ایسی حالت ہوگی جو دوسرے سے بے نیاز کردے گی۔ کسی اردو شاعر نے کتنی اچھی بات کہی ہے۔

یقیناً آئے گا وہ دن کہ جب محشر بپا ہوگا
وہاں نہ باپ بیٹے کا نہ بیٹا باپ کا ہوگا

ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے زانو پر سر مبارک رکھ کر لیٹے ہوئے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! آپ تو قیامت کے دن ہماری مغفرت کرائیں گے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سن لو وہ دن ایسا سخت ترین دن ہوگا کہ میں تمہاری مغفرت نہیں کرا سکتا ہوں، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں، عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ساتھ نہیں دیں گے تو کون ساتھ دے گا؟ فرمایا اللہ اکبر اللہ کی ذات سب سے بڑی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کہاں پر ملیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تین جگہ تلاش کرنا، اگر تمہارے اعمال اچھے ہوں گے تو میں تمہارا ساتھ دوں گا۔ تو اعمال کا اچھا ہونا شرط ہے، دنیا کا دستور یہ ہے کہ اگر بیوی شوہر کا کہنا نہیں مانتی تو شوہر رکھنے کیلئے تیار نہیں، نام لے کر نہیں کہتا ایک صاحب ہیں شہر بنگلور ہی کے، ہمارے پاس علاج کیلئے آتے رہتے ہیں، چودہ سال بیوی کے ساتھ رہے، بیوی کے دماغ میں فرق آگیا اور وہ اول پول بکنے لگی، شوہر نے علاج کرایا، علاج فائدہ مند نہیں ہوا تو

شوہر نے بیوی کو میکے میں لے جا کر چھوڑ دیا، جب تک عورت صحت مند رہی اس وقت تک تو اس کو اپنے پاس رکھا اور جب دماغ میں فرق آگیا اور وہ معذور و مجبور ہوگئی تو شوہر بھی رکھنے کیلئے تیار نہیں، اولاد نافرمان ہوجائے تو باپ کہتا ہے کہ میں نے اس کو الگ کردیا، چلے جاؤ، جائداد میں کوئی حصہ نہیں مگر نبی اکرم ﷺ تو رحمۃ للعالمین رؤف رحیم ہیں فرماتے ہیں کہ تم نیک عمل کی کوشش کرتے رہو پھر بھی اعمال میں کمی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ بخش دیں گے، اللہ تعالیٰ کے حکم سے میں تمہاری سفارش کروں گا لیکن جب دفتر اعمال ہی سے خالی ہوگا تو کچھ بھی نہیں ہونے والا ہے۔

الغرض آپ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ مجھے پل صراط پر تلاش کرنا، اگر وہاں نہ ملوں تو حوض کوثر پر تلاش کرنا اور وہاں نہ ملوں تو میزان کے پاس تلاش کرنا جہاں اعمال نامے تولے جائیں گے، ان تین جگہوں میں سے کسی ایک جگہ ضرور ملوں گا، نبی اکرم ﷺ اپنی امت کی سفارش فرمائیں گے اور بہت سے لوگ آپ ﷺ کی سفارش ہی کی وجہ سے جنت میں داخل کئے جائیں گے مگر سفارش ہی پر صرف تکیہ کر کے نہیں بیٹھ جانا اعمال کا ہونا بھی شرط ہے۔

فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا

جنت کی عورتوں کی سردار آپ ﷺ کی سب سے چہیتی اور لاڈلی بیٹی حیدر کرار کی بیوی، حضرات حسنین کی ماں حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا جن کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں اس درجہ پردے کا اہتمام کہ کسی نامحرم کی کبھی نظر نہ پڑے۔ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لاتے ہیں سلام کرتے ہیں اور اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں تو فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں ابو جان! میرے سر پر اوڑھنی نہیں ہے، ایک محتاج اور فقیر عورت آئی تھی تو سر کی اوڑھنی اتار کر اس کو دیدی،

آپ ﷺ نے اپنی چادر مبارک اتار کر اندر پھینک دی اور کہا کہ بیٹی اس کو اوڑھ لو، میں اندر آجاتا ہوں۔ ہمارے گھروں کا کیا حال ہے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے، بیٹی کا سر سینہ کھلا رہتا ہے اور اسی حالت میں باپ کے سامنے آجاتی ہیں مگر نہ باپ کو کوئی غیرت آتی ہے نہ بیٹی کو کوئی شرم، اور فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا سر کھلا ہے تو باپ کے سامنے آنا پسند نہ کیا، ایسی حیادار عورت کے جب انتقال ہونے کا وقت آتا ہے تو وصیت کر جاتی ہیں کہ میرے انتقال کی کسی کو اطلاع مت دینا، مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی نامحرم مجھے نہ دیکھ لے۔ ہمارے یہاں کیا دستور ہے کہ عورت کا جنازہ مسجد میں لایا جاتا ہے تو ہر آدمی کوشش کرتا ہے کہ میں دیکھ لوں، ارے اللہ کے بندو! شرم کرو زندگی میں تو تم سے پردہ تھا اب مرنے کے بعد دیکھنے کی کوشش کر رہے ہو۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب میرا جنازہ لے کر چلو تو صرف گھر کے آدمی ہوں باہر کا کوئی آدمی نہ ہو اور جنازے کی چارپائی کے اوپر درخت کی نرم شاخیں کاٹ کر کمان بنا دینا ایک بیچ میں ایک سر کی طرف اور ایک پاؤں کی طرف پھر اس کے اوپر سے چادر ڈالنا تاکہ اندر کا حصہ نظر نہ آئے، آج جو ہمارے یہاں جنازے کا پلنگ بنایا جاتا ہے یہ اسی کی نقل ہے۔ الغرض حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو جاتا ہے اور جنازہ چار پائی پر رکھ دیا جاتا ہے مگر چارپائی اٹھانے والے صرف تین آدمی ہیں دونوں لڑکے حضرات حسنین رضی اللہ عنہ اور شوہر حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک آدمی کی کمی تھی، جنازہ گھر کے باہر لاکر رکھا گیا، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ گذرے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اللہ کو پیاری ہوگئیں، کہا کہ افسوس کسی کو اطلاع نہیں کی، سارا مدینہ حاضر ہو جاتا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فاطمہ کی وصیت تھی، خیر جنازہ لیکر چلے، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بھی شریک ہوئے جب جنازہ قبر میں رکھ دیا گیا تو حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے لحد پر زور سے پیر مارا اور کہا کہ اے لحد ہوشیار اور خبردار! آج

تیری گود میں جنت کی عورتوں کی سردار، حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی والدہ، حیدر کرار کی بیوی اور سرکار دو عالم ﷺ کی لخت جگر آئی ہیں خبردار ان کو کوئی زحمت اور تکلیف نہ ہو، لحد کے اندر سے آواز آئی ابوذر خاموش رہو، یہاں حسب نسب نہیں چلتا، یہاں تو اعمال کا سکہ چلتا ہے جسکے اعمال صحیح ہوں گے وہ ہمارے یہاں آرام میں رہے گا اور جس کے اعمال صحیح نہیں ہوں گے اس کو ہمارے یہاں تکلیف ہوگی، عذاب دیا جائے گا۔ انبیاء علیہم السلام سفارش کریں گے لیکن جب قیامت قائم ہوگی اسکے بعد یہ سب ہوگا اس سے پہلے ہزارہا سال تک آدمی کو قبر کے اندر رہنا ہے تو وہاں اعمال بد کی سزا بھگتنی ہی پڑے گی اسلئے کیوں نہ ہم اعمال صالحہ کے ذریعہ اپنی نیکیوں کا ذخیرہ جمع کرلیں۔

حضرت نوح علیہ السلام

حضرت نوح علیہ السلام بڑے اولوالعزم پیغمبر گذرے ہیں، سیکڑوں سال تک دعوت وتبلیغ کے فرائض ادا کرتے رہے اور قوم کی تکالیف برداشت کرتے رہے مگر سوائے چند لوگوں کے اور لوگوں نے اسلام قبول نہ کیا اور خود ان کے ایک بیٹے نے بھی اسلام قبول نہ کیا اور بار بار قوم کی عذاب کی فرمائش پر نوح علیہ السلام نے دعا کی بالآخر اللہ کا عذاب سیلاب کی شکل میں آیا، حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا کہ کشتی میں سوار ہو جانا مگر بیٹے نے کہا کہ میں اونچے پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا اور پانی سے بچ جاؤں گا، نوح علیہ السلام نے فرمایا لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللہ کے عذاب سے وہی شخص بچ سکتا ہے جس پر اللہ رحم فرمائے۔ بیٹے نے باپ کی بات نہ مانی وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے کافر بیٹے کے درمیان موج حائل ہوگئی اور وہ ڈوب گیا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اے میرے پروردگار تو نے وعدہ کیا ہے کہ میرے اہل وعیال کو تو

بچالے گا میرا بیٹا بھی میرے اہل میں سے ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّـهٗ لَيْـسَ مِنْ اَهْلِكَ اے نوح تمہارا بیٹا تمہارے اہل میں سے نہیں ہے اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ اس کا عمل ٹھیک نہیں ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا خاندان نبوت سے تھا مگر خاندانی شرافت اس کے کچھ بھی کام نہ آئی۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کتنی اچھی بات فرمائی ہے۔

پسر نوح باید اں نیست
خاندان نبوتش گم شد

نوح علیہ السلام کے بیٹے نے جب بروں کی صحبت اختیار کی تو اس کی خاندانی عزت وشرافت گم ہوگئی اور کچھ بھی کام نہ آئی اسی طرح نوح علیہ السلام کی ایک بیوی کافرہ تھی جو طوفان نوح میں ہلاک ہوگئی اور خاندانی شرافت اس کے کچھ کام نہ آئی۔

حضرت لوط علیہ السلام

حضرت لوط علیہ السلام بھی نبی ہیں، ان کی بیوی نے کفر کیا ایمان نہ لائی، قوم طرح طرح کی برائیوں میں مبتلا تھی، حضرت لوط علیہ السلام نے بہت سمجھایا نصیحت کی اور اللہ کے عذاب سے ڈرایا مگر قوم باز نہیں آئی اور اپنی پرانی روش پر برقرار رہی، اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر بھی عذاب بھیجا، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنی قوم کو رات کے حصہ میں لے کر بستی سے باہر چلے جاؤ اور کوئی بھی پیچھے مڑ کر نہیں دیکھے گا کہ کیا ہو رہا ہے چنانچہ حضرت لوط علیہ السلام مومنین کو لے کر چلے، ان کی بیوی جو کافرہ تھی اس نے مڑ کر دیکھا تو اس کو بھی ایک پتھر آ کر لگا اور وہ بھی ہلاک ہوگئی، یہ بھی نبی کی بیوی تھی لیکن ایمان اور عمل صالح کی دولت سے محروم تھی اس لئے خاندان نبوت کی عظمت وشرافت بھی اس کو نہ بچاسکی۔ اس سے پتہ چلا کہ انبیاء علیہم السلام بھی اپنے اہل وعیال کو اگر چاہیں کہ اللہ کے عذاب سے بچالیں تو نہیں بچاسکتے اگر اللہ ہی نہ چاہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں کے سردار اور امام کائنات کے لئے باعث صد افتخار اللہ کے حبیب اور لاڈلے چاہ رہے ہیں کہ میرے چچا خواجہ ابوطالب کلمہ پڑھ لیں، میرے کان میں آہستہ سے کہہ دیں کہ بھتیجے میں نے تیرے دین کو قبول کرلیا مگر اللہ کو منظور نہیں تھا اس لئے کلمہ نہ پڑھ سکے اور کفر پر موت ہوئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے چچا کے لئے مغفرت کرتا رہوں گا انھوں نے بڑا سہارا دیا، بچپن سے جوانی تک پالا پوسا اور پرورش کی، سب سے پہلا نکاح انھوں نے ہی پڑھایا اور جب مومنین کا بائیکاٹ کیا گیا اور شعب ابی طالب میں قید ہونا پڑا تو تین سال تک ابوطالب نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ مکہ سے باہر گرمی سردی، بھوک پیاس کو برداشت کیا مگر یہ گوارا نہ کیا کہ بھتیجے کو الگ چھوڑ دوں، ان سب احسانات کی وجہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم برابر اپنے چچا ابوطالب کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہے پھر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ اے میرے حبیب جو بندہ تمہارے دین پر نہیں ہے اس کی مغفرت کے لئے استغفار مت کیجئے۔

دوستو! انبیاء علیہم السلام بھی کسی کی مغفرت نہیں کرا سکتے ہیں جب تک اللہ نہ چاہے۔

آج ہم بڑے فخر کے ساتھ کہہ دیتے ہیں کہ ہم فلاں پیر صاحب کے مرید ہیں، فلاں آستانہ سے وابستہ ہیں، ہم عاشقان رسول ہیں، ہم محبین رسول ہیں ہماری مغفرت ہوجائے گی، ہماری یہ سوچ غلط ہے ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا، اگر ہمارے اعمال صحیح ہوں گے تو بزرگوں کی سفارش ہمارے لئے کارآمد اور مفید ہوسکتی ہے۔ وَلَا يَسْئَلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا يُبَصَّرُوْنَهُمْ کوئی دوست کسی دوست کو نہیں پوچھے گا جب کہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے۔ ایک موقع پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میدان

حشر میں سب ننگے ہوں گے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یارسول اللہ! تب تو بڑی شرم آئے گی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ معاملہ اس سے کہیں زیادہ سخت ہوگا کہ کوئی کسی کو دیکھے۔

ہم اپنی فکر کریں

دوستو! ہم کو اپنی فکر کرنی چاہئے اور اپنے اعمال درست کرنے چاہئیں اور گذرے ہوئے لوگوں سے نصیحتیں حاصل کرنی چاہئے کہ آخر کیسے وہ بڑے بنے؟ کیا ہماری طرح انھوں نے بھی بزرگوں پر تکیہ اور بھروسہ کیا، نہیں ایسا ہرگز نہیں بلکہ اللہ ورسول کے بتائے ہوئے طریقوں کو اپنی زندگی میں اتارا: تِلْکَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ یہ ایک جماعت ہے جو گذر گئی اس کے لئے اس کا کیا کام آئے گا۔ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ اور تمہارے لئے تمہارا کیا کام آئے گا: وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اور ان کے کئے ہوئے کاموں کے بارے میں تم سے سوال نہیں کیا جائے گا۔ آج عمل کی ضرورت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ مِمَّا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَهٗ هَوَاهَا وَتَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ عقل مند وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو تابع کرلے اور وہ کام کرے جو مرنے کے بعد کام آنے والے ہیں اور نادان ہے وہ شخص جو اپنے نفس کو اسکی خواہشات کے تابع کردے اور اللہ سے آرزو لگائے رکھے۔ اسلئے دوسروں کی غیبت اور برائی میں لگنے کے بجائے اپنی آخرت کی فکر کریں تاکہ کل قیامت کے دن جہاں صرف اعمال کا سکہ چلے گا اور اچھوں کو ان کی اچھائی اور بروں کو ان کی برائی ملے گی ہم کو رسوائی کا سامنا نہ کرنا پڑے اور پچھتانا نہ پڑے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ☆

قربانیوں ہی سے آدمی کمال کو پہنچتا ہے

مجلس نمبر (۱۷)

مجلس مبارک ۲۱؍محرم الحرام ۱۴۳۱ھ، مطابق ۸؍جنوری ۲۰۰۹ء بعد نماز جمعہ

بحمد اللہ تعالیٰ۔ بعد نماز جمعہ حضرت حبیب الامت دامت برکاتہم حسب دستور مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ خانقاہ رحیمی میں تشریف فرما تھے۔ ذکر بالجہر کے بعد ایصال ثواب اور اجتماعی دعا ہوئی۔ حاضرین میں سے ایک صاحب نے کسی شخص کے متعلق حقیر الفاظ استعمال کئے۔ جس پر حضرت والا کو سخت ناگواری ہوئی لیکن نہایت نرمی کے ساتھ سمجھاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

بزرگان محترم نوجوانان اسلام اور عزیز طلباء! اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہر انسان کو قیمتی بنایا ہے اور کسی چیز کو بیکار پیدا نہیں کیا، اقبال مرحوم نے کتنی اچھی بات کہی ہے۔

نہیں ہے چیز نکمی کوئی زمانے میں
کوئی برا نہیں قدرت کے کارخانے میں

دنیا میں اللہ نے کوئی چیز نکمی اور بیکار پیدا نہیں فرمائی پھر انسان تو بہت بڑی مخلوق ہے جس کی خاطر اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو پیدا فرمایا پھر انسانوں کے بھی درجے اور مرتبے ہیں انھیں میں سے وہ معزز اور برگزیدہ ہستیاں بھی ہیں جن کو ہم انبیاء ورسل کے پاکیزہ القاب واوصاف کے ساتھ یاد کرتے ہیں اور بڑے ہی ادب واحترام کے ساتھ ان کا نام اپنی زبانوں پر لاتے ہیں اور درود وسلام کا نذرانہ پیش کرتے ہیں، پھر ان برگزیدہ ہستیوں کے بھی مختلف درجے اور مرتبے ہیں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ یہ رسول ہیں ہم نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فوقیت عطا کی۔ اور سب سے بڑا مقام ومرتبہ امام الانبیاء فخر رسل نبی آخر الزماں احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہے اور اب کوئی نبی اور رسول آنے والا نہیں ہے، آپ ﷺ ہی کی بدولت نبیوں کو نبوتیں ملیں، ولیوں کو ولایتیں ملیں، آپ ﷺ ہی کی وجہ سے دنیا وجود میں آئی، اب تا قیامت کوئی نبی ورسول نئی شریعت اور قانون لے کر نہیں آئے گا، ارشاد نبوی ہے۔ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَانَبِیَّ بَعْدِی میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔

جدوجہد اور قربانی ہی رنگ لاتی ہے

بزرگو دوستو! یہ بات عرض کرتا چلوں کہ دنیا میں جس انسان کو بھی مقام ومرتبہ عطا ہوا وہ قربانیوں ہی کی بدولت عطا ہوا، جس لائن سے آدمی قربانی پیش کرے گا اسی لائن سے اس کو کامیابی ملے گی اور سرخروئی حاصل ہوگی، سیاست میں دیکھ لیجئے سماجیات میں دیکھ لیجئے، معاشیات میں دیکھ لیجئے اسی طرح دینی معاملہ میں بھی اللہ کے دین

کے لئے جو جتنا قربانی دے گا اللہ اس کو اتنا ہی بلند کریں گے، سارے انبیاء علیہم السلام نے قربانیاں دی ہیں، حضرت آدم علیہ السلام نے قربانی پیش کی، جب جنت سے نکالا گیا تو اللہ کی بارگاہ میں بہت روئے، گڑگڑائے، پھر اللہ نے توبہ قبول فرمائی اور آج دنیا انسانوں سے بھری پڑی ہے وہ سب کے سب آدم علیہ السلام ہی کی اولاد ہیں، حضرت نوح علیہ السلام جن کو آدم ثانی کہا جاتا ہے اللہ کے دین کی خاطر کس قدر تکلیفیں اور مشقتیں برداشت کیں، سیکڑوں سال تک قوم کی اذیتیں اور تکلیفیں جھیلتے رہے، ہر طرح سے قوم کو سمجھا بجھا کر راہ راست پر لانے کی کوشش کرتے رہے مگر قوم نے مان کر نہ دیا، بالآخر طوفان آیا اور سوائے مومنین کے سب غرق آب ہوگئے اور پھر پوری دنیا انھیں کے تین بیٹوں حام، صام اور یافث سے آباد ہوئی اسی لئے ان کو آدم ثانی بھی کہا جاتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پوری زندگی ابتلاء وآزمائش سے پر

آپ ﷺ کے جد امجد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کس قدر قربانی پیش کی، ایسے گھرانے میں آنکھیں کھولیں جو بت ساز بت فروش اور بت پرست بھی تھا، گھر سے لے کر ارکان حکومت تک بت پرستی کی گندی لعنت میں مبتلا تھے اور بادشاہ وقت اپنے کو خدا اور معبود کہلواتا تھا، ایسے ماحول میں توحید کی دعوت دینا کتنے بڑے دل گردے کا کام ہے چونکہ ابراہیم علیہ السلام کو بڑا مقام ومرتبہ عطا کیا جانا تھا اس لئے طرح طرح کی آزمائشوں میں مبتلا کیا گیا اور ہر امتحان وآزمائش میں پورے اترے، دعوت وتبلیغ کی ابتدا اپنے گھر سے کی، طرح طرح سے اپنے والد محترم کو سمجھایا بجھایا اور ایک خدائے برحق کی عبادت کی توجہ دلائی اور انتھک کوشش کی۔ یٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْکَ شَیْئًا. یٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطٰنَ اِنَّ

الشَّیۡطٰنَ کَانَ لِلرَّحۡمٰنِ عَصِیًّا اے میرے ابوجان! آپ کیوں ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں جو نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں اور نہ ہی آپ کے کسی کام آسکتے ہیں، اے ابوجان! شیطان کی پوجا نہ کیجئے شیطان تو رحمان کا نافرمان ہے۔ بالآخر باپ نے جب بات نہ ماننے اور سنگ سار کرنے کی دھمکی دی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام الگ ہوجاتے ہیں، اسی توحید کی دعوت کے نتیجہ میں پورا گھرانہ بلکہ پورا شہر اور ملک ان کا دشمن ہوجاتا ہے اور بادشاہ وقت نمرود اللہ کے خلیل کو آگ میں ڈال دیتا ہے، اللہ تعالیٰ حفاظت فرماتے ہیں پھر نوے سال کی عمر ہوجاتی ہے اور کوئی اولاد نہیں ہوتی تو اللہ سے بڑی دعائیں کرتے ہیں کہ پروردگار عالم نیک اور صالح اولاد عطا فرما، اللہ تعالیٰ بڑھاپے میں اسماعیل علیہ السلام عطا فرماتے ہیں، حکم ہوتا ہے کہ ملک شام سے لے جاکر بیوی اور بچے کو بے آب وگیاہ اور چٹیل میدان میں چھوڑ دو، کتنی بڑی قربانی ہے کہ بڑھاپے میں ایک لڑکا ہوا جس سے دل بہلاتے مگر حکم خداوندی کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہوئے بے آب وگیاہ میدان سرزمین مکہ میں لے جاکر چھوڑ دیتے ہیں پھر جب سیدنا اسماعیل علیہ السلام چلنے پھرنے کے قابل ہوتے ہیں تو اللہ کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ اپنے لخت جگر اور نور نظر کو میری راہ میں قربان کردو، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل علیہ السلام کے گلے پر چھری چلادی، اللہ تعالیٰ کو محض امتحان لینا منظور تھا ارشاد ہوا۔ قَدۡ صَدَّقۡتَ الرُّؤۡیَا آپ نے خواب سچا کردکھایا اِنَّا کَذٰلِکَ نَجۡزِی الۡمُحۡسِنِیۡنَھم نیکوکاروں کو ایسے ہی بدلہ دیتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سارے امتحان میں مکمل کامیاب ہوئے وَاِذِ ابۡتَلٰۤی اِبۡرٰھٖمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّھُنَّ اور جب ابراہیم علیہ السلام کو ان کے پروردگار نے آزمایا چند کلمات کے ذریعہ تو انھوں نے اس کو پورا کردکھایا۔ جب اتنی ساری قربانیاں پیش کیں اور ہر امتحان میں کھرے اترے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ مژدہ جانفزا سنایا اِنِّیۡ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا میں تم کو

لوگوں کا امام اور پیشوا بناؤں گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پوری زندگی ہی قربانیوں سے بھری پڑی ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔؎

مورخ یوں جگہ دینا نہیں تاریخ عالم میں
بڑی قربانیوں کے بعد پیدا نام ہوتا ہے

خواجہ عبدالمطلب کی منت

میرے نوجوانو! حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو بیٹے تھے اسماعیل اور اسحاق علیہم السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد جتنے بھی انبیاء ورسل مبعوث ہوئے وہ سب ابراہیم علیہ السلام کے دو بیٹوں حضرت اسحاق واسماعیل علیہم السلام ہی کی نسل سے ہیں، آخری نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں، جس طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ کی راہ میں ذبح کیا گیا اور ان کو ذبیح اللہ کہا گیا ہے اسی طرح آپ علیہ السلام کے والد محترم حضرت عبداللہ کے بدلہ سو اونٹوں کو ذبح کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا خواجہ عبدالمطلب جو خانہ کعبہ کے متولی اعظم اور قریش کے سردار تھے انھوں نے ایک مرتبہ یہ منت مان لی تھی کہ اگر اللہ نے مجھے دس بیٹے دیئے تو ایک بیٹا اللہ کی راہ میں قربان کروں گا، اللہ تعالیٰ نے عطا کردیئے اب یہ منت کو پوری کرنے کے لئے خواجہ عبداللہ کو ذبح کرنے کے لئے چلے، خاندان وقبیلے کے لوگوں نے اور دیگر بھائیوں نے بھی اصرار کیا کہ ایسا نہ کریں مگر وہ وعدے کے پکے تھے اور چونکہ جاہلیت کا دور تھا اس لئے اس طرح کی منتیں بھی مانا کرتے تھے، خواجہ عبدالمطلب بھی منت پوری کرنے کے لئے بضد تھے، لوگوں نے مشورہ دیا کہ ایسا نہ کریں بلکہ مکہ سے باہر ایک کاہنہ اور جادوگر عورت رہتی ہے اس کے پاس چلیں شاید کوئی راہ نکل آئے، اس زمانے میں ایسی ہی عورتوں اور مردوں کا بول بالا تھا کیونکہ دین ٹوٹ چکا تھا، خیر

عبدالمطلب چند لوگوں کے ساتھ اس کاہنہ عورت کے پاس گئے، اس عورت کا حلیہ ایسا خوفناک تھا کہ اس کو دیکھ کر آدمی ڈر جائے خیر اس سے پوری صورت حال بیان کی تو اس عورت نے کہا کہ دس اونٹوں کو ایک طرف رکھو اور عبداللہ کو ایک طرف اور قرعہ اندازی کرو، اگر قرعہ اونٹوں کے نام نکل آتا ہے تو اونٹوں کو ذبح کردو، اور اگر قرعہ عبداللہ کے نام آتا ہے تو دس اونٹوں کا اور اضافہ کردو، اس طرح اضافہ کرتے رہو چنانچہ خواجہ عبدالمطلب نے ایسا ہی کیا جب دس مرتبہ اس طرح قرعہ اندازی کی تو اونٹوں کے نام قرعہ نکلا تو اونٹوں کو قربان کیا گیا اور حضرت عبداللہ کی جان بچی بلکہ اللہ کی طرف سے غیبی انتظام تھا کہ لڑکوں کو ذبح کرنے کی بری رسم کو اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ ختم کردیا۔ ایک مرتبہ ایک بدو نے آپ ﷺ کو یَا ابْنُ الذَّبِیْحَتَیْنِ کہہ کر پکارا، اے دو ذبیحوں کے بیٹے تو آپ ﷺ مسکرا پڑے، تو صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ دو ذبیح کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک ذبیح تو حضرت اسماعیل علیہ السلام اور دوسرے ذبیح میرے والد محترم عبداللہ۔ گویا یہ غیبی انتظام تھا کہ جس خاندان سے خاتم الانبیاء ﷺ کی ولادت ہونے والی ہے وہ خاندان شروع ہی سے قربانیوں والا ہو یہ کوئی معمولی خاندان نہیں ہے بلکہ اپنی جان اور مال کی قربانی برابر دیتا آیا ہے اور بعد میں بھی دین کی خاطر عظیم الشان قربانیاں پیش کرنے سے کبھی بھی دریغ نہیں کیا۔

مقصود عمل ہے علم تو ذریعہ

پیارے نوجوانو! ابھی آپ ﷺ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے کہ والد محترم کا سایہ سر سے اٹھ گیا، چھ برس کے ہوئے تو والدہ محترمہ کا مقام ابواء جو مکہ اور مدینہ کے بیچ میں واقع ہے وہاں انتقال ہوگیا اور اس جگہ پر اب بنونجار آباد ہیں، جب آپ ﷺ آٹھ سال کے ہوئے تو دادا کا بھی وصال ہوگیا، آپ ﷺ یتیم پیدا ہوئے اور پھر یکے بعد

دیگرے ایک ایک سہارا ٹوٹتا چلا گیا، گویا کہ قربانیوں کا ایک طویل سلسلہ ہے نبوت سے پہلے بھی آپ علیہ السلام کا خاندان ایثار وقربانی میں بے نظیر اور ولادت کے بعد بھی قربانیوں کا سلسلہ چلتا رہا اور کربلا میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی شکل میں رونما ہوا، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت بچپن سے سنتے آئے ہیں اور کتابوں میں پڑھتے ہوئے آئے ہیں مگر صرف سن لینے اور جان لینے سے مقصد حل نہیں ہوتا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ میرا باپ بادشاہ تھا تو اس سے کیا حاصل، تیرا باپ بادشاہ تھا مگر تو کیا ہے؟ ہماری اور آپ کی مثال یہی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی تعریف کرتے ہیں، انبیاء علیہم السلام کی تعریف کرتے ہیں، اولیاء کی تعریف کرتے ہیں، علماء کی تعریف کرتے ہیں لیکن صرف تعریف کرنے اور ان کے اوصاف بیان کرنے سے کام نہیں چلے گا بلکہ اصل چیز ہے عمل، ہم کو اپنی عملی زندگی ان کے مطابق کرنی چاہئے۔

ایک گیدڑ کا لطیفہ یاد آیا۔ ایک مرتبہ اس نے جنگل کے جانوروں سے کہا پدرم سلطان بود، میرا باپ بادشاہ تھا، تو جنگل کے دیگر جانوروں نے بیک زبان ہوکر کہا ترا چہ؟ تیرا باپ تو بادشاہ تھا مگر تیرے اندر کون سا کمال ہے؟ اتنے فخر سے کہہ رہا ہے، اصل چیز ہے گذرے ہوئے لوگوں کے عمدہ اخلاق کو اپنانا، ان کی سیرتوں کو اپنانا اور ان کے اقوال پر عمل کرنا، صرف بیان کرنا اور جان لینا کافی نہیں۔

ماں کے ساتھ کھانا نہ کھانے کی وجہ

عزیز نوجوانو! محرم کا مہینہ آتا ہے تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہیں اور اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار کرتے ہیں اور بڑی کثرت سے بدعات وخرافات بھی کرتے ہیں جن کا شریعت سے کوئی ثبوت نہیں ہے ہمیں غور کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنا بڑا مقام کیوں عطا فرمایا؟ صرف یہی نہیں کہ وہ نبی کے نواسے اور شیر خدا علی مرتضیٰ

رضی اللہ عنہ کے فرزند ہیں بلاشبہ یہ ایسی بڑی اور عظیم شرافت ہے جس سے بڑھ کر کوئی اور فضیلت وشرافت ہو ہی نہیں سکتی مگر کچھ ان کے ذاتی اوصاف بھی تو تھے، انکے اخلاق بہت اونچے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا کہ بیٹے میرے ساتھ کھانا کیوں نہیں کھاتے ہو؟ کہنے لگے امی جان! میں اسلئے آپ کے ساتھ نہیں کھاتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں دسترخوان سے ایک چیز کی کھانے کی خواہش کروں اور کھالوں حالانکہ آپ کا دل اسی چیز کے کھانے کو کر رہا ہے تو میں آپ کا خیال کر کے آپ کیساتھ نہیں کھاتا ہوں، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ بیٹا تمہیں اجازت ہے تم جہاں سے چاہو کھالو، میرا دل تمہاری طرف سے کبھی مکدر نہیں ہوگا کبھی میرے دل میں کدورت پیدا نہیں ہوگی۔ دنیا میں کہیں ہے اسکی مثال کہ ماں کا کوئی اتنا خیال کرتا ہو جتنا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کیا، ہم حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور دیگر اہل بیت سے محبت کے دعوے تو بہت کرتے ہیں مگر اسکی کوئی عملی تصویر ہماری زندگیوں میں نہیں ہے۔

حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی سخاوت

غور سے سماعت فرمائیں: حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس ایک فقیر آیا اور صدا لگائی کہ اللہ کے واسطے کچھ دیدو، حضرت حسین رضی اللہ عنہ بالاخانہ سے نیچے اترے اور پوچھا کتنا چاہیئے؟ تو فقیر نے کہا کہ ایک دینار، تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے سو دینار والی تھیلی اس فقیر کو دیدی، خادم نے کہا کہ اس نے تو صرف ایک دینار مانگا تھا آپ نے سو دینار کی تھیلی اس کے سپرد کر دی؟ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس نے اپنی حیثیت کے مطابق مانگا اور اللہ نے جو کچھ مجھے عطا کیا میں نے اس میں سے اپنی حیثیت کے مطابق دیا ہے۔ کیا کوئی سخی دنیا میں ایسا ہے جو اس قدر نوازدے، آج تو ہمارے گھروں کا یہ حال ہے کہ جہاں دل چاہے گا وہاں ہزاروں لاکھوں روپے خرچ کریں

گے اور فضول خرچی کرنے سے بھی گریز نہیں کریں گے مگر فقیر دروازے پر آجائے تو اس کو بھیک دینے کے لئے تیار نہیں، اگر دیں گے بھی تو دس بات سنا کر دیں گے۔

دیہات سے ایک شخص حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور سوال کیا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے دس ہزر بکریاں اور ایک لاکھ دس ہزار درہم دیئے، پھر وہ شخص حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ بھائی صاحب کے پاس نہیں گئے تھے؟ تو اس نے کہا کہ دس ہزار بکریاں اور ایک لاکھ دس ہزار درہم دیئے تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میرے پاس پہلے آتے تو بہت کچھ دیتا مگر اب بھائی صاحب سے آگے نہیں بڑھ سکتا ہوں چنانچہ دس ہزار بکریاں اور ایک لاکھ دس ہزار درہم اس دیہاتی کو عنایت فرمائے۔ اس قدر قربانی اور سخاوت کا جذبہ آج ہمارے اندر کہاں ہے؟ آج تو ہمارا یہ حال ہے کہ زکوٰۃ دینے سے کتراتے ہیں، اس کو ایک تاوان اور بوجھ سمجھتے ہیں، لمبی لمبی نمازیں پڑھنے والے ذکر واذکار کرنے والے جب زکوٰۃ دینے کا نمبر آتا ہے تو غریب اور فقیر بن جاتے ہیں، مسلمانوں کی پستی کے جہاں بہت سارے اسباب ہیں ان میں سے ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ مسلمانوں نے صحیح طور پر زکوٰۃ ادا کرنا چھوڑ دیا ہے۔ مگر صحابہ کرام ایک ایک پائی کا حساب کر کے زکوٰۃ ادا کیا کرتے تھے اور ضرورت پڑنے پر خود تو فاقہ کر لیتے مگر کسی فقیر کو خالی ہاتھ واپس نہیں لوٹاتے تھے جبھی تو اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑا انعام ومرتبہ ان کو عطا فرمایا۔

الغرض حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے دین کی خاطر بہت مال وزر بھی خرچ کیا اور جب ضرورت پڑی تو اپنی جان کا نذرانہ بھی پیش فرما دیا بلکہ اپنے گھر کے بہتر (۷۲) افراد کو بھی جام شہادت نوش کرا دیا۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

شاہ است حسین بادشاہ ست حسین
سردار چہ داد دست یزید حقا کہ شاہ است حسین

حسین پاک ہیں، حسین بادشاہ ہیں، یزید کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں یعنی اس کی بیعت قبول نہیں کی، حق کی بنیاد ہیں حسین۔

چونکہ یزید غلطی پر تھا اس لئے اس کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی، جس کے نتیجہ میں ان کو اور ان کے گھر کے بہتر (۷۲) افراد کو شہید کیا گیا۔ اب ایک بات عرض کر کے اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ اہل بیت سے محبت رکھنا ایمان میں داخل ہے، اگر اہل بیت سے محبت نہیں تو ایمان میں ہی فتور ہے اور یزید کو برا کہنے کے ساتھ ساتھ حضرت معاویہ ؓ کو کبھی برا بھلا مت کہیں کیونکہ وہ اعلیٰ درجہ کے صحابی ہیں، کاتب وحی ہیں، آپ ﷺ کے برادر نسبتی ہیں۔ ہمارے شیخ اور پیر و مرشد حاجی مصطفیٰ کامل ؒ جو حضرت گنگوہی ؒ کے نبیرہ تھے اور شیخ الاسلام حضرت مدنی ؒ کے خلیفہ بھی تھے اور حضرت رائے پوری ؒ کے بھی مجاز تھے انھوں نے ایک بار بڑی عجیب و غریب بات بیان فرمائی کہ لوگ یزید کو گالیاں دیتے ہیں، کل اگر حضرت حسین ؓ نے اللہ سے عرض کیا کہ یا اللہ یزید کی مخالفت کی وجہ سے مجھے شہادت کا مقام ملا، اگر یزید کی مخالفت نہ کرتا تو مجھے شہادت کا جام نہ ملتا اسلئے میں یزید کو معاف کرتا ہوں تو یزید کو گالیاں دینے والے کہاں جائیں گے؟ میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ آپ یزید سے محبت رکھیں لیکن گالیاں دینے سے تو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا اس لئے زبان کو قابو میں رکھیں۔

یوم عاشورا کی اہمیت

آج کا دن عاشورا کا دن ہے، نبی اکرم ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو یہودیوں کو دیکھا کہ عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں تو پوچھا کیوں روزہ رکھتے ہو؟ تو یہودیوں نے کہا کہ حضرت موسیٰ ؑ کو اللہ تعالیٰ نے اس دن نجات عطا فرمائی اور فرعونیوں کو غرق کیا تو موسیٰ ؑ اور بنی اسرائیل نے روزہ رکھا اس لئے ہم لوگ بھی

روزہ رکھتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ ؑ کی پیروی کا تم سے زیادہ حق دار میں ہوں تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ عاشورا کا روزہ رکھو، تو صحابہ کرام نے روزہ رکھا پھر رمضان کا روزہ فرض ہوا تو اختیار دیا گیا کہ جو چاہے عاشورا کا روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے لیکن آپ ﷺ کا اور صحابہ کرام کا معمول برابر روزہ رکھنے کا تھا پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا خَالِفُوا الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی یہود اور نصاریٰ کی مخالفت کرو۔ تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ! یہود بھی عاشورا کا روزہ رکھتے ہیں اور ہم بھی اسی دن کا روزہ رکھتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر اللہ نے چاہا تو اگلے سال دو دن کا روزہ رکھیں گے نویں اور دسویں محرم کا لیکن آپ ﷺ کا اسی سال وصال ہو گیا لیکن بہر حال مستحب تو آج بھی ہے کہ بجائے ایک روزہ رکھنے کے دو روزے رکھے جائیں، اس دن کی حدیث شریف میں بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، اس دن جو شخص اپنے اہل و عیال پر رزق میں وسعت کرتا ہے اللہ تعالیٰ سال بھر اس کی روزی میں فراخی عطا فرماتے ہیں اس لئے اپنے گھر والوں کو اس دن اچھا سے اچھا کھانا کھلانا چاہئے، اسی طرح مہتمم حضرات کو بھی چاہئے کہ اس دن طلبہ پر فراخی کریں اور مالکان اپنے نوکروں اور خادموں پر وسعت و کشادگی کریں۔

ایک شبہ کا ازالہ کرتا چلوں کہ لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اس دن کی فضیلت صرف حضرت حسین ؓ کی شہادت کی وجہ سے ہے۔ ایسا نہیں ہے بلکہ اس دن کی فضیلت تو پہلے سے مسلم ہے، اس دن بڑے بڑے واقعات رونما ہوئے، ہاں اللہ تعالیٰ نے اس فضیلت والے دن میں حضرت حسین ؓ کی شہادت مقدر کر دی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عاشورا کا روزہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

ہر چیز اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہے

مجلس نمبر (۱۸)

مجلس مبارک ۶؍صفر المظفر ۱۴۳۱ھ، مطابق ۲۲؍جنوری ۲۰۱۰ء بعد نماز جمعہ

بحمد اللہ تعالیٰ۔ درمیان میں حضرت والا کے اصلاحی اور تبلیغی اسفار رہے۔ آپ ایک دن قبل بنگلور تشریف لائے تو حسب دستور رونق اور چہل پہل ہوگئی۔ متعلقین جوق در جوق کثیر تعداد میں حاضر تھے۔ خانقاہ رحیمی دار العلوم محمدیہ بنگلور کا ہال بھرا ہوا تھا۔ فرقہ وارانہ تشدد کئی شہروں میں بھڑکے ہوئے تھے۔ آج کی مجلس مبارک میں حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ نے حاضرین کے سوالات کے جواب میں متعدد عنوانات ارشادات فرمائے جن کو نہایت اختصار کے ساتھ قلم بند کیا گیا ہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَقَالَ تَعَالٰى يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

بزرگان محترم نوجوانان اسلام اور عزیز طلباء! اس دنیائے انسانیت کا نظام اللہ تعالیٰ نے عجیب وغریب بنایا ہے اور اس کی ہر چیز کا اعتبار اللہ نے اپنے دست قدرت میں رکھا ہے، انسان اپنی زندگی کو اپنے حساب اور پیمانے سے چلانا چاہتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اللہ جو چاہتے ہیں اسی حساب اور اسی طریقہ سے زندگی گذرتی ہے اللہ نے ہر چیز انسان کے لئے پیدا فرمائی ہے، دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کو انسان کی خدمت پر نہ لگایا گیا ہو اسی لئے اللہ نے انسان کو بادشاہ اور اپنا نائب بنایا ہے کہ باقی تمام تر مخلوق اسی انسان کے خدمت گار رہیں، انسان ان چیزوں سے یا ان مخلوقات سے واقف ہو یا نہ ہو لیکن اللہ نے ان کو انسان کی خدمت پر مامور کیا ہے، موٹی موٹی چیزیں تو سب کی سمجھ میں آتی ہیں کہ چاند ہے سورج ہے سمندر ہے زمین ہے آسمان ہے اور زمین سے اگنے والی چیزیں ہیں، نباتات جمادات اور قسم ہا قسم کی جڑی بوٹیاں اور پھر مختلف قسم کی دھات جو زمین سے نکلتی ہے یہ سب کچھ اللہ نے انسانوں کے لئے بنائی ہے کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو واسطہ یا بالواسطہ انسان کے کام نہ آتی ہو، سمندر کی کتنی ایسی چیزیں ہیں جن کو نکال کر انسان اپنی زندگی کے کام میں لا رہا ہے، بارش آسمان سے برستی ہے اور زمین پر گرتی ہے اس سے کیا کیا چیزیں پیدا ہوتی ہیں انسان ان سے فائدہ اٹھاتا ہے، چٹیل میدان پر جہاں کچھ بھی پیدا نہیں ہوتا ہے وہاں پر بارش برستی ہے اور وہ میدان بھی انسانوں کے کام آتے ہیں ان میں بھی اللہ تعالیٰ نے بہت سارے ہیرے اور جواہرات رکھے ہیں، سوکھے ہوئے پہاڑ جس پر کوئی درخت جھاڑ اور کوئی پتہ نہیں ہوتا ایک دم خشک پہاڑ آسمان سے بارش برستی ہے وہاں پر بھی مختلف قسم کے آبشار اور مختلف قسم کی چیزیں اگتی ہیں اور انسانوں کے کام آتی ہیں، غور کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ حشرات الارض میں چیونٹی، کیڑے مکوڑے اور دیگر چیزیں انسان کے کام آتی ہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ نے انسان کو اشرف یعنی وی آئی پی

بنایا ہے تو انسان کو اللہ نے کس لئے پیدا کیا ہے؟ اللہ نے دنیا کی کائنات کی ہر چیز کو انسان کے لئے بنایا ہے اور انسان کو اپنے لئے بنایا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ کہ ہم نے انسان اور جنات کو اپنی اطاعت و فرماں برداری اور اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔ ظاہر بات ہے سورج کو اللہ نے دھوپ کیلئے بنایا ہے، اگر اس میں دھوپ اور روشنی نہ ہو تو زندگی کا سارا نظام ٹھپ ہو جائے، دنیا میں اندھیرا چھا جائے، کھیتیاں اور فصلیں تباہ ہو جائیں اور دنیا کا موسم ہی تبدیل ہو جائے، چاند اگر رات کو نہ نکلے تو پھلوں میں خوبصورتی پیدا نہ ہو، پھلوں کے اندر جو رنگت پیدا ہوتی ہے وہ چاند کی روشنی سے ہوتی ہے، چاند کی روشنی نہ ہو تو پھل بدصورت ہو جائے گا، آسمان پر بادل نہ چھائیں اور بارش نہ ہو تو انسان اور جانور پیاسے مر جائیں، اللہ نے ہر چیز کو ایک مکمل کام دیا ہے اس پر وہ لگا ہوا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی اطاعت اور اپنی فرماں برداری کا عہد لے کر دنیا میں بھیجا ہے کہ تو دنیا میں جا رہا ہے میں نے تیرے لئے سب کچھ بنایا ہے لیکن میری اطاعت کرنا، دنیا کی ہر چیز کو میں نے تمہارے تابع کر دی ہے، شیر تم سے ڈرتا ہے ہاتھی تم سے ڈرتے ہیں، سانپ تم سے ڈرتا ہے، دنیا کا ہر جانور تمہارے تابع ہے، جتنے چوپائے چرند، پرند ہیں سب کچھ تیرے لئے ہے لیکن تو میرے لئے ہے، اب انسان نے تو ہر چیز سے فائدہ اٹھایا ہے لیکن اللہ کی اطاعت چھوڑ دی ہے۔

غرور نہیں کرنا چاہئے

کہتے ہیں کہ ایک مغرور انسان بیٹھا ہوا یہ سوچ رہا تھا کہ اللہ نے ساری چیزوں کو میرے لئے بنایا ہے یہ چاند، یہ سورج اور دنیا کی ساری چیزیں اللہ نے میرے لئے بنائی ہیں، کیسے کیسے مکانات ہیں، کیسی کیسی دوائیاں ہیں، کیسے کیسے پھل وغیرہ ہیں

لیکن اللہ کو بھولا ہوا تھا، اللہ تعالیٰ جب چاہتے ہیں تو ایک چھوٹی سی چیز سے ہی عبرت اور نصیحت فرما دیتے ہیں، وہ کسی کا محتاج نہیں ہے جیسے نمرود کے پاس بڑی بڑی فوجیں تھیں لیکن اللہ نے ایک لنگڑے مچھر سے شکست دیدی، جو دماغ میں گھس گیا، دنیا کا کوئی انسان کوئی طاقت نمرود کے سامنے بول نہیں سکتی تھی، لیکن نمرود نے کہا کہ میرے دماغ میں وہ کاٹ رہا ہے اس لئے میرے سر پر جوتا مارو جب تک جوتا مارا جاتا تھا تو نمرود کو آسانی رہتی تھی اور آرام رہتا تھا، جس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور اپنے آپ کو خدا کہا، اللہ نے اس کی زندگی میں مرتے دم تک ہلاکت اسی کے سر پر لکھ دی، جو اللہ کو نہیں مانتا وہ اللہ کی چھوٹی سی چھوٹی باتوں سے پریشان اور عاجز ہو جاتا ہے تو وہ انسان کہنے لگا کہ سب کچھ میرے لئے اللہ نے بنایا ہے تو اللہ نے اس کی اصلاح کے لئے ایک مچھر کو بھیجا وہ اس کی ناک پر آ کر بیٹھ گیا، مچھر کو اللہ نے قوت گویائی عطا فرمائی، مچھر نے کہا کہ اے انسان تو کتنا مغرور ہے یہ حقیقت ہے کہ ساری چیزیں تیرے لئے بنائی گئی ہیں لیکن تجھے یاد نہیں رہا کہ تجھے میرے لئے بنایا ہے تو سب کچھ کھاتا ہے میں تیرا خون پیتا ہوں اور تجھے کھاتا ہوں۔

کوئی بھی چیز بے فائدہ نہیں

آدمی کو یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ اللہ نے جو چیزیں بنائی ہیں وہ سب عبث اور بیکار ہیں، داؤد علیہ السلام اللہ کے اتنے بڑے پیغمبر کہ ان پر زبور نازل ہوئی اور جب وہ زبور پڑھتے تھے، تلاوت کرتے تھے زبور کی، سیکڑوں لوگوں کے دل اللہ کی محبت سے بھر جاتے تھے اور وہیں انتقال کر جاتے تھے ایسی دردناک اور سوز گداز والی آواز تھی، داؤد علیہ السلام کی، سلیمان علیہ السلام کے والد تھے، ایک مرتبہ رات میں وہ جھینگر جو رات میں ٹیں ٹیں بولتا ہے بول رہا تھا، داؤد علیہ السلام کو کراہیت ہوئی تو اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ یا اللہ اس کو کس لئے پیدا کیا ہے؟ یہ

بہت تکلیف دیتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ داؤد! یہ جھینگر بھی یہی پوچھتا ہے کہ داؤد کو کس کام کے لئے پیدا کیا ہے یعنی اللہ ہی جانتے ہیں کہ کونسی مخلوق اللہ نے کس لئے بنائی ہے، ایسا نہیں کہ انسان اپنے آپ ہی کو کامیاب اور بہتر سمجھے۔

مساجد جنت کی کیاریاں ہیں

بہر حال میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ نے انسان کو اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے میں نے عبادت اس لئے عرض کیا کہ میں نے شروع میں قرآن مجید کی جو آیت تلاوت کی تھی اس میں مسجد کا ذکر ہے کہ بے شک وہی لوگ مسجد تعمیر کرتے ہیں جو اللہ پر اور اللہ کے رسول پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہوں۔ مساجد کیا ہیں؟ مساجد جنت کی کیاریاں ہیں، جنت کے باغات ہیں، جنت کی کھیتیاں ہیں اور مساجد کی زمین جنت کا حصہ ہے کل قیامت کے دن اللہ ساری مساجد کی زمین کو جنت کی زمین میں شامل فرمادیں گے تو گویا جس زمین پر آج مسجد آباد ہے پوری دنیا میں کہیں بھی وہ جنت کا ایک حصہ ہے، اللہ نے وہ سعادت مسلمانوں کے حصے میں رکھی ہے کہ وہ اپنی زندگی میں ہی جنت کی زمین پر عبادت کرتا ہے اور مسجد کو اللہ نے فرمایا کہ یہ میرا گھر ہے، اللہ نے مسجد کو نسبت دی اپنے گھر کعبۃ اللہ سے، اللہ کا گھر مسجدیں ہیں تو اس کی پاکیزگی اور اس کی بڑائی وعظمت کے لئے یہی کافی ہے کہ اللہ نے فرمادیا کہ یہ میرا گھر ہے اللہ نے انسان کو اپنی عبادت میں لگادیا ہے، کچھ عبادات ایسی ہیں کہ انسان اپنے گھر میں بیٹھ کر کرسکتا ہے، کچھ ایسی ہیں جو چل پھر کر کرسکتا ہے، کچھ ایسی ہیں جو بازار میں کرسکتا ہے لیکن پانچ وقت کی نمازوں کیلئے اللہ نے مساجد کو مختص فرمادیا اور اس کیلئے مؤذن کی ڈیوٹی اور ذمہ داری لگادی کہ تم حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پانچوں وقت اس کی صدا دیتے رہو تاکہ لوگوں کو یاد رہے کہ ہم کو مسجد میں جانا ہے۔

ہندوستان ہمارا آبائی ملک ہے

ہمارے ایمان کی نحوست سے آج ملک کا امن وامان غارت ہو رہا ہے، مسلمان ایک ملک میں نہیں بستا ہے بلکہ مسلمان چوسٹھ ممالک میں بستا ہے، دنیا کی کسی قوم کے پاس اتنے ممالک نہیں ہیں جتنے کہ مسلمانوں کے پاس ہیں اور وہ چوسٹھ ممالک ایسے ہیں جہاں خالص مسلم حکومت ہے باقی ہندوستان میں اسی طرح دیگر ممالک میں مسلمان آباد ہیں، دنیا کے تقریباً دوسو پندرہ ملک ہیں اس میں ایک سونوے یا ایک سو پنچانوے ملکوں میں مسلمان آباد ہیں اور یہ مسلمان کی تخصیص اور خصوصیت ہے کہ وہ جس کو اپنا ملک بناتا ہے اس سے بھرپور محبت کرتا ہے اور الفت رکھتا ہے، ہند کے مسلمان آج کے نہیں ہزاروں سال سے یہاں رہ رہے ہیں میں تو اپنے ہندو بھائیوں سے یہ کہا کرتا ہوں کہ دنیا کے پہلے انسان جو دنیا میں آئے وہ حضرت آدم علیہ السلام تھے، وہ ہندوستان ہی میں آئے یعنی جب دنیا میں سب سے پہلا انسان آیا وہ مسلمان ہی تھا اور ہندوستان جو ہے وہ مسلمانوں کا آبائی وطن ہے، دنیا میں دوسرے مسلک اور دوسرے مذہب کے لوگ بعد میں آئے لیکن آدم علیہ السلام نے جب دنیا میں قدم رکھا اور سنگل دیپ سے سری لنکا کے علاقے سے ہوتے ہوئے وہ جنوبی ہندوستان میں بھی تشریف لائے تو دنیا میں سب سے پہلے آنے والا جو انسان تھا وہ مسلمان تھا اور وہ حضرت آدم علیہ السلام تھے، سارے نبیوں کے اور سارے انسانوں کے باپ جن کو ابوالبشر کہا جاتا ہے۔

آج باطل مذاہب دم توڑ رہے ہیں

یہ حقیقت ہے کہ مسلمان نے کبھی بھی اپنی طرف سے فساد برپا نہیں کیا ہے بلکہ ہمیشہ امن وسلامتی اور امن وشانتی کا درس دیا ہے اور اسی کا پرچار کیا ہے اور اسی کے

لئے دوسروں کو تلقین کی ہے، لڑائی دنگا فساد کسی بھی چیز کی اسلام اجازت نہیں دیتا ہے امن و امان برقرار رکھنا ہی مذہبیت ہے بلکہ انسانیت کا سب سے بڑا ثبوت ہے کہ انسان کے پاس امن، سلامتی اور شانتی رہنی چاہیے، لیکن دنیا میں کچھ طاقتیں ایسی ہیں جن کو شدت کے ساتھ یہ محسوس ہو رہا ہے کہ اب نہیں تو آنے والے سو سال کے اندر جتنے مذاہب ہیں سب کمزور ہو جائیں گے اور جن لوگوں نے کمیونیزن کا نعرہ لگایا تھا ان کے دعوے بالکل کھوکھلے ہو چکے ہیں اور آنے والے جو ایام ہیں وہ اسلام کے ہیں عیسائیت دم توڑ رہی ہے، عیسائیت کے بڑے بڑے پادری جو چرچوں میں سلیب کا نشان لگا کر دنیا بھر میں ٹیلویژن پر آ کر انسانیت کا درس دیتے ہیں آج وہ عیاشیوں میں مبتلا ہیں اور ان کی پول کھل رہی ہے کہ وہ اندر سے کتنے کھوکھلے اور کتنے بڑے درندے ہیں، دنیا کی عیسائیت کے لوگ ان کو فادر اور پوپ کہتے ہیں۔
حقیقت یہ ہے کہ وہ پاپ ہیں انہوں نے انسانیت کو شرمندہ کر دیا ہے اسی طرح غیر مسلموں کا معاملہ ہے، کسی پر کیچڑ نہیں اچھالنا چاہتا ہوں بلکہ میں بتانا چاہتا ہوں کہ اسلام کیسی چیز ہے۔

ہندو نام کا مذہب کسی بھی بڑی کتاب میں نہیں ہے اس پر میں بحث کرنا نہیں چاہتا صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت جو ہمارے پاس مسئلہ ہے وہ ایک ایسا ہے کہ بابری مسجد کو شہید کر دیا گیا اور اس کو ویران کر دیا گیا، اور اس جگہ رام مندر بنایا گیا جب کہ رام کے بارے میں غیر مسلموں کا یہ دعویٰ ہے کہ رام جی پیدا ہی نہیں ہوئے دنیا میں اور اس کی بڑی بڑی کتابیں موجود ہیں اور کچھ جو بڑے بڑے پجاری ہیں انھوں نے بھی کتابیں لکھی ہیں وہ کہتے ہیں کہ رام جی یہاں پیدا ہوئے وہاں پیدا ہوئے رام جی کی پیدائش کی جگہ سات بتاتے ہیں، سات جگہ رام جی پیدا ہوئے، کسی کو صحیح پتہ نہیں کہ رام جی کہاں پیدا ہوئے؟

مسلمان ہمیشہ ملک کا وفادار رہا

میں عرض کرتا ہوں کہ ایسے لوگ مذہب کے نام پر فساد پھیلاتے ہیں، آج ہندوستان میں جتنے بھی بم بلاسٹ ہوئے ہیں ہم حکومت ہند سے کہنا چاہتے ہیں مسلمانوں کی طرف سے کہ سارے کے سارے آر ایس ایس کی تنظیموں نے اور اس کی جوشاخیں ہیں کئے ہیں، جتنے بھی دنگے فساد ہوئے سب ان ہی لوگوں کے کرائے ہوئے ہیں مسلمانوں کا الحمدللہ کہیں بھی ہاتھ نہیں ہے میں نے اس سے پہلے بھی عرض کیا تھا چھ ہزار تین سو ایسے کیس سامنے آئے ہیں جن میں لوگوں نے ہندوستان کے اثاثے کو دوسرے ممالک کے ہاتھوں بیچا ہے لیکن الحمدللہ ان چھ ہزار تین سو آدمی میں ایک بھی مسلمان نہیں ہے جو ملک کا غدار ہو سب کے سب غیر مسلم ہیں۔

دشمنوں نے اسلام کو مٹانے کی ہر ممکن کوشش کی

اس کے باوجود چونکہ غیر مسلم طاقتوں کو یہ معلوم ہے کہ دنیا میں آنے والا جو خالص مذہب ہے وہ اسلام ہے اسی لئے یہ اب سے نہیں بلکہ آٹھ سو نو سو سال سے برابر یہ کوشش جاری ہے کہ اسلام اور اسلام کے ماننے والوں کو مٹا دیا جائے لیکن ان کو بھی معلوم ہے کہ یہ مٹے گا نہیں اپنی طرف سے جتنی کوششیں بھی وہ کریں انہی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ البانیہ کے تیس لاکھ مسلمانوں کو اوپر سے بم ڈال کر شہید کر دیا گیا، پانچ لاکھ آدمی اس میں کل بچے، سن ۱۹۹۶ یا ۱۹۹۷ کی بات ہے اس کے بعد شمالیہ جہاں پر مسلمانوں کی اکثریت ہے وہاں پر بقل قہر ڈبلی کیٹ قہر پیدا کیا گیا مسلمانوں کو دانہ دانہ سے ترسایا گیا اور آج بھی وہاں کے مسلمان بے انتہا پریشان ہیں ان کا قصور صرف اتنا ہے کہ وہ مسلمان ہیں، سو گرام چنے حاصل کرنے کے لئے پانچ پانچ سو کلو

میٹر دور سے لوگ آکر لائن میں کھڑے ہوتے ہیں اور جب کسی کمزور آدمی کو ملتا ہے تو کوئی طاقت ور آدمی اس سے چھین کر کھالیتا ہے اور وہ آدمی بے ہوش ہوکر گر پڑتا ہے اور انتقال ہوجاتا ہے، ابھی بھی وہاں کے حالات کسم پرسی کے حالات ہیں، چیچنیا جو مکمل طور پر اسلامی ریاست ہے رشیا کے قبضہ میں ہے، کسی زمانے میں بلخ اور بخارا تاشقند یہ سب اسلامی ممالک تھے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وہیں تو پیدا ہوئے، ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ وہیں تو تھے جو شاہ طریقت کے بادشاہ تھے، بڑے بڑے علماء رشیا میں پیدا ہوئے آج چیچنیا جو اسلامی علم والا ملک اور علاقہ ہے آج ان کو اس لئے دبایا جارہا ہے کہ وہ مسلمان ہیں وہاں پر کسی کو برقع پہننے کی اجازت نہیں، کسی کو علی الاعلان قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنے کی اجازت نہیں اور کسی کو داڑھی رکھنے کی اجازت نہیں، کوئی آدمی علی الاعلان اسلام کی تبلیغ نہیں کرسکتا، یہ ساری بندشیں اس لئے ہیں کہ معلوم ہے طاغوتی طاقتوں کو کہ اس کو جتنا دبائیں گے اتنا یہ ابھرے گا لیکن اسلام کے غلبہ ہونے میں اللہ نے ایک حد مقرر کر رکھی ہے کہ جب وقت آئے گا اسلام کو بلند کرنے کا ہوجائے گا، آج جو تکالیف مسلمان اٹھا رہا ہے اس کا بدلہ بھی اللہ کے یہاں ہے۔

اسلام کا نقصان اپنے ہی کر رہے ہیں

ملک شام نے اپنے باپ امریکہ کے اشارے پر اپنے پورے ملک میں برقع پر پابندی لگادی اور مسلم عورتوں کو برقع پہننے اور اسکاف پہننے پر پابندی لگادی ہے اور اس کے خلاف کرنے پر بڑی کڑی سزا رکھی ہے، آج بھی وہاں پانچ ہزار مسجدیں مقفل ہیں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے، مصر کے اندر بھی ہیں یہ اس لئے کہ حکومت سے بات کرنے کی ہمت نہیں، میری حج کے دوران مصر کے ایک نوجوان سے ملاقات ہوئی اس نے روتے ہوئے کہا کہ میں حج کے لئے آیا ہوں اور میں نے یہ تھوڑی سی داڑھی رکھی

ہے اور جب یہاں سے جاؤں گا تو پوری صاف کرلوں گا تب میں اپنے ملک میں داخل ہوسکوں گا۔ کہنے کو تو سب سے بڑا اسلامی ملک ہے، دنیا کا سب سے بڑا مدرسہ دارالعلوم جامع ازہر وہیں ہے جس میں ایک لاکھ طلباء ہیں اور دس ہزار اساتذہ پڑھاتے ہیں لیکن وہاں اسلام کی کسم پرسی کا یہ عالم کہ اگر ایک نوجوان کو داڑھی رکھنی ہو تو وزارت اوقاف کو باقاعدہ پہلے لیٹر دے گا کہ مجھے داڑھی رکھنا ہے اور کیوں رکھنا ہے اس کی وجہ بتانی ہوگی، اس کے بعد داڑھی رکھی جائے گی، یہ وہ حالات ہیں جن کو یہاں تفصیل سے نہیں کہا جاسکتا ہے اور میں درد دل بیان کررہا ہوں کہ ہم لوگوں کے جسم کا ایک ایک حصہ گھائل ہے نفسیاتی طور پر جسمانی طور پر، مذہبی اعتبار سے، اقتصادی اعتبار سے، تعلیمی اور عملی اعتبار سے مفلوج اور معزول کیا جارہا ہے اور یہ سلسلہ آج سے نہیں چل رہا ہے جب اسپین کے اندر وہاں حالات بدتر ہوئے اور مسلمانوں کی حکومت ختم ہوئی اس کی تفصیل عرض نہیں کرسکتا ہوں وہاں سے سلسلہ شروع ہوتا ہے دو ہزار مساجد کو وہاں ڈائنا نیٹ سے اڑایا گیا، آٹھ سو سال پہلے پندرہ ایسے بڑے بڑے دارالعلوم تھے جہاں سے فتاویٰ نویسی اور بڑے بڑے مفتیان کرام رہتے تھے ان سب کو ڈائنامینٹ سے اڑادیا اور وہاں پر پارک بنادیا گیا، آپ کو تعجب ہوگا اور شاید کسی کو یاد ہو یا نہ ہو لیکن میں یہ عرض کرتا ہوں کہ بوسنیا کا پارلیمنٹ ہاؤس ہے وہ وہاں کی جامع مسجد کے ملبہ پر بنا ہوا ہے وہاں جامع مسجد کو شہید کرکے وہاں پارلیمنٹ ہاؤس بنایا گیا، دوسو پچاس سال پہلے یہ وہ تلخ حقیقتیں ہیں جن سے آدمی منہ نہیں موڑ سکتے اور جن کو تاریخ فراموش نہیں کرسکتی۔

ہماری قربانیوں کے کڑوے پھل

ہندوستان میں انگریزوں نے وہی حالات پیدا کئے، ہمارے بہت سارے نوجوانوں کو اس بات کا علم نہیں ہے جب ہندوستان کا بٹوارا ہوا اور پاکستان بنا،

مسلمانوں نے بٹوارے کی ہمیشہ مخالفت کی کہ ہمیں پاکستان سے کوئی لینا دینا نہیں ہے ہماری جنم بھومی اصل ملک ہے اور ہماری جو پیدائش کی جگہ ہے وہ ہندوستان ہے ہم ہندوستان سے محبت کرتے ہیں لیکن پاکستان بننے اور انگریزوں سے ہندوستان کو آزادی دلانے میں دس لاکھ مسلمانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا ہے، دس کروڑ مسلمان شہید ہوئے ہیں، ہندوستان کو آزادی دلانے میں یہ کوئی جھوٹ نہیں کہہ رہا ہوں اور آپ تاریخ پڑھئے جب کشمیر جل رہا تھا اسی طرح بہت سی تواریخ میں یہ ساری چیزیں لکھی ہیں، ہندوستان کی آزادی میں صرف ایک لاکھ مسلمانوں کے وہ بچے شہید کئے گئے، جو شیر خوار تھے جو ابھی دودھ پی رہے تھے ان کو تلوار سے ایسے مولی اور گاجر کی طرح کاٹ کر پھینک دیا جاتا تھا، تاریخ کے صفحات میں وہ ساری چیزیں موجود ہیں، میں اپنے نوجوانوں کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ مسلمانوں نے اس ملک کو اپنے خون سے رنگا ہے اپنے خون سے سینچا ہے، مسلمان بلاوجہ اس ملک میں نہیں رہ رہا ہے یہ ملک کسی کے باپ کا نہیں، جس طرح سب کا ہے اسی طرح مسلمان کا بھی ہے، اس پر کسی ایک قوم اور کسی ایک مذہب کی اجارہ داری نہیں ہے۔

ہمارے نوجوانوں کو یہ ساری بات یاد رکھنی چاہئے اور بتانا چاہئے کہ مسلمانوں نے کتنی قربانیاں دی ہیں، آزادی کے بہانے سے کانگریس پارٹی کو جس پر ہم نے اعتماد کیا جس پر مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ نے، مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی رحمۃ اللہ علیہ اور بڑے بڑے ہمارے علماء نے اعتماد کر کے ملک پر حکومت کرنے کا موقع دیا اور ہمیشہ یہ سوچتے رہے کہ یہ ہمارے لئے یعنی ملک کے مسلمانوں کے لئے فائدہ مند ہے، اسی حکومت نے مسلمانوں کے حقوق کو پامال کیا، ہمارے اس ملک کے گلبرگہ کے علاقہ میں آپ جا کر دیکھئے تین سو مسجدیں ایسی ہیں جو بالکل بند ہیں، جہاں پر آج سؤر پھر رہے ہیں، اپنی آنکھوں دیکھی بات کہہ رہا ہوں

وہاں کے مسلمان اتنے کسم پرسی کے عالم میں ہیں کہ خون کے آنسو روتے ہیں، اقتصادی حالت مسلمانوں کی اس قدر کمزور کردی گئی ہے، چمار اور دھیڑ کو اٹھا کر وزیر بنادیا گیا اور مسلمان جو عزت کے ساتھ جینا چاہتا ہے آج وہاں جا کر دیکھئے گل برگہ کے علاقہ میں کہ بہت سارے مسلمان خنزیر پالتے ہیں اور اور خنزیر کا گوشت کاٹ کر بیچتے ہیں کوئی سنی بات نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ اپنی آنکھوں دیکھی بات کہہ رہا ہوں مسلمانوں کو اتنا گرادیا ہے، تین سو مسجدیں بند ہیں جن میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ یہ آثار قدیمہ ہیں، یہ آثار قدیمہ ہیں تو تمہارے کتنے مندر کھلے ہوئے ہیں، مسلمانوں کو بھی تو مسجد کھولنے کی اجازت دینی چاہئے، اسی طرح دہلی میں بھی بہت ساری مساجد الحمدللہ آباد کرائی گئیں ہیں لیکن ابھی بھی بہت ساری مسجدیں ایسی ہیں جو غیر آباد ہیں اور جن کو آثار قدیمہ نے اپنے قبضہ میں لے لیا ہے ،ان میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے، پنجاب کو لے لیجئے پنجاب میں تقریباً ایک ہزار مساجد کے قریب قریب آج بھی بند ہیں یا تو لوگوں نے اس میں گھر بنالیا ہے یا فیکٹری بنالی ہے یا اسکول بنالیا ہے یا نہیں تو پھر وہ بند ہیں، جانور پالنے کے لئے اصطبل بنالئے ہیں گھوڑوں کے اصطبل بنالئے ہیں۔

کیا کانگریس حکومت مسلمانوں کی خیر خواہ ہے؟

حکومت کو یہ معلوم ہے کہ مسلمان صبر کر رہا ہے مسلمان اپنا حق مانگ رہا ہے اسی پر بس نہیں ہوا بلکہ یہ کہ حکومت ہند جس کو ہم اپنے لئے فائدہ مند سمجھتے تھے، جواہر لال نہرو دنیا سے چلے گئے ان کے دور میں بابری مسجد سے تالا تڑوا کر رات میں وہاں جو ممبر تھا اس پر مورتی رکھی گئی، عشاء کی نماز پڑھ کر لوگ گئے اور صبح کو مندر تھی، مسجد میں مورتیاں رکھی گئی اگر وہ اسی وقت چاہتے تو مورتیوں کو پھکوا کر مسجد میں نماز چالو کرا سکتے

تھے لیکن ان کی نیت میں فتور تھا اور وہ فتور ان کو اپنی وزارت میں ان کی بیٹی اندرا کو ملا اور پھر اندرا کے بیٹے راجیو گاندھی کو ملا، راجیو گاندھی نے ایک بار (شلانیاس) کرایا اور تالا توڑوایا اور پھر اس کو رام مندر بنانے کا شوشہ چھوڑا، سارے فسادات تو اسی حکومت نے کرائے ہیں، حکومت مخلص نہیں ہے اگر مخلص ہے تو جہاں پہلے مسجدیں تھیں آٹھ سو سال سات سو سال پہلے وہ مسجدیں رہنی چاہئیں، ان کی نیت مسجد پر نہیں ہے، گیارہ سوا ایکڑ جو زمین مسجد کے آس پاس ہے اس پر نیت جا رہی ہے، بابری مسجد کے آس پاس گیارہ سوا ایکڑ زمین ہے جو مسلم اوقاف کی زمین ہے یہ لوگ مساجد کا نام لے کر اس کو ہڑپ کرنا چاہتے ہیں، باتیں بہت ساری ہیں میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ان ساری چیزوں کا ہمارے نوجوانوں کو علم ہونا چاہئے، اللہ نے مسجد کو نہایت معظم اور محترم بنایا ہے ہم بابری مسجد کی بازیابی چاہتے ہیں اور حکومت کو یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ مسلمان اپنے حقوق سے کبھی دستبردار نہیں ہوگا جہاں بابری مسجد تھی وہاں مسجد ہی بنے کسی اور چیز کے بننے کی حمایت نہیں کرتے، کانگریس میں نرسمہا راؤ بدترین انسان گذرا ہے جس نے مسلمانوں کے پیٹھ میں چھرا گھونپا ہے خنجر چلایا، کہتے رہے کہ ہم مسجد کی حفاظت کر رہے ہیں اور وہاں کہا کہ تم گراؤ، مسجد کو شہید کر دیا گیا اور مگر مچھ کے آنسو ٹی وی پر آکر مسلمان قوم کو لبھانے کے لئے بہائے کہا مجھے معلوم نہیں تھا جھوٹا آدمی، کانگریس کے وہ یہ دو آدمی بدترین گذرے ہیں راجیو گاندھی اور نرسمہا راؤ، انھوں نے پوری مسلم قوم کو دھوکہ دیا ہے اور وہی کام یہ حکومت کر رہی ہے، ہم ببانگ دہل یہ کہنا چاہتے ہیں اپنی مسلم برادری کی طرف سے حکومت ہند کو کہ ہندوستان کا مسلمان اپنے ملک سے محبت کرتا ہے اپنے ملک کا وفادار ہے یہ امن اور شانتی چاہتا ہے فساد اور دنگا نہیں چاہتا ہے، وہ ہندؤں سے عیسائیوں سے اور سکھوں سے مل کر رہنا چاہتا ہے، محبت کے ساتھ پیار اور پریم کے ساتھ زندگی گذارنا چاہتا ہے، لیکن

اس کے جو بنیادی حقوق ہیں وہ تو بہت پہلے مفقود ہو گئے، آج چونسٹھ سال ہو گئے ہیں ہندوستان کو آزاد ہوئے مسلمانوں کو سکون کے ساتھ ہندوستان میں رہنا نصیب نہیں ہوا، آزادی کے بعد سے اب تک چوہتر ہزار فسادات ہندوستان میں ہوئے ہیں، یاد رکھو یہ بات، چھوٹے بڑے چوہتر ہزار فسادات ہوئے ہیں ان سارے فسادات میں مسلمانوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کو لوٹا گیا ہے۔

ایسے موقع پر ہمارے نوجوان صبر وضبط سے کام لیں

اس لئے دوستو! بابری مسجد کا فیصلہ کسی بھی اعتبار سے ہو ہم کو کسی بھی آدمی اور سازشی کا شکار نہیں ہونا ہے خصوصاً نوجوانوں سے گذارش ہے کہ ان حالات میں اپنے آپ کو صبر و تحمل کے ساتھ پورے امن و امان کے ساتھ اپنے گھروں میں رہیں اپنے کاموں اور اپنی ڈیوٹیوں پر جائیں، بازاروں اور ہوٹلوں پر وقت گذارنے کی بجائے اپنے گھروں میں رہیں، ہماری حکومت جہاں ہمارے لئے مخلص نہیں ہے وہاں کی پولیس سب سے زیادہ بے ایمان ہے اور اس کو جہاں بھی غلطی نظر آتی ہے اس کو مسلم نوجوان نظر آتے ہیں ان کے سامنے غیر مسلم نوجوان غلطی کرتا ہے فساد برپا کر رہا ہے اس کو نہیں پکڑتے بلکہ جو نوجوان امن و شانتی کے ساتھ رہ رہا ہے اس کو پکڑ کر مقدمہ قائم کرتے ہیں اس لئے ایسا موقع نہ دیا جائے کہ ہمارے کسی نوجوان کو تکلیف ہو، نوجوان قوم کے اثاثے ہیں، قوم کی دولت ہیں، کوئی بھی نوجوان مسلم بچہ وہ مسلم قوم کا ایک بہت بڑا سرمایہ ہے ایک نوجوان اگر ضائع ہوتا ہے تو پوری قوم کا ضیاع ہوتا ہے ایسے ان حالات میں کسی بھی طرح جوش و جذبہ میں نہ آئیں، نعرہ بازی میں نہ آئیں اور کسی کا شکار ہو کر سڑکوں پر نہ نکلیں، اپنے آپ کو حفاظت میں رکھیں اور قانونی دائرے میں رہیں، فیصلہ مسلمانوں کے حق میں ہوتا ہے یا نہیں ہوتا ہے وہ بعد کی بات ہے،

ملک میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے جنہوں نے ذمہ داری کو اپنے سر پر لے رکھا ہے وہ لوگ اس کے لئے لڑیں اور آخر تک لڑیں گے، لیکن ہمارے نوجوان جوش وخروش میں نہ آئیں اور کسی سازش کا شکار نہ ہوں اور غیر مسلموں سے بات چیت ہو تو کبھی بھی جوش وجذبہ میں نہ آئیں بلکہ کہیں کہ ہمارے بڑے لوگ ہیں وہ کر رہے ہیں، بحث ومباحثہ نہ کریں اس لئے کہ وہ بھی فساد کا ذریعہ ہوتا ہے، میں نے قرآن مجید کی ایک آیت پڑھی تھی اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہی لوگ اللہ کا گھر بناتے ہیں جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں، اللہ کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں، آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔

بہر حال ہمارا تعلق مسجد سے ٹوٹ اور چھوٹ گیا ہے ایمانداری سے آپ بولئے اور سوچئے میں بھی اور آپ بھی اپنے گریبان میں منھ ڈال کر دیکھیں اور سوچیں کہ ہمارا مسجد سے کیسا تعلق ہے، ہمارا مسجد سے زیادہ تعلق رہا تو جمعہ تک رہا یا نہیں؟ بچہ بیمار ہوگیا تو امام صاحب اور مؤذن صاحب سے تعویذ یا دم کرا لیتے ہیں، نماز جنازہ مسجد میں ہو جاتی ہے باقی کوئی تعلق ہمارا نہیں رہا، ہم نے اللہ کے گھروں کو بھلا دیا، دوستو! اللہ نے ہم کو بھلا دیا، آج ہم مسجد کے رہنے والے بن جائیں اور مسجد کو آباد کرنے والے بن جائیں پھر انشاء اللہ تعالیٰ یہ جتنی بھی پریشانی ہے کچھ بھی نہیں رہے گی اسی سے ایمان اور مضبوط ہوتا ہے، مسلمان کبھی ہمت نہیں ہارتا، مسلمان کبھی مایوس نہیں ہوا، مسلمان نے تو ہمیشہ قربانی دی ہے اور قربانی اس کی گھٹی میں پڑی ہے اس لئے کہ اس کی جان اور مال اللہ کا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلہ میں خرید لیا ہے ۔مسلمان کو جب بچانے کی بات آتی ہے اور اسلام کو جب بچانے کی بات آتی ہے تو

پھر مسلمان کی جان اور مال کوئی چیز نہیں ہے بہر حال ہم اس نازک موقع پر کسی بھی شریر آدمی کا نشانہ نہ بنیں، اور کسی بھی شکاری کا شکار نہ بنیں اور اپنے اپنے محلے میں اور اپنے اپنے علاقے میں جو مساجد ہیں ان کو آباد کریں اور علماء سے رابطہ رکھیں اور قرآن مجید کی تلاوت اور شریعت پر چلیں قانون کے مطابق شریعت محمدیہ کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنے کی کوشش کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ جتنی پریشانیاں ہیں وہ سب ختم ہو جائیں گی، اللہ ہماری حفاظت فرمائے اور ملک میں جو لوگ سازش کرنا چاہتے ہیں فساد کرنا چاہتے ہیں، ملک کا امن اور شانتی کو ختم کرنا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ انکے جذبات کو سرد فرمائے اور ان کے ارادوں کو ناکام فرمائے اور ملک میں عزت ووقار کیساتھ مسلمانوں کو وقار کیساتھ زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

اسلام میں نحوست اور توہم پرستی کی گنجائش نہیں

مجلس نمبر (۱۹)

مجلس مبارک ۲۷ صفر المظفر ۱۴۳۱ھ، مطابق ۱۲ فروری ۲۰۱۰ء بعد نماز جمعہ

بحمد اللہ تعالیٰ۔ مجلس مبارک ذکر بالجہر سے شروع ہوئی۔ درمیان میں اجتماعی دعا کے ساتھ ایصال ثواب بھی ہوا۔ حاضرین میں سے سائل نے ایک سوال کیا ہندوستان میں عورتیں صفر کے مہینہ کو خالی مہینہ کہتی ہیں اور اس ماہ کو کچھ لوگ منحوس تصور کرتے ہیں۔ اس کے متعلق حضرت والا حفظہ اللہ کچھ ارشاد فرمائیں:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَهٗ. اَمَّا بَعْدُ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰہُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْهُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

بزرگان محترم نوجوانان اسلام اور عزیز طلباء! آج سے صفر المظفر کا مہینہ شروع ہو رہا ہے، صفر کے معنی آتے ہیں خالی ہونے کو اور مظفر کے معنی کامیابی و کامرانی اور فتح یابی کے، اسلام سے قبل جتنے بھی عربی مہینوں کے نام تھے ان کے ساتھ کوئی اور لفظ جڑا ہوا نہیں تھا جیسے رمضان المبارک ہے تو اس کو صرف رمضان ہی کہا جاتا تھا لیکن اسلام نے اس کو ایک عمدہ صفت کے ساتھ جوڑ دیا، اور اب اسے رمضان المبارک کہا جاتا ہے جس طرح انگریزی کے بارہ مہینے ہوتے ہیں اسی طرح عربی کے بھی بارہ مہینے ہوتے ہیں، عربی میں پہلا مہینہ محرم الحرام ہے اور صفر المظفر دوسرا مہینہ ہے، شاید اسلام نے مہینوں کے ساتھ جو عمدہ صفتوں کا اضافہ کیا وہ اسی وجہ سے کہ جو غیر اسلامی رسوم ورواج لوگوں نے ان مہینوں کے ساتھ وابستہ کر رکھے ہیں ان کی غلط فہمیوں کو دور کیا جائے۔ ہمارے یہاں صفر کے مہینہ کو بہت زیادہ منحوس سمجھا جاتا ہے خصوصاً ایک تاریخ سے لے کر تیرہ تاریخ تک، کوئی کام کیا جائے تو اس کام کو کرنے سے پہلے ہی اس کو ناکام سمجھا جاتا ہے، بعض حضرات تو اس مہینے کی ایک تاریخ سے لے کر تیرہ تاریخ تک اگر تاریخ کا نام بھی لیں تو جلدی سے لیتے ہیں اس لئے کہ اس تاریخ کے عدد کو گنوانے میں زبان پر وہ لفظ آرہا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی نحوست ہم پر ڈال دی جائے، صفر کا مہینہ شروع ہوتا ہے تو شادی نہیں کرتے، یہ سمجھ کر کہ صفر کا مہینہ منحوس ہے اس مہینہ میں آسمان سے بلاؤں کا نزول ہوتا ہے، ہمارے معاشرے میں آج کل بڑی توہم پرستی آگئی ہے۔

بیماری متعدی نہیں ہوتی

آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَاعَدْوٰی وَلَاطِیَرَةَ وَلَا هَامَّةَ وَلَا صَفَرَ نہ تو بیماری متعدی ہوتی ہے یعنی ایک آدمی اگر بیمار ہے تو ایسا نہیں کہ اس کے ساتھ

اٹھنے بیٹھنے اور رہنے سہنے کی وجہ سے دوسرا شخص بیمار ہو جائے گا یہ حدیث جب اونٹ چرانے والے گاؤں کے ایک صحابی نے سنی تو کہنے لگے یا رسول اللہ! ہم جنگلوں میں اونٹ چراتے ہیں وہاں سارے اونٹ صحت مند اور تندرست ہوتے ہیں مگر کوئی ایک اونٹ اس میں خارشی آجاتا ہے تو سب کو خارش ہو جاتی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے پہلے اونٹ کو خارشی کس نے بنایا؟ تو کہا کہ اللہ کی طرف سے اس کو کھجلی کی بیماری لاحق ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسی اللہ کی طرف سے سارے اونٹ کو کھجلی لاحق ہوئی، اسلئے کسی بھی چیز کو منحوس سمجھنا اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔

اُلو کو ہمارے یہاں بڑا منحوس تصور کرتے ہیں یہ بھی اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے، صفر کے مہینے میں کوئی نحوست نہیں ہے، زمانہ جاہلیت میں طرح طرح کی خرافات و بدعات رائج تھیں آپ ﷺ نے ان تمام کا قلع قمع کیا اور سارے توہمات کو ختم کر دیا، اسی طرح بدفالی کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے، زمانہ جاہلیت میں الو کو اس قدر منحوس تصور کیا جاتا تھا کہ اگر سفر کرنے کا ارادہ ہے اور اُلو نظر آگیا تو سفر منقطع کر دیا کرتے تھے کہ اب اس سفر میں کوئی خیر اور بھلائی نہیں ہے اور بعض تو ایسا بھی کرتے کہ سفر کا ارادہ ہو تو جنگل میں جاتے اور دیکھتے کوئی پرندہ ان کے دائیں جانب سے اڑا یا بائیں جانب سے، اگر دائیں جانب سے اُڑا تو سفر کرتے اور اگر بائیں طرف سے اُڑا تو سفر ملتوی کر دیتے تھے کہ اب اس سفر میں کوئی خیر نہیں ہے۔ اسی طرح ماہ صفر میں بھی سفر وغیرہ نہیں کرتے تھے، اس ماہ کو منحوس سمجھتے تھے جیسا کہ ہمارے زمانے کے لوگ بکثرت اس میں مبتلا ہیں اور طرح طرح کے توہمات اپنے ذہن و دماغ میں بسائے ہوئے ہیں، ساتھ ساتھ یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ توہم اور بدعت دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ بدعت کا مطلب ہوتا ہے کوئی ایسا کام جس کا شریعت سے کوئی ثبوت نہ ہو، اس کو شریعت میں داخل کر لیا جائے اور اس نیت سے کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ اسکے

کرنے سے خوش ہوں گے اور اس پر اجر و ثواب ملے گا اور توہم پرستی کہتے ہیں جسکے کرنے یا نہ کرنے پر اچھائی اور برائی کا خیال آتا ہو یہی نہیں بلکہ یہ تصور بھی کیا جائے کہ اس کا نتیجہ اچھا یا برا نکلے گا۔

صفر کا مہینہ تو مبارک ہونا چاہئے

صفر المظفر کا مہینہ شروع ہوتا ہے تو شروع کے تیرہ دنوں میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ آسمان سے جنات و شیاطین کا نزول ہوگا بہت سارے لوگ ہمارے معاشرے میں باوجودیکہ دیندار کہلاتے ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ جنات کا نزول ہوگا تو کہیں ان کو تکلیف نہ پہنچ جائے اس لئے آہستہ چلتے ہیں دوڑنا بند کر دیتے ہیں بعض لوگ تو اس درجہ توہم میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ اپنے گھروں میں دیواروں پر، الماریوں پر اور گھر کی دیگر اشیاء پر ڈنڈے مارتے ہیں تاکہ جنات بھاگ جائیں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ کیا یہی اسلامی تعلیمات ہیں؟ آقائے مدنی ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا ہے آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا مطالعہ کریں اور اٹھا کر دیکھیں کہیں بھی توہم پرستی کی گنجائش نہیں بلکہ ہر موقع پر نبی کریم ﷺ نے اس کی بیخ کنی کی ہے، حدیث میں آتا ہے کہ نحوست اگر ہوتی تو تین چیزوں میں ہوتی عورت، گھوڑا اور گھر میں مگر ان تین چیزوں میں نحوست نہیں ہے اس لئے کوئی چیز منحوس نہیں ہے، اگر صفر المظفر کا مہینہ منحوس سمجھا جاتا ہے اپنی توہم پرستی کی بنا پر تو دیگر مہینے یقیناً مبارک ہونے چاہئیں، دوسرے زاویئے سے دیکھئے کہ رمضان المبارک کا مہینہ رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ ہے تو کیا بقیہ گیارہ مہینے منحوس ہیں؟ اور صفر المظفر کا مہینہ تو اس اعتبار سے مبارک اور بابرکت ہونا چاہئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مہینے میں ہجرت کا حکم ہوا اور مدینہ میں پہنچ کر اسلام کو ترقی نصیب ہوئی اور اسلام کو پھلنے پھولنے کا موقع نصیب ہوا، جیسے ہی آپ ﷺ کو حکم ہوا

کہ ہجرت کرنا ہے مدینہ کی طرف تو آپ ﷺ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مکان پر گئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ چھوڑ کر بجانب مدینہ ہجرت کرنے کا حکم دیا ہے، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ سوال نہیں کیا کہ اب جائیں گے یا کب جائیں گے بلکہ فوراً تیار ہو گئے اور آپ ﷺ کے ساتھ ہو گئے، یہ صفر کا آخری عشرہ تھا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کوئی دن کوئی ہفتہ کوئی مہینہ کوئی سال منحوس نہیں ہو سکتا، کیوں نہیں ہو سکتا اسلئے کہ رات دن، مہینہ اور سال سے مل کر زمانہ بنتا ہے زمانہ کے اندر آدمی کی زندگی موجود ہوتی ہے اگر یہ زمانہ ختم ہو جائے تو زندگیاں ختم ہو جائیں گی اسی لئے حدیث میں منع کیا گیا ہے کہ زمانہ کو برا بھلا مت کہو اللہ تعالیٰ نے زمانہ کی قسم کھائی ہے، یاد رکھئے کہ اللہ تعالیٰ ایسی ہی چیزوں کی قسمیں کھایا کرتے ہیں جو مقدس اور برکت والی ہوتی ہیں، ہمارے یہاں تو عجیب رواج ہے کہ لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ بڑا خراب زمانہ آ گیا، یہ بہت خراب ٹائم ہے ایسا کہنا صحیح نہیں ہے اسلام اس کی کوئی اجازت نہیں دیتا جب آدمی اس طریقہ کے جملے اپنی زبان سے استعمال کرے گا تو اسکے اعمال بھی خراب ہوں گے اور جب اعمال خراب ہوں گے تو اس کی سزا تھوڑی بہت دنیا میں بھی مل کر رہے گی۔

لالچ بہت بری چیز ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک مرتبہ جنگل بیابان میں چلے جا رہے ہیں دیکھا کہ کچھ لوگوں کے بولنے کی آواز آ رہی ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تلاش کیا کدھر سے آواز آ رہی ہے تو معلوم ہوا کہ درخت کے پیچھے سے آواز آ رہی ہے، موسیٰ علیہ السلام درخت کے پاس گئے دیکھا کہ تین آدمی ہیں، وہ موسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی ڈر گئے اور کہنے لگے کہ ہمیں معاف کر دو اب ہم چوری نہیں کریں گے، دراصل وہ چور تھے بیٹھ کر چوری کرنے کا پلان بنا رہے تھے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا مجھ سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے معافی

مانگو، انھوں نے اللہ کے حضور گڑگڑا کر توبہ و استغفار کی، ندا آئی کہ ہم نے تمہیں معاف کر دیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ آئندہ تم چوری نہ کرنا بلکہ نیک کام کرنا، تینوں نے مل کر کہا کہ اے موسیٰ! آپ تو اللہ کے نبی ہیں اللہ کے مقبول و محبوب بندے ہیں ہمارے پاس مال نہیں ہے جس کی وجہ سے ہم چوری کرتے ہیں، آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو مال عطا فرمائے تاکہ ہم چوری سے باز آ جائیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ تو ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ تین اینٹیں پڑی ہوئی ہیں یہ سونے کی بنوا دیجئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کر دی اور وہ اینٹیں سونے کی بن گئیں، پھر ان لوگوں سے فرمایا کہ یہ اینٹیں آپس میں تقسیم کر لو اور یہاں سے جانے کے بعد تجارت وغیرہ کرو اور اللہ کی فرماں برداری کرو، اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں سے چلے گئے، یہ تینوں بیٹھے رہے ان میں سے ایک نے کہا کہ بھوک لگ رہی ہے اسلئے ہم میں سے ایک آدمی بازار جائے اور کھانا لے کر آئے چنانچہ ایک شخص کھانا لینے کیلئے ایک بستی میں گیا پہلے تو اس نے ہوٹل میں کھانا کھایا پھر دونوں آدمیوں کیلئے کھانا لیا اور جنگل کی طرف چل دیا، راستہ میں اس کو خیال آیا کہ اگر میں کھانے میں زہر ملا دوں تو وہ دونوں آدمی ہلاک ہو جائیں گے اور پورا سونا مجھے مل جائے گا اور ان دونوں نے یہ سوچا کہ ہم دونوں مل کر اس آدمی کو مار ڈالیں تو اس کے حصہ کا سونا بھی ہم کو ملے گا اور اس کو آپس میں تقسیم کر لیں گے جب وہ شخص کھانا لے کر آیا تو ان دونوں نے اس کو قتل کر دیا اور ایک جگہ دفن کر دیا، جب دفن سے فارغ ہوئے تو کہنے لگے کہ بھوک لگ رہی ہے پہلے کھانا کھا لیں گے پھر چلیں گے دونوں نے مل کر کھانا کھایا اور کھاتے ہی مر گئے، چونکہ نیت خراب تھی اس لئے حرام موت مرے۔

غور کرنے کی بات ہے کہ آدمی حرص میں کس حد تک پہنچ سکتا ہے کہ کسی کی جان تک کی پرواہ نہیں ہوتی ہے جب نیتوں میں فتور آتا ہے تو دنیا بھی خراب ہوتی ہے اور

آخرت بھی تباہ وبرباد ہوتی ہے، یہ تینوں اشخاص بھی تو حرام موت ہی مرے اور آخرت میں ایک دوسرے کو قتل کرنے کی سزا بھی بھگتیں گے۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا خط دریائے نیل کے نام

بہر حال میں یہ عرض کررہا تھا کہ صفر المظفر کا مہینہ منحوس نہیں ہے تو ہم پرستی کی وجہ سے ہمارے معاشرے میں اس کو منحوس سمجھا جاتا ہے کہ اس میں آفات وبلیات کا نزول ہوتا ہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور خلافت ہے، آدھا ایشیا فتح ہوچکا ہے مصر پر اسلامی حکومت قائم ہوچکی ہے، دریائے نیل کے بارے میں آتا ہے کہ جب مسلمان وہاں پہنچے اور حکمرانی قائم ہوگئی تو ایک دن دیکھا کہ کچھ لوگ ایک باکرہ خوبصورت اور حسین وجمیل لڑکی کو خوبصورت لباس اور عمدہ زیورات سے آراستہ وپیراستہ کرکے ایک جلوس کی شکل میں لے کر جارہے ہیں مسلمانوں نے معلوم کیا کہ یہ کیا ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ دریائے نیل ہر سال رک جاتا ہے اور جب تک ایک نوخیز اور کنواری لڑکی کو بھینٹ نہیں چڑھایا جاتا اس وقت تک دریائے نیل پانی نہیں دیتا ہے، مسلمانوں نے منع کیا کہ ایسا مت کرو اس لئے کہ یہ رسم بد ہے اسلام اس سے منع کرتا ہے چنانچہ مصری باز آگئے مگر اس سال دریائے نیل جاری نہیں ہوا، جس کی وجہ سے کھیتیاں سوکھی رہ گئیں اور لوگوں کو بڑی پریشانیاں درپیش ہوئیں تو مصر کے گورنر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ مصر کی یہ صورت حال ہے ایک رسم بد کو ہم نے ختم کیا تو دریائے نیل نے پانی ہی دینا بند کردیا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک خط لکھا دریائے نیل کے نام، جس میں یہ لکھا کہ اے دریائے نیل! اگر تو اللہ کے حکم سے جاری ہوتا ہے تو جاری رہ اور اگر اپنی مرضی سے جاری ہوتا ہے تو پھر تیری کوئی ضرورت نہیں، یہ خط لکھ کر پیغامبر کو کہا کہ اس کو دریائے

نیل میں ڈال دو، چنانچہ وہ پیغامبر مصر کے گورنر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور خط دیا، عمر بن العاص رضی اللہ عنہ نے خط پڑھا اور دریائے نیل میں ڈال دیا ڈالتے ہی دریا بہہ پڑا اور اس وقت سے لیکر آج تک بند نہ ہوا۔

مشیت ایزدی کے بغیر زہر بھی اپنا اثر نہیں دکھا سکتا

ایک دفعہ روم کے بادشاہ ہرقل نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو زہر بھیجا اور کہا کہ یہ ہماری سلطنت کا عظیم ترین زہر ہے اگر تھوڑا سا حصہ بھی زبان پر رکھ لیا جائے تو زبان باہر ہوجاتی ہے اور آدمی اسی حالت میں مرجاتا ہے، یہ زہر میں اس لئے بھیج رہا ہوں کہ اگر آپ کسی کو سزا دیں تو اس زہر کا استعمال کریں، ہماری طرف سے یہ آپ کو تحفہ ہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سفیر اور ایلچی سے کہا کہ اس زہر کی ہمیں ضرورت نہیں ہے موت اور حیات اللہ کے اختیار میں ہے، اگر یہ زہر کھلایا جائے اور اللہ کا حکم نہ ہو تو کوئی اثر نہیں ہوگا، پھر آپ نے فرمایا کہ میں اس کا نمونہ دکھاتا ہوں، اگر مجھے موت آتی ہے تو اس زہر کے کھانے کی وجہ سے نہیں آئے گی بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آئے گی، میں یہ زہر کھا کر دکھاتا ہوں۔

آپ نے وہ سارا زہر زبان پر رکھا اور پانی پی کر نگل گئے، نگلتے ہی پیشانی پر پسینہ نمودار ہوا اور کچھ دیر کے بعد آپ صحیح ہوگئے، ایلچی دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جس زہر کا ذرا سا حصہ بھی کھا کر آدمی مرجاتا ہے اور یہ شخص کیسے پورا زہر کھا کر زندہ رہ گیا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اس زہر سے موت نہیں آتی تھی اس لئے اس زہر کا کوئی اثر نہیں ہوا، موت وحیات تو صرف اللہ کے اختیار میں ہے ایسا یقین رکھنے والا شخص اگر دریائے نیل کو خط لکھے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے لکھنے کی لاج رکھیں گے۔ یہ تعلق مع اللہ اور محبت الٰہی کے قبیل سے ہے۔

توہم پرستی عموماً ہر جگہ پائی جاتی ہے

اسلامی نظریہ اور اسلامی عقیدہ یہی ہے کہ سب کچھ کرنے دھرنے والی ذات اللہ تعالیٰ ہی کی ہے مگر افسوس اس بات پر ہے کہ اسلامی شریعت کو ماننے والے افراد بھی اس میں مبتلا ہیں، کوا اگر گھر کی چھت پر بیٹھ کر کائیں کائیں کرے تو یہ سمجھتے ہیں کہ مہمان آنے والا ہے، کالی بلی اگر راستہ سے گذر جائے تو یہ تصور کرتے ہیں کہ راستہ میں کوئی مصیبت آئے گی، یہ توہم پرستی کا رواج صرف کسی ایک علاقہ اور ملک میں ہی نہیں بلکہ ہر جگہ کسی نہ کسی شکل میں پایا جاتا ہے، یورپ میں بھی بہت ساری چیزیں پائی جاتی ہیں، کالی بلی اگر راستہ سے گذر جائے تو منحوس نہیں بلکہ رحمت کا باعث سمجھا جاتا ہے اور کسی بیل یا بھینس کا کھیت میں گھس جانا یہ تصور کیا جاتا ہے کہ کھیت مالک کے گھر میں کوئی مرنے والا ہے، اسی طرح سیڑھی کے نیچے سے نہیں گذرے گا کہ اگر سیڑھی کے نیچے سے گزروں گا تو کوئی آفت اور بلا نازل ہوگی اسی طرح سفید مرغی کا دیکھنا منجانب اللہ رحمت سمجھا جاتا ہے اور کالی مرغی کا دیکھنا شیطان کی روح سمجھا جاتا ہے توہم پرستی تقریباً ہر ملک اور ہر قوم میں پائی جاتی ہے مگر افسوس تو اس پر ہے کہ اسلامی معاشرے میں رہ کر اور اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر ہم لوگ اس میں مبتلا ہیں جب کہ آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف ارشاد فرما دیا کہ بیماری کا لگنا، اُلو کا منحوس سمجھنا اور صفر المظفر کا منحوس ہونا کوئی حقیقت نہیں رکھتا، ہم لوگ یہ تصور کیوں کرتے ہیں؟ کیا آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح الفاظ سے بڑھ کر کوئی اور دلیل ہوسکتی ہے؟ دلائل شرعیہ کل چار ہیں قرآن کریم، سنت نبوی، اجماع امت اور قیاس، اس میں دوسرے نمبر کی چیز سنت نبویہ ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم صاف فرما رہے ہیں کہ کوئی چیز منحوس نہیں ہے تو ہم کیسے کسی چیز کو منحوس تصور کریں۔

ہمارا دین کامل ومکمل ہے

بہت سارے لوگ صفر کے آخری چہارشنبہ کو چنے ابال کر تقسیم کرتے ہیں اور اس کو ثواب کا کام سمجھتے ہیں یہ بھی بدعت ہے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَالَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ** جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات ایجاد کی تو وہ مردود ہے۔ ظاہر ہے کہ صفر کے مہینے میں جو کچھ ہم کرتے ہیں وہ سب ہماری طرف سے ایجاد کردہ ہے جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اور ہمارے اس طرز عمل سے اسلام کو نقصان پہنچ رہا ہے، اللہ تعالیٰ تو فرما رہے ہیں:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تمہارے اوپر اپنی نعمت کو تام کر دیا اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔ ذرا غور فرمائیے کہ جس دین کی تکمیل کا اعلان خود رب کائنات فرما رہے ہیں تو ظاہر ہے کہ اس میں کوئی کمی باقی نہیں رہ گئی اب ہم یہ کہیں کہ فلاں کام کرتے ہیں خیر وثواب ہے حالانکہ اسلام نے اس کو بیان نہیں کیا تو گویا کہ (نعوذ باللہ) اتمام دین کو ہم نے تسلیم نہیں کیا اس لئے یہ یاد رکھیں کہ ثواب صرف انھیں کاموں میں رہے گا جن کو اسلام نے بیان کیا ہے، ہم کسی کام کو کار ثواب سمجھیں تو ہرگز وہ کار ثواب نہیں ہوسکتا ہے بلکہ وہ گناہ کا باعث ہی بنے گا، ہم کو کامیابی مل سکتی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے طریقہ کی پیروی میں ہی مل سکتی ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِیْدٍ جس نے میری امت کے بگاڑ کے زمانہ میں میری سنت پر عمل کیا تو اس کے لئے سو شہیدوں کا

اجر ملے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سنت نبوی کی اتباع نصیب فرمائے اور بدعات وخرافات سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

بحمد اللہ تعالیٰ

''مجالس حبیب الامت حفظہ اللہ''

جلد اول مکمل ہوئی!

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ .

خادم آستانہ حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ

محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی

ناظم تعلیمات دار العلوم محمدیہ، خانقاہ رحیمی بنگلور

مورخہ ۴؍فروری ۲۰۱۳ء بروز منگل

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی حفظہ اللہ

کی مزید تالیفات

۱	خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت	جلد اول و دوم (سوم زیر طبع)
۲	انوار السالکین	
۳	انوارِ طریقت	
۴	قرآن وسنت کی روشنی میں تصوف کی حقیقت	
۵	سفرنامہ جنوبی ہند تا جنوبی افریقہ	
۶	مفتاح الصلوٰۃ	
۷	ملفوظات حبیب الامت حفظہ اللہ	دو جلدیں (مزید زیر طبع)
۸	سوانح حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ	
۹	پیارے نبی کی پیاری دعائیں	
۱۰	خطباتِ رحیمی	دس جلدیں
۱۱	خطباتِ حبان برائے دخترانِ اسلام	دس جلدیں
۱۲	تفسیری خطباتِ حبان	دو جلدیں
۱۳	خطباتِ رمضان المبارک	چار جلدیں
۱۴	طالبات تقریر کیسے کریں؟	دس جلدیں
۱۵	خواتین کے لئے منتخب تقاریر	
۱۶	خواتین کے لئے اصلاحی تقاریر	
۱۷	مستورات کے لئے انقلابی تقاریر	
۱۸	الحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم	
۱۹	زیاراتِ حرمین شریفین	
۲۰	مجالسِ حبیب الامت حفظہ اللہ	دو جلدیں

۲۱	فیضانِ گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ	
۲۲	اسرارِ طریقت	(زیرِ طبع)
۲۳	انجمن دیندار چن بسویشورا مسلمان نہیں	
۲۴	رمضان المبارک کے مسائل وفضائل	دو جلدیں
۲۵	امت کے روشن چراغ	تین جلدیں
۲۶	گناہوں کے انبار	دو جلدیں
۲۷	اسلام میں عورت کی عظمت	
۲۸	فضائل اعمال کی فضیلت واہمیت	
۲۹	صحت مند زندگی کے راز	
۳۰	دُرِّ حبان	جلد اول (طبی کتاب)
۳۱	عملی زندگی	
۳۲	تصوف اور سلوک کی حقیقت	
۳۳	صحت مند زندگی کے راز	(طبی کتاب)
۳۴	اہل معرفت کی راہیں	
۳۵	افاداتِ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ	

☆☆☆

ملنے کا پتہ

رحیمی کتب خانہ

RAHEEMI KUTUB KHANA

2nd Cross, Gangondanahalli
Near Chandra Layout Bangalore-39
Ph: 080-23180000 / 23397836

خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت

خواب ایک حسین ودلکش منظر ہے جسے دیکھ کر انسان اس کی تعبیر کے لئے بے چین ہوجاتا ہے۔ زبانِ اردو میں ابھی تک کوئی مستند کتاب وجود میں نہ آئی تھی ہاں مختلف کتب خصوصاً ابن سیرین کے تراجم ضرور شائع ہوئے۔ طبقہ اردو کی اس تشنگی کا مداوا ’’خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت‘‘ مصنف حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی کے ذریعہ ہوا ہے، دو جلدوں پر مشتمل یہ ایسی جامع اور مستند ومجرب کتاب ہے جس میں خواب سے متعلق بے شمار موضوعات پر بڑی گرانقدر معلومات درج ہیں، قرآن وحدیث کی روشنی میں انبیاء، صحابہ، بزرگانِ دین اور صلحائے امت کے خوابوں وتعبیرات کے اجمالی تذکروں، جابجا خوابوں سے متعلق شعراء کے اشعار سے کتاب مزین ہے۔ لغت کی طرح حروفِ تہجی سے مختصر تعبیروں کی ایک طویل فہرست دی گئی ہے جس سے فائدہ یہ ہے کہ ایک معروف آدمی منٹوں میں اپنے خواب کے اجزاء کو یکے بعد دیگرے دیکھ کر ان کی تفصیلات کی روشنی میں ایک جامع تعبیر اخذ کرسکتا ہے۔ اس کتاب میں دورہ جدید کی تمام نئی ایجاد شدہ اشیاء کی تعبیرات کو مختصراً جمع کردیا گیا ہے، جس سے پرانی کتب کے بالمقابل دورِ جدید کے تقاضوں کی تکمیل ہوتی ہے۔ ’’خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت‘‘ (اول ودوم) حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی حفظہ اللہ کی ایک شاندار، قابل قدر تصنیف اور ایک علمی کارنامہ ہے بلکہ اردو زبان میں ایک نایاب تحفہ ہے، جس کی مثال دورِ حاضر میں نایاب ہے، انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ قارئین خوابوں سے متعلق بے شمار فوائد حاصل کرسکیں گے۔　قیمت: ....

خطباتِ رمضان المبارک

خوشخبری ہے خطباء وواعظین اور قدردان رمضان المبارک وجویان برکات وفضائل ماہ صیام کیلئے کہ رمضان المبارک کی فضیلت وفرضیت اوراہمیت، روزہ، تراویح، تہجد، سحراورتلاوت قرآن کے فضائل، زکوٰۃ کی فرضیت واہمیت اور اعتکاف کے اہتمام اور دیگر مضامین جو ماہِ مقدسہ کے اعمال کی ترغیب وترقی، قرآن وسنت کے سرچشمے سے مستند واقعات وقصص، امثال ودلائل سے مزیّن ہے ''خطباتِ رمضان المبارک'' کے نام سے چارجلدوں پر مشتمل مکتبہ طیبہ نے شائع کی ہے۔ وہ خطباء جواپنے خطاب اور بیان میں دقیق اورمشکل الفاظ سے احتراز کرتے ہیں اوراپنے بیان کو عام فہم رکھنا چاہتے ہیں یا ماہِ رمضان سے متعلق تمام فضائل ومسائل، دلائل وواقعات اورعبادات، اوامر ونواہی کوایک ہی کتاب میں یکجا چاہتے ہیں اس سلسلہ میں ''خطباتِ رمضان المبارک'' جوعام فہم اردو زبان میں ترتیب دی گئی ہے ان کیلئے انشاءاللہ تعالیٰ انتہائی مفید ثابت ہوگی۔ اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ تمام خطبات میں قریباً ہرصفحہ پر ذیلی سرخیاں لگائی ہیں تاکہ مضامین اورموضوعات کے انتخاب میں دشواری نہ ہو۔ یہ خطبات حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی مدظلہ العالی خلیفہ ومجاز پیر کامل الحاج مصطفیٰ کامل رشیدی اعرابیؒ (نبیرہ حضرت گنگوہیؒ) وخلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامت حکیم ذکی الدین احمد صاحبؒ پرنامبٹ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامتؒ) کی وہ تقاریر ہیں جومرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ بنگلورودیگر مساجد میں رمضان المبارک کے مختلف موقعوں پر کی گئی ہیں۔ ☆

قیمت:....................

خطباتِ رحیمی

دو ہزار صفحات پر مشتمل مکمل دس جلدیں

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی مدظلہ العالی خلیفہ ومجاز پیر کامل الحاج مصطفیٰ کامل رشیدی اعرابیؒ (نبیرہ حضرت گنگوہیؒ) وخلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامت حکیم ذکی الدین احمد صاحبؒ پرنامبٹ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامتؒ) کے ان اصلاحی وتبلیغی تقاریر کا مجموعہ ہے جو 1989ء میں دارالعلوم محمدیہ کی مرکزی جامع مسجد گنگونڈہلی کے سنگ بنیاد کے بعد نمازِ جمعہ سے قبل کی گئیں ہیں، عوام وخواص میں آپ کے ان خطبات کی مقبولیت کی بنا پر جنہیں ڈاکٹر محمد فاروق اعظم قاسمی نے یکجا کرکے ائمہ مساجد خطباء حضرات کے لئے ایک ایسا مجموعہ ترتیب دیا ہے جو اختلافات سے بالاتر مختلف موضوعات پر مشتمل جہاں عالمانہ، ناصحانہ دلائل ومسائل سے مستنبط واثر آفرینی سے بھی لبریز ہے وہیں عام فہم اورآسان زبان کا استعمال کیا گیا ہے، جگہ جگہ دلچسپ واقعات شامل کئے گئے ہیں تاکہ عوام وخواص یکساں مستفید ہوسکیں۔

''خطباتِ رحیمی'' میں ہرتقریر کی ابتداء میں موضوع کے لحاظ سے ایک شعر، عربی عبارات پراعراب اور ہر ہرصفحہ پر ذیلی سرخیاں لگائی گئی ہیں تاکہ موضوع کے انتخاب میں آسانی اورمطالعہ میں نشاط برقراررہے۔ خطباء ومقررین، مدرسین وطالبین کے لئے دس جلدوں میں دوہزارصفحات پر مشتمل یہ خطبات ایک ایسا مجموعہ ہیں جس میں وہ اپنی تمام ترتشنگی بجھا سکتے ہیں۔

قیمت:......................

فیضانِ گنگوہیؒ

’’فیضانِ گنگوہیؒ‘‘ امام ربانی قطب ارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے نبیرہ اور آپ کے سجادہ نشین حضرت الحاج عارف باللہ قلندر زماں مولانا الحاج محمد مصطفیٰ کامل رشیدی اعرابی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ومجاز شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات پر مشتمل شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی مدظلہ العالی (خلیفہ ومجاز اول پیر کامل الحاج مصطفیٰ کامل رشیدی اعرابیؒ وخلیفہ ومجاز دوم حضرت حاذق الامت حکیم ذکی الدین احمد صاحبؒ پرنامبٹ) کا مرتب کردہ ایسا مجموعہ ہے جس میں قلندرِ زماں کے حالات وواقعات، اقوال واذکار، مجالس مبارکہ اور آپ کے اصلاحی، تبلیغی، سیاسی اور علمی وعملی پہلوؤں پر سیر حاصل روشنی ڈالی ہے جس سے عوام وخواص اب تک ناواقف تھے۔ قارئین کے لئے یہ سوانح ایک ایسا دستاویز ہے جس میں عارف باللہ حضرت الحاج مصطفیٰ کامل رشیدی اعرابیؒ اپنے دادا امام ربانی قطب ارشاد حضرت گنگوہیؒ کا پورا پورا عکس نظر آتے ہیں، اور آپؒ نے حضرت گنگوہی کی زندگی کو عملاً دہرا کر بتایا ہے کہ زندگی سے رموز واسرار اور گوہر نایاب کیسے چنے جاتے ہیں۔

قیمت:...................

ملنے کا پتہ

رحیمی کتب خانہ

RAHEEMI KUTUB KHANA

2nd Cross, Gangondanahalli
Near Chandra Layout Bangalore-39
Ph: 080-23180000 / 23397836

زیاراتِ حرمین شریفین

’’زیاراتِ حرمین شریفین‘‘ ایک ایسی جامع کتاب ہے جس میں نہ صرف حج وعمرہ کا طریقہ بلکہ تمام اوراد ووظائف، مسنون اور مستحبات ادعیہ، مقاماتِ مقدسہ کی نشاندہی، تاریخی پس منظر، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عملاً طریقۂ کار، دلائل ومسائل، قصائص قرآنی واحادیثِ نبوی، درود وسلام، مناجات وادعیہ اور آدابِ حرمین مفصل بیان کئے گئے ہیں، اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں جدید سائنسی تحقیقات وغیرہم شامل کی گئی ہیں غرض 400 صفحات پر مشتمل یہ مجموعہ زائرین حرمین شریفین کے لئے ایک ایسا دفتر ہے جس میں وہ اپنی تمام تشنگی کو بجھا سکتے ہیں۔ قیمت:...................

تفسیری خطباتِ حبان

’’تفسیری خطباتِ حبان‘‘ قرآنِ مجید کی منتخب آیات کا ترجمہ اور قصائصِ قرآن وخلاصۂ تفسیر کا عام فہم مجموعہ ہے، جس میں عربی خطبہ کے بعد حضرت سیماب اکبرآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے منظوم ترجمۂ قرآن سے آیات کے اردو اشعار بھی لگائے گئے ہیں، اسی طرح علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے منتخب اشعار اور چند قرآنی قصائص بھی جا بجا لائے گئے ہیں۔ تاکہ سامع کے لئے نشاۃ اور دلچسپی کا باعث ہو۔

592 صفحات پر مشتمل یہ کتاب ائمہ، واعظین، خطباء، مبلغین اور تازہ واردان بساط تفسیر کے لئے مختصر وقت میں منزل مطلوب تک پہونچ جانے کے لئے بیش قیمت زادِ راہ ہے۔ قیمت:...................